گناہ اور توبہ

تالیف: ابو حمزہ عبدالخالق صدیقی حافظ حامد محمود الخضری

تقریظ: شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور

فہرست مضامین

حصہ اوّل

باب نمبر 1

گناہ کی تعریف اور اقسام

باب نمبر 2

گناہوں کے اسباب، علامات اور نقصانات

باب نمبر 3

مہلک گناہ

دوسرا حصہ

باب نمبر 1

باب نمبر 2

باب نمبر 3

باب نمبر 4

باب نمبر 11

باب نمبر 12

باب نمبر 13

باب نمبر 14

✪✪✪✪

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقریظ

محدث العصر، فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر الرحمانی حفظہ اللہ

ان الحمد لله ونحمده، ونستعينه، ونستغفره، ونعوذ باللّٰه من شرور انفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده اللّٰه فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادى له، واشهد أن لا اله الا اللّٰه وحده لا شريك له، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله.

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَ اَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ﴿۱۰۲﴾﴾ (آل عمران: ۱۰۲)

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّكُمُ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَ بَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالًا كَثِيۡرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىۡ تَسَآءَلُوۡنَ بِهٖ وَ الۡاَرۡحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيۡكُمۡ رَقِيۡبًا ﴿۱﴾﴾ (النساء: ۱)

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِيۡدًا ﴿۷۰﴾ يُّصۡلِحۡ لَكُمۡ اَعۡمَالَكُمۡ وَ يَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ ؕ وَ مَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا عَظِيۡمًا ﴿۷۱﴾﴾ (الاحزاب: ۷۰-۷۱)

وبعد!

فإن أصدق الحديث كتاب اللّٰه، وخير الهدى هدى محمد ﷺ وشر الامور محدثاتها، وكل محدثة بدعة، وكل بدعة ضلالة، وكل ضلالة فى النار.

زیرِنظر کتاب ''گناہ اورتوبہ'' کا موضوع، کتاب کے نام سے واضح ہے، یاد رہے کہ گناہ سے مراد وہ محرمات ہیں، جنھیں اللہ تعالیٰ یا اُس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے، جن سے بچاؤ از حد ضروری ہے، اوراسی کوتوبہ اور رجوع اِلی اللہ کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ شریعت جن چیزوں کو حرام قرار دیتی ہے تو اُس کی وجہ اُن کا خبیث ہونا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ﴾

(الاعراف: ۱۵۷)

''یعنی رسول اللہ ہر طیب چیز کی حلت، اور ہر خبیث چیز کی حرمت بیان فرماتے ہیں۔''

اس سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ ہر وہ چیز جوحرام کی گئی ہے، خبیث ہے، لہٰذا کسی بھی حرام کام کے ارتکاب کا معنی یہی ہوگا کہ ایک خبیث چیز اختیار کر لی گئی ہے، جس کی بظاہر خباثت کا شاید ہمیں علم نہ ہوسکے، لیکن اللہ ربّ العزت جو اپنے تمام حلال وحرام اُمور کے اسرار کو جانتا ہے، وہ ہر شے کے خبث سے بخوبی واقف ہے، جس کا معنی یہ ہے کہ وہ اس امر محرم کا ارتکاب کرنے والے کو ایک خبیث شئے اپنانے کی وجہ سے دنیا یا آخرت یا دونوں جہانوں میں اسے اپنے عذاب کا نشانہ بنائے گا۔

یہی وجہ ہے کہ شریعت اسلامیہ نے حلال وحرام امور کو واضح طور پر ذکر کر کے بندوں پر حجت تمام کردی ہے، چنانچہ درج ذیل روایت ملاحظہ ہو:

((عَنْ نُعْمَانَ بْنِ بَشِيْرٍ رضي الله عنهما قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الْمُشَبَّهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهِ وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبْهَاتِ كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى، يُوْشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى،

أَلَا إِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهُ......)) ❶

سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے، اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ امور ہیں، جنہیں بیشتر لوگ نہیں جان پاتے، پس جو شخص ان مشتبہ امور کے ارتکاب سے اپنے آپ کو بچا گیا، اُس نے اپنے دین اور عزت کو بچالیا، اور جو شخص ان مشتبہ امور میں پڑ گیا تو اُس کی مثال اس شخص جیسی ہے جو اپنے مویشی اپنے کھیت کے کنارے چرتا ہوا چھوڑ دے، عین ممکن ہے کہ وہ مویشی کنارے پر ہونے کی وجہ سے) پڑوسی کے کھیت میں گھس جائیں۔

خبردار! ہر بادشاہ کی ایک سرحد ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کی زمین پر سرحد اُس کے حرام کردہ امور ہیں۔''

اس حدیث سے کئی مسائل اخذ ہوتے ہیں، ان میں سے ایک مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حلال اور حرام امور کو الگ الگ، کھول کھول کے بیان فرمادیا ہے، جس کی حکمت یہ ہے کہ جو اُمور خالق کائنات نے حلال بیان فرمائے ہیں، اُنہیں دل و جان سے قبول کیا جائے، اور اپنایا جائے؛ کیونکہ وہ سب کے سب طیب اور پاک ہیں۔ اور جو امور اللہ رب العزت نے حرام فرمائے ہیں، اُن سے یکسر اجتناب کیا جائے، کیونکہ وہ سب خبیث ہیں۔

اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ حلال وحرام کے درمیان کچھ مشتبہ امور ہیں جن کے حکم سے اکثر لوگ ناآشنا ہوتے ہیں، تقویٰ اور ورع کا تقاضا یہ ہے کہ ان اُمور سے بھی پوری طرح احتراز کیا جائے، کیونکہ ان امور کا ارتکاب بندے کو حرام بین میں داخل

---

❶ صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب فضل من استبرأ لدينه، رقم: ٥٢ ـ صحيح مسلم، كتاب المساقاة، رقم: ٤٠٩٤.

کر دیتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیث مذکور میں یہ نکتہ سمجھایا ہے۔

اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ زمین پہ اللہ تعالیٰ کی سرحدیں وہ امور ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دے دیا ہے، یہ بات نہایت زبردست وعید اور تنبیہ کی حامل ہے، چنانچہ زمین کے بادشاہوں کی اپنی اپنی سلطنتوں کی طے شدہ حدود ہوتی ہیں، اگر کوئی بادشاہ کسی دوسرے بادشاہ کی سرحد عبور کر کے بلا اجازت اس کی مملکت میں داخل ہو جائے، یا کسی طور اُس کی حد بندی میں تجاوز ہو جائے، تو اُس بادشاہ کو اسے سزا دینے یا اُس سے جنگ کرنے کا پورا حق حاصل ہے۔ واضح ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ، جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے، کی بھی حدود ہیں، اُن حدود کی مخالفت کرنے والا یا تجاوز کرنے والا کس قدر اس احکم الحاکمین کے عذاب کا نشانہ بنے گا؟

اللہ تعالیٰ کی حدود کیا ہیں؟ وہ اُمور جنھیں اُس ذات نے حرام قرار دیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ دنیا کے بادشاہوں کی سرحدوں کو تجاوز کرنے والے درحقیقت اُن کی غیرت کو للکارتے اور چیلنج کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کرنے والا یعنی محرمات کا ارتکاب کرنے والا بھی اس ذات کی غیرت کو للکارتا ہے۔

((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ، مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ......)) [1]

''سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے بڑا غیرت والا کوئی نہیں، اسی لیے اُس نے فواحش کو حرام کر دیا ہے۔''

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ اللّٰهُ يُغَارُ وَغَيْرَةُ اللّٰهِ أَنْ يَّأْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ.)) [2]

---

[1] صحيح بخاري، كتاب النكاح، باب الغيرة، رقم: ٥٢٢٠.

[2] صحيح بخاري، كتاب النكاح، باب الغيرة، رقم: ٥٢٢٣.

''سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو غیرت آتی ہے، اور یہ غیرت اُس وقت آتی ہے، جب بندۂ مومن اللہ تعالیٰ کے کسی حرام کردہ کام کا ارتکاب کر بیٹھے۔''

مذکورہ بالا دونوں حدیثوں سے کئی ایک باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک یہ کہ غیرت میں آنا اللہ تعالیٰ کی صفات میں شامل ہے۔ اور دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا باغیرت ہے۔

اس جملہ کی تہہ میں بڑی خوفناک وعید ہے، اور وہ اس طرح کہ انسانوں کے اندر بھی غیرت کی حس موجود ہے، اگر کسی انسان کی غیرت کو للکارا جائے، تو وہ کس قدر غضبناک ہوجاتا ہے؟ ...... اللہ رب العزت تو سب سے بڑا صاحب غیرت ہے، اُس کی غیرت کو للکارنے والا اُس کے کس قدر غضب اور عذاب الیم کا نشانہ بنے گا...... غور کیجیے۔

اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی غیرت کا مظہر کیا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ کی غیرت کو کیسے للکارا جاتا ہے؟ ان دونوں سوالوں کا جواب مذکورہ بالا دونوں حدیثوں میں موجود ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کی غیرت کا مظہر، علامت اور پہچان قرآن وحدیث کی وہ نصوص ہیں، جن میں حرام امور کا ذکر ہے، وہ تمام امور خبیث اور فحش ہیں، اللہ تعالیٰ کی غیرت ان تمام امور کے حرام کرنے کی متقاضی ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اُنہیں حرام کر دیا۔

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی غیرت کو وہ بندہ للکارتا ہے جو اُس پر ایمان لانے کے باوجود اُس کے حرام کردہ امور کا ارتکاب کرے۔

یہی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غیرت کو بھی اُبھارنے کا سبب تھی، چنانچہ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ام المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے یہ حدیث موجود ہے:

((مَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِنَفْسِهِ إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ

فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ بِهَا .)) ❶

''اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کو کوئی شخص کتنا بھی دکھ دیتا آپ اپنی ذات کے لیے کوئی انتقام نہ لیتے، لیکن جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے کسی امر محرم کا ارتکاب کر کے اللہ تعالیٰ کی حد کو پامال کرنے کی کوشش کرتا، تو آپ ﷺ (شدت غضب کی بناء پر) اللہ تعالیٰ کے لیے اُس سے ضرور انتقام لیتے۔''

کسی بھی امر محرم کا ارتکاب کتنا شدید گناہ ہے، اس کا اندازہ درج ذیل دو حدیثوں سے لگالیا جائے۔

((عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: سِتَّةٌ لَعَنْتُهُمْ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَكُلُّ نَبِيٍّ كَانَ: الزَّائِدُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ ، وَالْمُكَذِّبُ بِقَدَرِ اللّٰهِ وَالْمُتَسَلِّطُ بِالْجَبَرُوتِ لِيُعِزَّ بِذٰلِكَ مَنْ أَذَلَّ اللّٰهُ وَيُذِلَّ مَنْ أَعَزَّ اللّٰهُ ، وَالْمُسْتَحِلُّ لِحُرُمِ اللّٰهِ ، وَالْمُسْتَحِلُّ مِنْ عِتْرَتِي ، وَالتَّارِكُ لِسُنَّتِي .)) ❷

''ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چھ قسم کے انسانوں پر اللہ تعالیٰ کی، میری اور مجھ سے قبل ہر نبی کی لعنت ہے: ایک اللہ تعالیٰ کی شریعت میں اضافہ کرنے والا، دوسرا اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو جھٹلانے والا، تیسرا قہر و جبر سے تسلط حاصل کرنے والا، تا کہ اس تسلط کے ذریعے اُن لوگوں کو عزت دے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا ہے اور ان لوگوں کو ذلیل کرے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے عزت عطا فرمائی ہے، چوتھا اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ اُمور کو

---

❶ صحيح بخاري، كتاب المناقب، رقم: ٣٥٦٠ـ صحيح مسلم، كتاب الفضائل، رقم: ٦٠٤٥.

❷ سنن ترمذي، كتاب الولاء والهبة، رقم: ٢١٥٤ـ مستدرك حاكم، رقم: ١٠٩ـ امام حاکم نے اسے صحیح الاسناد کہا ہے اور امام ذہبی نے اس پر موافقت فرمائی ہے۔

حلال کرنے والا، پانچواں میرے خاندان میں سے کسی کی عزت وحرمت پر ہاتھ ڈالنے والا، چھٹا میری کسی سنت کو ترک کردینے والا۔''

اس حدیث میں وہ چھ افراد مذکور ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک، نیز تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی زبانوں پر ملعون ہیں، اُن میں سے ایک وہ شخص بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو حلال سمجھنے والا ہو، واضح ہو کہ وہ اگر اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء میں سے کسی شئے کو محض عملاً اختیار کرے تو یہ فسق و فجور ہے، اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو حلال قرار دینے کا عقیدہ رکھتا ہو تو یہ کفر ہے۔ أعاذنا الله من الفسق والفجور والكفر .

دوسری حدیث:

((عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: لَأَعْلَمَنَّ أَقْوَامًا مِنْ أُمَّتِي يَأْتُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحَسَنَاتٍ أَمْثَالَ جِبَالِ تِهَامَةَ بِيْضًا ، فَيَجْعَلُهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ هَبَاءً مَنْثُوْرًا .)) قَالَ ثَوْبَانُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! صِفْهُمْ لَنَا ، جَلِّهِمْ لَنَا؛ أَنْ لَا نَكُوْنَ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَا نَعْلَمُ ، قَالَ: ((أَمَا إِنَّهُمْ إِخْوَانُكُمْ وَمِنْ جِلْدَتِكُمْ ، وَيَأْخُذُوْنَ مِنَ اللَّيْلِ كَمَا تَأْخُذُوْنَ ، وَلٰكِنَّهُمْ أَقْوَامٌ إِذَا خَلَوْا بِمَحَارِمِ اللّٰهِ انْتَهَكُوْا .)) [1]

''سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اپنی اُمت کے کچھ لوگوں کو جانتا ہوں جو قیامت کے دن تہامہ پہاڑوں کی طرح بڑی بڑی چمک دار نیکیاں لائیں گے، مگر اللہ ربّ العزت اُنہیں غبار بنا کے اُڑا دے گا۔

[1] سنن ابن ماجة، كتاب الزهد، رقم: ٤٢٤٥ ۔ اسے امام منذریؒ نے الترغیب والترہیب (۱۷۸/۳) میں بسند صحیح روایت کیا ہے، اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے '' الصحیحہ '' میں اس حدیث کو صحیح اور اس کے تمام رواۃ کو ثقہ قرار دیا ہے، ۲/ ۳۲، رقم: ٥٠٥.

سیّدنا ثوبانؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں ان لوگوں کی صفات سے آ گاہ فرمایئے، کہیں لاعلمی میں ہم ان میں شامل نہ ہو جائیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ تمہارے ہی طرح بھائی بند ہوں گے، اور تمہاری طرح شب بیدار بھی ہوں گے، لیکن جونہی تنہائی میں اُنہیں کوئی موقع ہاتھ آئے گا تو وہ گناہوں کا ارتکاب کر کے اللہ تعالیٰ کی حدوں کو پامال کر کے رکھ دیں گے۔''

اس حدیث میں ارتکاب محرمات کی نہایت شدید وعید وارد ہوئی ہے، بالخصوص وہ شخص جو لوگوں میں نیک و مشہور ہو، حتی کہ تہجد کا اہتمام کرنے والا بھی ہو، لیکن تنہائی میسر آتے ہی گناہوں کا ارتکاب شروع کر دے۔ ایک اور حدیث ملاحظہ ہو:

((عَـنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ لَـمْ يُـحَـرِّمْ حُرْمَةً إِلَّا وَقَدْ عَلِمَ أَنَّهُ سَيَطَّلِعُهَا مِنْكُمْ مُطَّلِعٌ، أَلَا وَإِنِّـىْ آخِـذٌ بِـحُجَزِكُمْ أَنْ تَهَافَتُوْا فِى النَّارِ كَتَهَافُتِ الْفَرَاشِ أَوْ الذُّبَابِ.)) [1]

''سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جس کسی چیز کو حرام قرار دیا تو اسے یہ بات معلوم تھی کہ تم میں سے کوئی نہ کوئی شخص اُس کا ضرور ارتکاب کرے گا۔ خبردار! میں تو تمہیں تمہاری پشتوں سے پکڑ کر کھینچ رہا ہوں، مبادا تم آگ پر منڈلانے والے پروانوں کی طرح آگ میں نہ گر جاؤ۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محرمات کا ارتکاب کرنے والا پروانے کی مانند آگ پر منڈلا رہا ہے، اگر اُسے بچایا نہ گیا یعنی محرمات کی حرمتوں اور وعیدوں سے آگاہ کر کے اُسے اُن سے باز نہ کیا گیا تو وہ پروانوں کی طرح بالآخر آگ کا نشانہ بن جائے گا۔ نعوذ

[1] مسند أحمد: ١/ ٣٩٠، رقم: ٣٧٠٤۔ حافظ احمد شاکر نے اس حدیث کو ''صحیح الاسناد'' قرار دیا ہے۔

باللّٰہ من النار وما قرب إلیها من قول و عمل .

واضح ہو کہ جس طرح وقوع محرمات پر شدید ترین وعیدیں وارد ہوئی ہیں، اسی طرح اس بندے کے لیے جو محرمات و منہیات سے اپنے آپ کو بچا کر رکھتا ہے بڑی بڑی خوشخبریاں ذکر ہوئی ہیں۔

محرمات سے بچاؤ کی صورت یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ ہر امر کو حرام سمجھے، اور حلال کردہ ہر اَمر کو حلال سمجھے، اس کے بعد حلال اُمور کو اپنانے اور حرام امور سے اجتناب کرنے پر پوری توجہ مرکوز رکھے۔

((عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ اَتَی النَّبِیَّ ﷺ النَّعْمَانُ بْنُ قَوْقَلٍ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! أَرَأَیْتَ إِذَا صَلَّیْتُ الْمَکْتُوْبَةَ وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ، وَاَحْلَلْتُ الْحَلَالَ، ءَ أَدْخُلُ الْجَنَّةَ؟ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: نَعَمْ .)) [1]

''سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، سیّدنا نعمان بن قوقل رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا: یا رسول اللہ! اگر میں فرض نمازیں ادا کرتا رہوں، اور اللہ تعالیٰ کے حرام کو حرام جانوں، اور اللہ تعالیٰ کے حلال کو حلال جانوں تو کیا میں جنت میں داخل ہوسکتا ہوں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ہاں!''

جبکہ صحیح مسلم کی ہی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ سیّدنا نعمان بن قوقل نے نبی ﷺ سے یہ بھی کہا: ((وَلَمْ أَزِدْ عَلٰی ذٰلِكَ شَیْئًا .)) [2]

''یعنی اس کے علاوہ اور کچھ نہ کروں۔''

مسند احمد میں سیّدنا عبداللہ بن حبشی الخثعمی رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے، جس میں نبی ﷺ سے کچھ سوالات کیے گئے، اور آپ ﷺ نے اُن کے جوابات

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الإیمان، رقم: ۱۰۸.

[2] صحیح مسلم، کتاب الایمان، ایضًا، رقم: ۱۰۹.

دیئے، اُن سوالات میں سے ایک سوال یہ بھی تھا: ((فَأَيُّ الْهِجْرَةِ أَفْضَلُ؟))
یعنی کون سی ہجرت سب سے افضل ہے؟

تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ هَجَرَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ .)) [1]

یعنی ''سب سے افضل مہاجر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ تمام اشیاء چھوڑ دے۔''

ان احادیث میں اس شخص کی فضیلت ومنقبت مذکور ہے جو اللہ تعالیٰ کے حرام کو حرام سمجھتا ہوا عملی طور پر اُس سے پوری طرح کنارہ کشی اختیار کرے، اس عظیم الشان تورع کو افضل ترین ہجرت قرار دیا گیا ہے، جبکہ ہجرت کا عام سا ثواب یہ ہے کہ اُس سے تمام صغیرہ و کبیرہ گناہ مٹ جاتے ہیں۔

((إِنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا .)) [2]

''یقیناً ہجرت پچھلے تمام گناہوں کا صفایا کر دیتی ہے۔''

گناہ صرف آخرت ہی نہیں، بلکہ دنیا میں بھی انفرادی واجتماعی ہلاکتوں اور بربادیوں کا سبب بن سکتا ہے۔

سیّدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ''جنات النعیم'' سے کس چیز نے نکالا؟ اور ایک ایسے گھر میں جو مستقل مصائب ومشاکل کی آماجگاہ ہے کس چیز نے پہنچایا؟ کیا وہ ایک اور صرف ایک معصیت نہیں تھی؟

ابلیس جو ملکوتِ سماوی میں سکونت پذیر تھا، کس وجہ سے مطرود وملعون ہو کر راندۂ درگاہ

---

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۱۴۴۹۔ مسند احمد: ۴۱۲/۳، رقم: ۱۵۴۰۱. علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] صحیح مسلم، کتاب الإیمان، رقم: ۳۲۱.

ہوگیا، اور اس کا ظاہر و باطن کیوں مسخ کر دیا گیا، اور اُس کی شکل کو قبیح ترین سانچہ میں ڈھال دیا گیا؟ رحمت کی جگہ لعنت، قرب کی جگہ بعد اور جنت کی جگہ جہنم کیوں اس کا مقدر بن گئی؟

سیّدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور میں ساکنان کرۂ ارضی کو کیوں غرق کر دیا گیا کہ گنتی کے چند افراد کے سوا کوئی نہ بچا؟ اور اللہ تعالیٰ کے غضب کا یہ عالم تھا کہ طوفان کا پانی پہاڑوں کی چوٹیوں سے اوپر جا چکا تھا۔

قومِ عاد پر تباہ کن ہوا کیوں مسلط کی گئی، حتی کہ اُن کے بھاری بھرکم اور طویل و عریض جثّے کھجوروں کے تنوں کی مانند مردار ہوکر زمین پر بکھرے پڑے تھے؟ اور صورتِ حال یہ تھی کہ یہ طوفانی ہوا جہاں سے گزرتی ہر چیز کو مسمار کرتی جاتی، اُن کے بلند و بالا مکانات، باغات اور مویشی تباہ و برباد ہوکر آنے والی اُمتوں کے لیے نشانِ عبرت بن گئے۔

قومِ ثمود پر انتہائی خطرناک چیخ کس وجہ سے مسلط کی گئی؟ جس کی خطورت کا یہ عالم تھا کہ وہ چیخ جس کی سماعت سے ٹکرائی اس کا دل چھلنی ہوگیا، اور یوں پوری قوم موت کی وادی میں دھکیل دی گئی۔

قومِ لوط کی پوری بستی کو کون سی چیز آسمان کی بلندیوں تک لے گئی، حتی کہ آسمان کے فرشتوں نے اُن کے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنیں؟ پھر اتنی بلندی سے ان کی بستی کو اُلٹا کر زمین پر پھینک دیا گیا اور پوری قوم کو حرفِ غلط کی طرح مٹا دیا گیا۔

قومِ شعیب پر سائے کی مانند عذاب بھرے بادل چھوڑے جانے کا سبب کیا تھا؟ حتی کہ جب وہ قوم اُس بادل کے نیچے بارش کی غرض سے جمع ہوگئی تو عذابِ الیم کا قہر برسا کر پوری قوم کو اس طرح خاکستر کر دیا گیا کہ ان کا نام و نشان تک نہ باقی بچا۔

فرعون اور قوم فرعون کو بحر مواج میں غرق کر کے اُن کی روحوں کو دوزخ کے عذابِ مہین میں جھونکنے والی چیز کیا تھی؟ قارون اور اُس کے اہل، مال اور گھر کس بناء پر زمین میں دھنسا دیئے گئے؟

سیّدنا نوح علیہ السلام کے بعد آنے والی متعدد قوموں کی بربادیوں پر مشتمل داستانوں کا بنیادی نکتہ کیا تھا؟

بنی اسرائیل پر ایک طاقتور قوم جس نے اُن کے گھروں میں گھس کر مردوں کو قتل اور ان کے بچوں اور عورتوں کو قید کر کے نوکر اور باندیاں بنانے کی نوبت کیوں آئی؟ اُن کے گھر کیوں جلا دیئے گئے، اور اُن کے مال مویشی کیوں لوٹ لیے گئے؟ بربادی کی یہ داستان دوبارہ دہرائی گئی، کیوں؟

ان تمام ہلاکتوں، تباہیوں اور بربادیوں کا ایک ہی محرک ہے، اور وہ اُن قوموں کا اپنے اپنے نبیوں کی خیر خواہانہ دعوت سے انحراف کر کے مختلف گناہوں اور معصیتوں میں مبتلا ہونا تھا۔ انتھٰی ملخصا من کلام العلامة ابن القیم رحمه اللّٰه .

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی مایۂ ناز تالیف " الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی " میں گناہوں کے انفرادی و اجتماعی نقصانات کی ایک طویل فہرست پیش فرمائی ہے، ہم اپنے تمام بھائیوں کو اس کتاب کے مطالعہ کی نصیحت کرتے ہیں۔ یہاں اس مختصر سے مقدمے میں ہم حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کے گناہوں کے ذکر کردہ بعض نقصانات چند جملوں کی صورت میں پیش کرتے ہیں، جبکہ زیر نظر کتاب میں بھی " کافی " کا بیان ہوا ہے۔

بہر کیف گناہ سب سے بڑا مرض اور ہلاکت کا سب سے قریبی راستہ ہے، گناہوں پر اصرار بندے کی حیاء ختم کر دیتا ہے، گناہگار اللہ تعالیٰ کے نزدیک انتہائی حقیر اور ذلیل بن جاتا ہے، گناہ کی نحوست سے انسان خود، اس کی اولاد، اس کا مال، حیوانات و نباتات، غرضیکہ ہر چیز متاثر ہوتی ہے، گناہ بالآخر معاشرہ میں ذلت کا باعث بن جاتا ہے، گناہ کے ارتکاب سے عقل و حفظ فاسد ہو جاتے ہیں، گناہ دل کو اندھا کر دیتا ہے، گناہ موجب لعنت پروردگار ہے، گناہ کے سبب بر و بحر اور کائنات کی دیگر چیزوں میں فساد رونما ہوتا ہے، گناہ قلب انسانی سے غیرت کی حرارت بجھا کر انسان کو بے غیرت بنا دیتا ہے، گناہ انسان کو کمزور

کر دیتا ہے، جس کے نتیجہ میں اس کا دشمن طاقتور ہو کر اس پر غلبہ پا لیتا ہے، گناہ نعمتوں کے زوال کا سبب بن جاتا ہے، گناہ بندے کے دل کو خوف اور وحشت سے بھر دیتا ہے، گناہ کے ارتکاب سے بندہ اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے سامنے اپنی عزت و کرامت کھو دیتا ہے، گناہ سے زمین کی برکتیں مٹ جاتی ہیں، گناہ بندے کو درکاتِ جہنم میں دھکیل دیتا ہے، گناہ نفس کی خباثت اور بصیرتِ قلب کے اندھے پن کا باعث ہے۔ لیکن اگر کوئی گناہوں کی عمیق دلدل سے نکل کر بارگاہِ الٰہی میں رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی ایک صفت قرآنِ مقدس میں ''غافر الذنب'' بیان ہوئی ہے۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا:

﴿غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ﴾ (المؤمن : ٣)

''گناہوں کو معاف کرنے والا، توبہ قبول کرنے والا۔''

اگر کوئی راندۂ درگاہ ہو جائے تو اس کا معاملہ دنیا داروں کی طرح نہ ہوگا کہ اب دوبارہ وہ راہِ صواب کی جانب رُخ بھی نہیں کر سکتا، بلکہ اس ذات بابرکات کی رحمتوں، مغفرتوں، بخششوں، کے دروازے کھلے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿٥٣﴾ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ﴾ (الزمر : ٥٣-٥٤)

''آپ فرما دیں: اے میرے بندو! جو (گناہ کر کے) اپنی جانوں پر زیادتی کر چکے ہو، اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہونا۔ بلاشبہ اللہ تو سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ یقیناً وہ بہت بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔ لہٰذا تم اپنے رب کی بارگاہ میں رجوع کرو۔ اس کے فرمانبردار بن جاؤ۔''

یعنی اگر کوئی گناہ کر کے اللہ تعالیٰ کے سامنے دست دراز کرے اور ندامت کے آنسو بہا دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اس انداز کی لاج رکھتے ہوئے اس کے سابقہ اعمال سے

صرفِ نظر کرتے ہوئے اس کے گناہوں کو نا صرف معاف کر دیتا ہے۔ بلکہ انھیں نیکیوں میں بھی بدل دیتا ہے۔ کیا کفر وشرک سے بڑا بھی کوئی گناہ ہے؟ لیکن اللہ تعالیٰ اس سے توبہ کرنے والے کی بھی توبہ قبول فرماتا ہے۔

سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کا واقعہ مشہور ہے۔ سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ زمانۂ جاہلیت میں اسلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف ان کی کاوشیں، اور تبلیغ دین کی راہ میں سدفولاد بنے رہتے تھے۔ لیکن جب وہ اسلام قبول کرنے آئے، تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں آغوشِ اسلام میں سمیٹ لیا۔ سیّدنا عمرو بن عاص نے قبولِ اسلام کو مشروط کرتے ہوئے فرمایا:

''(قبولِ اسلام کی) بیعت مشروط کرنا چاہتا ہوں۔''

استفسار پر فرمایا:

((أَنْ يَغْفِرَ لِيْ)) یعنی کہ میرے سابقہ گناہ، خطائیں، لغزشیں معاف ہوجائیں۔

تو ھادیٔ عالم نے فرمایا:

((أَمَا عَلِمْتَ يَا عَمْرُو! أَنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ......)) [1]

''اے عمرو! کیا تجھے معلوم نہیں کہ اسلام تمام سابقہ گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔''

شرک و کفر کے بعد کبائر میں سے قتل بھی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنی جناب میں آنے والے کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا، بلکہ ایک قتل تو دور کی بات حدیث میں آتا ہے کہ ننانوے (99) قتل کرنے والا جب بارگاہِ ربوبیت میں اپنی جبین نیاز کو جھکانے کا سوچتا ہے تو کوئی مفتی اسے ابواب رحمت ومغفرت کی بندش کی اطلاع دیتا ہے تو اسے بھی قتل کر کے اپنی سنچری (۱۰۰) مکمل کر دیتا ہے، لیکن رہتا پھر بھی رحمت و مغفرت کی جستجو میں ہے۔

[1] صحيح مسلم، كتاب الايمان، رقم : ١٢١.

بالآخر اللہ اپنے اس بندے کے اخلاص کے پیش نظر اپنی وسیع رحمت کی آغوش میں لے کر اسے دخول جنت کی نوید سناتا ہے۔ ❶

بلکہ اللہ تعالیٰ کو تو ایسے بندے کی توبہ سے بے حد خوشی ہوتی ہے۔

((لَـلّٰـهُ أَشَـدُّ فَـرْحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ ، مِنْ رَجُلٍ فِي أَرْضٍ دَوِّيَّـةٍ مَهْلَكَةٍ .)) ❷

ریگستان، بیابان میں زادِ راہ ذریعہ سفر کے مفقود ہو جانے کی صورت میں داعی اجل کے انتظار میں ہو اور اس اثناء میں اسے زادِ راہ وسواری دوبارہ مل جائے تو دوبارہ زندگی ملنے پر اسے کس قدر خوشی ہوگی۔ ایسے شخص سے بھی زیادہ اللہ کو راندہ درگاہ ہونے والے شخص کی آمد پر خوشی ہوتی ہے۔

نتیجتاً اللہ تعالیٰ اسے اپنی عظیم نعمت جنت میں مقام عطا فرماتا ہے۔ لیکن توبہ کا یہ طریقہ بھی درست نہیں کہ گناہ کر لیتا ہوں، پھر توبہ کر لوں گا۔ اللہ تعالیٰ تو غفور ورحیم ہے۔ وہ معاف کر دے گا۔

امام شقیق رحمہ اللہ بلخی فرماتے ہیں:

((عَلامَةُ التَّـوْبَةِ: أَلْبُكَاءُ عَلٰى مَا سَلَفَ ، وَالْخَوْفُ مِنَ الْوَقُوْعِ فِي الذَّنْبِ وَهِجْرَانُ إِخْوَانِ السُّوْءِ ، وَمُـلازَمَةُ الْأَخْيَارِ .)) ❸

’’ توبہ کی علامت یہ ہے کہ اپنی کارگزاری پر آنسو بہانا، گناہ میں واقع ہونے سے خوف کھانا، اور بروں کی صحبت ترک کر کے اخیار (نیکوکار لوگوں) سے تعلق ورابطہ رکھنا۔‘‘

اسی طرح ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

❶ صحیح البخاری، کتاب احادیث الأنبیاء، رقم: ٣٤٧٠.

❷ صحیح مسلم، کتاب التوبة، رقم: ٦٩٥٥. ❸ سیر أعلام النبلاء: ٣١٥/٩.

''جو توبہ کا ارادہ کرتا ہے۔ تو اسے گناہوں کے اندھیروں سے نکل کر، برے لوگوں سے اختلاط سے اجتناب کرنا چاہیے۔ وگرنہ اسے گوہر مقصود (توبہ) کا حصول نہ ہوگا۔'' [1]

کیونکہ شرائط توبہ میں یہ بات بھی شامل ہے کہ دوبارہ معاصی کا ارتکاب نہ کیا جائے۔ توبہ کی شرائط سے آگاہی کے بغیر حصول توبہ ناممکن ہے۔ کیونکہ جب اس کی حدود و قیود، اس کی شرائط اور اس کے لوازمات سے کما حقہ آگہی نہ ہو تو کیسے توبہ ہو سکتی ہے۔ علماء کرام نے توبہ کی شرائط کچھ یوں مستنبط فرمائی ہیں:

(۱) گناہ سرزد ہونے پر احساسِ ندامت، کیونکہ حدیث ہے:

((اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ .)) [2]

''ندامت ہی توبہ ہے۔''

(۲) معاصی سے فوراً اجتناب کرنا۔

(۳) دوبارہ گناہ کی جانب نہ جانے کا عزم صمیم کرنا۔

(۴) اگر کسی پر ظلم و زیادتی کرتے ہوئے حق تلفی کی ہے تو اس کا مداوا کرنا۔

اور اگر ان مذکورہ شرائط کی پابندی کرتے ہوئے توبہ ہو تو اسے کس قدر مقام حاصل ہوتا ہے، اس کا اندازہ درج ذیل حدیث سے لگایا جائے:

((لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ سَبْعِيْنَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَوَسِعَتْهُمْ وَهَلْ وَجَدْتَ تَوْبَةً أَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا اللّٰهِ تَعَالٰى .)) [3]

---

[1] سیر اعلام النبلاء: ۳۸۹/۷.

[2] سنن ابن ماجه ، کتاب الزهد، رقم: ٤٢٥٢ . علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[3] صحیح مسلم، کتاب الحدود ، رقم: ١٦٩٦ .

''اس غامدیہ عورت نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر مدینہ کے ستر (۷۰) افراد پر اس کی توبہ تقسیم کی جائے تو یہ سب کو کفایت کر جائے۔ کیا تم نے اس سے افضل توبہ بھی دیکھی ہے کہ اس عورت نے (توبہ کرتے ہوئے) اللہ کی خاطر اپنی جان لٹا دی۔''

توبہ ہو تو سیّدنا ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ جیسی کہ احساسِ ندامت چین نہیں لینے دیتا کہ حدود اللہ کی پامالی کی، اللہ کی منہیات کا ارتکاب کیا۔ اب جب تک اس کا مداوا نہیں ہوتا۔ آرام و سکون حاصل نہ ہوگا۔

ہم اپنے آپ کو اور پھر قارئین کو گناہوں سے بچنے اور زہد و ورع اختیار کرنے کی نصیحت کرتے ہیں۔ ان حالات میں کہ جن میں انسانیت کو مغربی کلچر اپنی پوری آب و تاب سے اپنی طرف مائل کر رہا ہے۔ معاشرہ، دین سے دوری و بدعملی، تعیش و ہوس پرستی اور دیگر گناہوں کی دلدل میں بری طرح پھنسا ہوا ہے۔

ان گھٹا ٹوپ اندھیروں کہ جن پر '' ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ''کی چھاپ پوری طرح فٹ آ رہی ہے۔ ہم .... رسالہ ہٰذا کو نور کی ایک کرن قرار دیتے ہیں اور جن بھائیوں تک یہ رسالہ پہنچے انہیں اس کے بالاستیعاب مطالعہ کا مشورہ دیتے ہیں۔

رسالہ ھذا دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں گناہ کی تعریف، اس کی اقسام، علامات، اسباب اور نقصانات کو بیان کیا گیا ہے۔

جبکہ دوسرے حصے میں، توبہ، اس کی حقیقت، شروط اور طریقۂ کار کو بیان کیا گیا، لیکن اختصار کے ساتھ۔

رسالہ کا اسلوب انتہائی سہل ہے، اور تمام مندرجات مدلل اور باحوالہ ہیں اور اسلوب میں اختصار اور جامعیت کا پہلو پنہاں ہے، لہٰذا ہم اسے ہر خاص و عام کے لیے انتہائی نافع قرار دیتے ہیں۔

رسالہ ھذا ہمارے دو انتہائی محترم دوستوں کی علمی کاوش ہے۔ اوّل الذکر جو اس

رسالہ کی تالیف میں شریک ہیں، وہ ہمارے قابل احترام دوست اور بھائی ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی ہیں۔جن کا سینہ تبلیغ دین اورخصوصاً خدمت حدیث رسول اللہ ﷺ کے وافر جذبہ سے معمور ہے، اس ضمن میں ان کی بے شمار خدمات منظر عام پر آنے والی ہیں۔ان شاء اللہ دوسرے ساتھی الشیخ الحافظ حامد محمود الخضری حفظہ اللہ ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے علم، عمل اور اخلاص کی دولت سے مالا مال فرمایا ہے۔ایک اچھا تحقیقی ذہن ہے، اورعربی واُردو میں لکھنے کا عمدہ سلیقہ بھی۔

اللہ تعالیٰ ان دونوں ساتھیوں کی اس بہترین خدمت پر اجر جزیل عطا فرمائے، اوراس کتاب کوان کے میزان حسنات کا ذخیرہ بنادے۔

والله ولي التوفيق، وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه وأهل طاعته اجمعين.

وكتبه

عبداللہ ناصر رحمانی

سرپرست: انصارالسنہ پبلی کیشنز، لاہور

۲۰۰۷۔۸۔۲۷م

مقدمہ مؤلف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ، وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ، أَمَّا بَعْدُ!

اہل دانش سے یہ بات مخفی نہیں کہ ہم جس دور سے گزر رہے ہیں وہ انتہائی پرفتن اور پر خطر دور ہے، جس میں ایک طرف طغیانی اور نافرمانی کا سیلاب اُمڈ رہا ہے، تو دوسری طرف فحاشی وعریانی کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے، ایک طرف ایمان اور عمل صالح سے دوری ہے، تو دوسری طرف بے ایمانی اور بدعملی کا بازار گرم، ایک طرف بے حیائی اور برائی کی آندھیاں چل رہی ہیں، تو دوسری طرف کمینگی اور بداخلاقی کا طوفان بپا ہے، الغرض دین اسلام اور فطرت سے سراسر دوری ہے اور اس کے برعکس جرائم کا بول بالا ہے۔ کہیں قتل عام کی صورت میں، تو کہیں تشدد وظلم اور جبر کی صورت میں، کہیں لواطت اور زنا کی صورت میں، تو کہیں چوری اور ڈکیتی کی صورت میں، کہیں بداخلاقی اور بے انصافی کی صورت میں تو کہیں مقدس مقامات کی حرمت کو پامال کرنے کی صورت میں، کہیں بدکرداری کی صورت میں، تو کہیں شراب نوشی اور دوسری حرام اشیاء کے استعمال کرنے کی صورت میں، کہیں حق تلفی کی صورت میں، تو کہیں دغا بازی کی صورت میں چھوٹے بڑے ہر قسم کے جرائم کا ارتکاب سرِ عام کھلے بندوں کیا جارہا ہے، کوئی رکاوٹ اور کوئی پوچھ گچھ نہیں، جو جی میں آئے جو من میں آئے کر گزرو، بلکہ گناہ کا احساس تک سوائے اللہ کے نیک بندوں کے ناپید ہو چکا ہے۔ کوئی ایسی صورت دیکھنے میں نہیں آتی جو بنی آدم کو اس خطرناک اور بھیانک راستہ سے ہٹا کر ایک سچے

اور سیدھے سادھے راستے کی طرف راغب کرے جو اُس کے لیے دُنیا اور آخرت دونوں میں کامیابی اور فلاح کا سبب بنے۔ ایسے افرادِ معاشرہ کی اصلاح انتہائی دشوار اور کٹھن ہے۔ اس طرح کے معاشرے کا نقشہ کھینچتے ہوئے شاعر کہتا ہے:

ظالموں پر اب کس طرح ہو نصیحت کارگر
زنگ عصیاں سے دل اُن کا سخت پتھر ہوگیا

البتہ اس خطرناک راستہ سے بچنے کی صرف ایک ہی صورت ہے، اور وہ یہ ہے کہ انسان اپنے تمام سابقہ چھوٹے بڑے جرائم سے تائب ہوکر اپنے نفس کی اصلاح کرنا شروع کردے، تو اوّلاً: اللہ تعالیٰ اس کو سچا اور سیدھا راستہ دکھادے گا، اور ثانیاً: اُس کو جنت میں ایک اعلیٰ مقام عطا کرلے گا۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنۡ تَجۡتَنِبُوۡا كَبَآئِرَ مَا تُنۡهَوۡنَ عَنۡهُ نُكَفِّرۡ عَنۡكُمۡ سَيِّاٰتِكُمۡ وَنُدۡخِلۡكُمۡ مُّدۡخَلًا كَرِيۡمًا ۝۳۱﴾ (النساء: ۳۱)

''اگر تم ان بڑے گناہوں سے اجتناب کرلو، جن سے تمھیں روکا گیا ہے تو ہم تمہاری لغزشوں کو معاف کردیں گے، اور تمھیں عزت و بزرگی کی جگہ میں داخل کریں گے۔''

لیکن یہ بات اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ یہ معافی اُن لوگوں کے لیے ہے جو غلطی سے جرم کر بیٹھیں، اور پھر اس کا احساس بیدار ہونے پر فوراً تائب ہوکر اصلاح کی طرف پلٹ آئیں۔ قانونِ الٰہی میں معافی اُنہی کے لیے ہے، اس لیے کہ اُس کا قانون علم وحکمت پر مبنی ہے۔ اُن کے لیے معافی نہیں جو عادی مجرم ہوں، اور اپنی حرکات پر اُس وقت نادم ہوں جب موت اُن کے سامنے آکھڑی ہو۔ نہ ہی اُن کے لیے جو قانون کو سرے سے تسلیم ہی نہ کریں اور ساری عمر اُس سرکشی میں بسر کردیں، اُنہیں الم ناک سزا دینی چاہیے۔

جرائم کے سلسلہ میں توبہ کی گنجائش خاصی اہمیت رکھتی ہے۔ اُس کا اصل مفہوم یہ ہے کہ

محض اثبات جرم پر مجرم کو سزا نہیں دینی چاہیے، اور نہ ہی مجرم سے نفرت ہونی چاہیے، بلکہ جرم سے نفرت ہونی چاہیے، کیونکہ سزا کا اصل مقصد اصلاح ہے۔ درحقیقت توبہ کرنے والے لوگ چار قسم کے ہوتے ہیں۔

1۔ بعض ایسے بے خبر لوگ ہوتے ہیں کہ وہ جہالت اور بے خبری کی وجہ سے منع کردہ فعل کو دراصل برا ہی نہیں جانتے، بلکہ اُسے عبادت اور باعث نجات دارین خیال کرتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ عموماً اہل شرک و بدعت غیر اللہ کی نذر و نیاز اور عبادت مالیہ و بدنیہ اور بدعات کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں۔ تو ایسے اشخاص کو جب کتاب اللہ سے آگاہی ہو جائے، اور پھر وہ فوراً تائب ہو جائیں، تو ان کو معاف کرنا اللہ تعالیٰ پر لازم ہوتا ہے اس لیے کہ وہ غفور اور رحیم ہے۔

2۔ بعض ایسے لوگ ہوتے ہیں جو محض جہالت کی وجہ سے جرائم کے مرتکب نہیں ہوتے، بلکہ جان بوجھ کر احکامِ الٰہی کی نافرمانی کرتے ہیں۔ جیسا کہ جھوٹ، غیبت، ترک صلوٰۃ وزکوٰۃ اور صوم وغیرہ وغیرہ۔ ایسے لوگ اگر توبہ کرلیں تو اللہ ربّ العزت انہیں معاف کردے گا۔

﴿وَ اِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی ﴿۸۲﴾﴾

(طٰہٰ: ۸۲)

''ہاں، بے شک میں اُنہیں بخش دینے والا ہوں جو توبہ کریں، ایمان لائیں، اور نیک عمل کریں، اور راہِ راست پر بھی رہیں۔''

3۔ بعض لوگ متعدد گناہ کرتے ہیں جیسا کہ زنا، سرقہ (چوری)، لواطت اور راہزنی وغیرہ جن میں حدود اللہ معین ومقرر ہیں۔ اب ایسے گناہ گار کی توبہ سے متعلق دو صورتیں ہیں۔

اوّلاً:...... اگر اسلامی حکومت کا قیام ہو اور اُس تک یہ خبر پہنچے کہ فلاں شخص نے فلاں قسم کا جرم کیا ہے، تو اُس شخص کو اُس کے جرم کے مطابق سزا دی جائے گی۔ اور اس پر حد قائم کرنا

اس کے اس گناہ کے لیے کفارہ ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((أَيُّمَا عَبْدٍ أَصَابَ شَيْئًا مِمَّا نَهَى اللّٰهُ ثُمَّ أُقِيمَ عَلَيهِ حَدُّهُ غُفِرَ لَهُ ذٰلِكَ الذَّنْبُ .)) ❶

ثانیاً:...... اگر اسلامی حکومت نہ ہو تو ایسی صورت میں وہ شخص اپنے جرم سے توبہ کر لے تو اُس کی توبہ منظور ہوگی۔ ان شاء اللہ

5۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جو موت کے وقت توبہ کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی توبہ قرآنی نص کی رُو سے ہرگز قبول نہیں ہوتی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ ﴾ (النساء: ١٨)

''اُن لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو برے کام کرتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ جب (اُن میں سے کسی کی) موت سامنے ہوتی ہے۔''

قارئین کرام! دورِ حاضر میں بنی آدم کی فلاح و کامیابی کے لیے اصلاحِ اعمال کی جس قدر سخت ضرورت ہے، وہ محتاج بیان نہیں، تاہم ہم اپنا تبلیغی فریضہ ادا کرنے کے لیے بنی آدم کی فلاح اور کامیابی کی غرض سے اصلاح اعمال کے لیے یہ کتاب بطور ہدیہ پیش کر رہے ہیں جو ''گناہ اور توبہ'' کے نام سے موسوم ہے۔ اس کے پہلے حصے میں گناہ اور مرتکب گناہ کی سخت مذمت بیان کی گئی ہے۔ نیز اس میں گناہ کی تعریف، اس کی اقسام اور اُس کے نقصانات کو بھی بیان کیا گیا ہے، علاوہ ازیں اُس کے دوسرے حصے میں ''توبہ'' کا بیان بھی کر دیا گیا ہے۔ تاکہ عاصی اور گنہگار اپنے گناہوں کی معافی کے لیے اپنے ربّ تعالیٰ کے ہاں رجوع کر سکے۔ آخر میں ہم اپنے معاونین خصوصاً حافظ محمد الیاس دانش کے شکر گزار ہیں کہ انہوں

---

❶ مستدرك حاكم: ٣٢٨٨/٤ ـ صحيح الجامع الصغير للألباني، رقم: ٢٧٣٢.

نے ہمارے مسودہ کومبیّضہ کی شکل دی۔ جزاہ اللہ خیراً .

پرنٹنگ اور مارکیٹنگ منیجر بھائی محمد رمضان محمدی ہیں، اور وہ یہ کام بڑی خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں، جب کہ پرنٹنگ سے پہلے کا مرحلہ یعنی کمپوزنگ، سیٹنگ میں مختلف فونٹوں کا چناؤ، بھائی عبدالرؤف کے اعلیٰ ذوق کا پتہ دیتا ہے۔ الحمد للّٰہ علی ذٰلك .

فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ کے انتہائی شکر گزار ہیں جنہوں نے ہماری اس ادنیٰ سی کاوش پر تقریظ لکھ کر ہمیں حوصلہ بخشا، اور فضیلۃ الشیخ اس اعتبار سے بھی شکریہ کے لائق ہیں کہ وہ ہمارے ادارے کی سرپرستی کر رہے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ شیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ جیسی عظیم شخصیت کا سایہ ہمارے سروں پر تا دیر رکھے۔ آمین

اللہ تعالیٰ ہم سب کو برے اعمال کے ارتکاب سے بچنے، اور نیک اعمال کے کرنے کی توفیق بخشے، اور روزِ قیامت ہمیں اپنی خاص رحمت سے نواز کر جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین یاربّ العالمین۔

وکتبہ

حافظ حامد محمود الخضری

ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی

پہلا حصہ

باب نمبر 1

گناہ کی تعریف اور اقسام

گناہ کی تعریف:

اللہ اور رسول ﷺ کی نافرمانی اور حکم عدولی کا نام ''گناہ'' ہے، نیز جو بات آدمی کے سینے میں کھٹکے اور انسان اس پر لوگوں کی اطلاع کو ناپسند سمجھے تو اُسے بھی گناہ سے تعبیر کیا گیا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((اَلْاِثْمُ مَا حَاكَ فِی صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ)) [1]

''گناہ وہ ہے جو تیرے سینے میں کھٹکے، اور تو ناپسند سمجھے کہ لوگ اُس پر مطلع ہوں۔''

گناہ کی اقسام:

گناہ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) کبیرہ (۲) صغیرہ

1۔ گناہ کبیرہ:

گناہ کبیرہ کی تعریف یوں ہے: ''گناہ کبیرہ وہ گناہ ہے جو دنیا میں ''حد'' کا موجب ہو، یا آخرت میں اُس پر سخت وعید آئی ہو، یا اُس کے مرتکب کے ایمان کی نفی یا اُس پر لعنت کی گئی ہو، یا اُس گناہ پر سخت غصے کا اظہار کیا گیا ہو۔'' [2]

مذکورہ تعریف کی وضاحت:

ہم مذکورہ تعریف کو قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ سے واضح کرتے ہیں۔

---

[1] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم : ٦٥١٦.

[2] تفسیر السعدی اُردو ترجمه شده : ١/٥٠٨.

1: وہ گناہ جو دنیا میں ''حد'' کا موجب ہو، جیسے چوری کرنا کبیرہ گناہ ہے، اور اس کی حد کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۳۸﴾ (المائدة : ٣٨)

''چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کے ہاتھ کاٹ دیا کرو، یہ اُن کے کیے کا بدلہ اور اللہ کی طرف سے عذاب کے طور پر ہے، اور اللہ قوت و حکمت والا ہے۔''

2: یا آخرت میں اُس پر سخت وعید آئی ہو، جیسے چھپ کر کسی کی بات سننا، یہ بھی کبیرہ گناہ ہے، اور ایسے شخص کے بارے میں رسول کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((وَمَنِ اسْتَمْتَعَ اِلٰى حَدِيْثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ اَوْ يَفِرُّوْنَ مِنْهُ صُبَّ فِي اُذُنِهٖ الْاٰنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .)) [1]

''جو شخص کسی قوم کی بات سننے کے لیے کان لگائے، حالانکہ وہ اُس کے سننے کو برا جانتے ہوں، یا اُس سے بھاگتے ہوں تو قیامت کے روز اُس کے کان میں سیسہ ڈالا جائے گا۔''

3: یا کبیرہ گناہ کے مرتکب کے ایمان کی نفی ہو، جیسے امانت میں خیانت کرنا۔ یہ بھی کبیرہ گناہ ہے، اور اس بارے میں رسول اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ .)) [2]

''جس شخص میں امانت نہیں، اس کا ایمان نہیں۔''

اگرچہ یہاں نفی سے مقصود ''نفی کمال'' ہے، لیکن اس کے کبیرہ گناہ ہونے میں کسی کو

---

[1] صحيح بخاري، كتاب التعبير، رقم: ٧٠٤٢.

[2] مسند احمد: ١٣٥/٣، رقم: ٢٣٨٣. شیخ ارناؤوط نے اسے ''حسن الاسناد'' کہا ہے۔

اختلاف نہیں۔

4: یا اُس پر لعنت کی گئی ہو، جیسے اپنے نفس پر یا کسی دوسرے پر ظلم کرنا، یہ بھی کبیرہ گناہ ہے، اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿اَلَا لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيۡنَ ۝﴾ (ھود: ۱۸)

''آگاہ رہیے کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔''

5: یا اُس گناہ پر سخت غضب و غصے کا اظہار کیا گیا ہو۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿كُلُوۡا مِنۡ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقۡنٰكُمۡ وَ لَا تَطۡغَوۡا فِيۡهِ فَيَحِلَّ عَلَيۡكُمۡ غَضَبِىۡ ۚ وَمَنۡ يَّحۡلِلۡ عَلَيۡهِ غَضَبِىۡ﴾ (طٰہٰ: ۸۱)

''ہم نے تمہیں جو عمدہ چیزیں روزی کے طور پر عطا کی ہیں، انہیں کھاؤ، اور اس بارے میں حد سے تجاوز نہ کرو، ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہوگا۔''

قول وفعل میں تضاد کا ہونا، یہ بھی کبیرہ گناہ ہے، اور اللہ تعالیٰ کا اس بارے میں ارشاد ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لِمَ تَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ ۝ كَبُرَ مَقۡتًا عِنۡدَ اللّٰهِ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ ۝﴾ (الصف: ۲۔۳)

''اے ایمان والو! تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جس پر خود عمل نہیں کرتے۔ یہ بات اللہ کو بہت ہی زیادہ ناپسند ہے کہ تم وہ بات کہو جس پر خود عمل نہیں کرتے۔''

2۔ گناہ صغیرہ:

گناہ صغیرہ، وہ گناہ ہیں جو نیک اعمال کرنے کی وجہ سے مٹا دیئے جاتے ہیں، یا دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیجیے کہ جن گناہوں کا کفارہ نیکیاں بن جاتی ہیں، اور جن گناہوں کا کفارہ نیکیاں نہیں بنیں، وہ کبیرہ ہیں، اور صغیرہ گناہوں پر اصرار سے صغیرہ گناہ بھی کبیرہ بن جاتے ہیں۔

یہاں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ بڑے اور چھوٹے گناہ میں اُصولی فرق کیا ہے؟ قرآن و

سنت میں غور کرنے سے چند چیزیں سامنے آتی ہیں جو کسی فعل کو بڑا گناہ بناتی ہیں، ہم انہیں ذیل کی سطور میں نقل کر رہے ہیں۔

1۔ کسی کی حق تلفی، خواہ وہ ذاتِ باری تعالیٰ ہو جس کا حق تلف کیا گیا ہے، یا والدین ہوں، یا دوسرے انسان، پھر جس کا حق جتنا زیادہ ہے، اُسی قدر اُس کے حق کو تلف کرنا زیادہ بڑا گناہ ہے۔ اسی بنا پر گناہ کو ''ظلم'' بھی کہا جاتا ہے، اور اسی بنا پر شرک کو قرآن میں ''ظلم عظیم'' بھی کہا گیا ہے۔

2۔ اللہ تعالیٰ سے بے خوفی جس کی بنا پر ایک آدمی اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی کی پروا نہ کرے، اور طغیانی و نافرمانی کے ارادہ سے جان بوجھ کر وہ کام کرے، جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے، اور عمداً اُن کاموں کو نہ کرے جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ یہ نافرمانی جس قدر زیادہ ڈھٹائی اور جسارت کی کیفیت اپنے اندر لیے ہوئے ہوگی، اُسی قدر گناہ بھی شدید ہوگا۔

اس معنی کے لحاظ سے گناہ کے لیے ''فسق'' اور ''معصیت'' کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

باب نمبر 2

گناہوں کے اسباب،

علامات اور نقصانات

قارئین کرام! ہم گناہوں کے اسباب، علامات اور نقصانات امام ابن قیم رحمہ اللہ کی تالیف لطیف ''الجواب الکافی'' سے ملخصاً کچھ تبدیلی کے ساتھ نقل کر رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے:

''یہ بات یقینی ہے کہ گناہ انسان کے حق میں انتہائی خطرناک اور مضر ہے۔ نیز اس میں بھی کوئی شک وشبہ نہیں کہ زہر گناہ انسان کے دل میں اسی طرح سرایت کرتا ہے، جس طرح کہ انسانی جسم میں خون سرایت کرتا ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ زہر جس درجے کا ہوتا ہے اس کا اثر بھی اُسی درجے کا ہوا کرتا ہے۔ کیا دنیا اور آخرت کی کوئی مصیبت، کوئی خرابی اور کوئی بربادی ایسی ہے، جس کا اصل سبب گناہ نہ ہو؟ سیّدنا آدم وحواء علیہما السلام کا جنت سے خروج کا سبب کیا بنا؟ اور وہ کون سی چیز تھی جس نے اُنہیں جنت کی نعمتوں اور اس کی لذتوں سے محروم کر کے ایک ایسے گھر میں، جو مستقل مصائب ومشاکل کی آماجگاہ ہے، پہنچایا؟''

گناہ اور اقوامِ عالم کی تباہی:

نیز ایسی کون سی چیز ہے جس نے کرۂ ارضی پہ رہنے والوں کو طوفان کے پانی سے غرق کر دیا، جس نے پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہنے والوں کو بھی معاف نہ کیا؟

وہ کون سی چیز ہے، جس نے قومِ عاد پر ''بادِ صرصر (یخ بستہ ہوا)'' مسلط کر دی؟ جس

سے لوگ موت کا شکار ہوگئے، اوران کے جُثّے ایسے پڑے رہ گئے، جیسے کھجوروں کے کھوکھلے تنے زمین پر گرے پڑے ہوں۔

اور وہ کون سی چیز ہے جس نے قومِ ثمود پر بادلوں کی گرج بھیجی کہ جس کی آواز سے اُن کے دل اور پیٹ شق ہوکر رہ گئے، اور سب کے سب مر گئے۔

وہ کون سی چیز تھی جس نے سیّدنا لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کی بستیوں کو آسمان کے قریب تک پہنچادیا، پھر اُن بستیوں کو اس طرح پلٹ دیا کہ اوپر کی جانب کو نیچے اور نیچے کی جانب کو اوپر کردیا، اور اُنہیں ایسی سزا دی گئی جو دنیا میں کسی دوسری قوم کو نہ دی گئی تھی۔ کیا اس قسم کا عذاب اہل ظلم سے دور رہ سکتا ہے؟

نیز امام ابن قیم رحمہ اللہ گناہ کی مذمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''ایسی کون سی چیز تھی جس نے بنی اسرائیل پر جابر اور ظالم لوگوں کو بھیج کر انہیں تباہ و برباد کروادیا؟ اور اُن کے گھر، ساز وسامان اور اسباب سب غصب کر لیے گئے، اور اس قوم کو ایک بھیانک حالت سے دوچار ہونا پڑا، اور وہ یہ کہ اس قوم کے مرد قتل کر دیئے گئے، بچے اور عورتیں قید کر لی گئیں، شہروں کے شہر جلا کر خاکستر کر دیئے گئے اور مال و دولت سب کچھ غارت گری کی نذر ہوگئے۔ آخر وہ کون سی چیز تھی جس نے اس قوم کو مختلف قسم کے عذابوں اور سزاؤں میں مبتلا کیا؟ کبھی اسیری کی صورت میں، تو کبھی قتل و غارت کی صورت میں، اور کبھی جابر اور ظالم لوگوں کی صورت میں، چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَن يَسُومُهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ﴾

(الاعراف: ۱٦٧)

''وہ (اللہ) قیامت تک اُن پر ایسے شخص کو ضرور مسلط کرتا رہے گا جو اُنہیں سخت عذاب دیا کرے گا۔''

گناہ کی مذمت میں رسول اللہ ﷺ کے چند ارشاداتِ گرامی:

(1) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ! وَخَمْسُ خِصَالٍ إِذَا ابْتُلِيْتُمْ بِهِنَّ، وَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ أَنْ تُدْرِكُوْهُنَّ: مَا ظَهَرَتِ الْفَاحِشَةُ فِيْ قَوْمٍ حَتّٰى اَعْلَنُوْا بِهَا، اِلَّا ابْتُلُوْا بِالطَّوَاعِيْنَ وَالْاَوْجَاعِ الَّتِيْ لَمْ تَكُنْ فِيْ اَسْلَافِهِمُ الَّذِيْنَ مَضَوْا، وَلَا نَقَصَ قَوْمٌ الْمِكْيَالَ اِلَّا ابْتُلُوْا بِالسِّنِيْنِ وَشِدَّةِ الْمَؤُنَةِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ، وَمَا مَنَعَ قَوْمٌ زَكٰوةَ اَمْوَالِهِمْ، اِلَّا مُنِعَ الْمَطَرُ مِنَ السَّمَآءِ، وَلَوْ لَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوْا، وَلَا خَضَرَ قَوْمٌ الْعَهْدَ اِلَّا سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ، فَاَخَذُوْا بَعْضَ مَا فِيْ اَيْدِيْهِمْ، وَمَا لَمْ تَحْكُمْ اَئِمَّتُهُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ، اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ.)) [1]

''اے مہاجرین کی جماعت! پانچ خصلتوں سے (بچنے کے لیے) میں تمہارے حق میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں۔ (۱) جس قوم میں فحاشی پھیل جائے اور اس کا ارتکاب اعلانیہ طور پر ہو، تو اللہ تعالیٰ اُن میں طاعون اور ایسی دوسری بیماریاں بھیج دیتا ہے جو اُن کے اسلاف میں نہیں پائی جاتی تھیں۔ (۲) جو لوگ پیمائش اور تول میں کمی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اُنہیں قحط سالی اور معاشی پریشانی میں مبتلا کر دیتا ہے اور ظالم بادشاہ اُن پر مسلط کر دیتا ہے۔ (۳) جو لوگ اپنے اموال کی زکوٰۃ دینا بند کر دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش برسانا روک دیتا ہے اور اگر چوپائے نہ ہوتے تو اُن کے لیے بارش کبھی بھی نہ برستی۔

[1] سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، رقم: ٤٠١٩ ـ سلسلة الصحيحة، رقم: ١٠٦.

(۴) جو لوگ خلافِ عہد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن پر باہر سے (کوئی) دشمن مسلط کر دیتا ہے جو اُن کی مملوکہ چیزوں میں سے بعض چیزوں کو چھین لیتا ہے۔ (۵) ایسے لوگوں کے ائمہ دینِ الٰہی اور کتابِ الٰہی پر عمل پیرا ہونا ترک کر دیتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ اُن کے درمیان نزاع پیدا کر دیتا ہے۔''

(2) غیبت کرنے والوں کی مذمت کرتے ہوئے رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَمَّا عُرِجَ بِی مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمُشُونَ وُجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُمْ فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَآءِ يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لُحُومَ النَّاسِ وَيَقَعُونَ فِي أَعْرَاضِهِمْ)) [1]

''جب مجھے معراج کرائی گئی تو مجھے ایسے لوگوں پر سے گزارا گیا، جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اُن سے اپنے منہ اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ چنانچہ میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں جو انسانوں کا گوشت کھایا کرتے تھے یعنی غیبت کرتے اور ان کی آبرو ریزی کرتے تھے۔''

معلوم ہوا کہ غیبت کرنا بھی بہت بڑا گناہ ہے جو انسان کو واصل جہنم کر دیتا ہے۔

گناہوں کے اسباب:

وہ اسباب و وجوہ جن کی وجہ سے انسان گناہوں کی دلدل میں پھنس جاتا ہے، اور اُسی دلدل میں پھنسے ہوئے آخرکار ہمیشہ کے لیے تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ ہم ذیل کی سطور میں ان اسباب کو نقل کر رہے ہیں۔ عام طور پر گناہ کے تین سبب ہیں:

(۱) عورت (۲) مال و دولت (۳) ملکیت زمین

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الادب، رقم: ٤٨٧٨. علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

پہلا سبب، عورت:

انسان کے گناہ کرنے میں ''عورت'' ایک بنیادی سبب ہے، وہ اس طرح کہ آدمی اپنی پسند کی عورت کو حاصل کرنے کے لیے بڑے بڑے سنگین جرائم کا ارتکاب کرتا ہے، یہاں تک کہ بعض اوقات بات اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ وہ کسی آدمی کو موت کے گھاٹ اُتار دیتا ہے۔ اس کے علاوہ اخلاقی مرض تو بنیادی چیز ہے، چنانچہ فتنۂ عورت سے متعلق نشان دہی کرتے ہوئے نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میں دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد اپنی اُمت کے مردوں کے لیے سب سے مضر فتنہ عورتوں کا فتنہ دیکھ رہا ہوں۔'' [1]

بہر حال عورت کو حاصل کرنے کے لیے ہر قسم کے جائز اور ناجائز، اخلاقی اور غیر اخلاقی اسباب و ذرائع اختیار کیے جاتے ہیں، قصہ مختصر کہ کسی نہ کسی طرح عورت کو اپنا مقصدِ حیات بنا لیا جاتا ہے، اور اس مقصد کے حصول کے لیے اپنا تن، من اور دھن قربان کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ایسے لوگوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِیءٍ مَا نَوٰی ، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلٰی دُنْيَا يُصِيبُهَا اَوْ إِلٰی امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلٰی مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ .)) [2]

''(تمام) اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، اور ہر عمل کا نتیجہ ہر انسان کو اُس کی نیت کے مطابق ملے گا۔ پس جس کی ہجرت دولت اور دنیا حاصل کرنے کے لیے ہو یا کسی عورت سے شادی کی غرض سے ہو۔ اُس کی ہجرت اُنہی چیزوں کے لیے ہوگی جن کے حصول کی نیت سے اُس نے ہجرت کی ہے۔''

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الرقاق، رقم: ٦٩٤٥.

[2] صحيح بخاري، كتاب بدء الوحي، رقم: ١.

دوسرا سبب، مال و دولت:

انسان کے گناہ کرنے کا دوسرا سبب ''مال و دولت'' ہے، وہ اس طرح کہ انسان زیادہ مال دار بننے کی غرض سے ہر وہ ذریعہ اپناتا ہے کہ جس سے وہ دولت کی دیوی کو اپنے قابو میں لا سکے۔ اُس کے لیے چاہے تو اُسے کسی کا خون کرنا پڑے، کسی کو نقصان و ضرر پہنچانا پڑے، کسی کا حق غصب کرنا پڑے، کسی پر ظلم و تشدد ڈھانا پڑے، چوری کرنا پڑے، ڈاکہ ڈالنا پڑے یا اور کوئی صورت اختیار کرنا پڑے۔

الغرض وہ ایک دم مالدار اور سرمایہ دار بننے کے لیے ہر وہ گناہ کرنے کو تیار ہوتا ہے جو اُس کے قوتِ بازو میں ہو۔

تیسرا سبب، ملکیت زمین:

انسان کے گناہ کرنے کا تیسرا سبب ''ملکیت زمین'' ہے۔ انسان ہمیشہ اس حرص میں مبتلا رہتا ہے کہ زمین زیادہ سے زیادہ اُس کی ملکیت میں ہو، ساتھ میں اُسے یہ حرص بھی رہتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ زمین کے ٹکڑے پر اس کی حاکمیت قائم ہو، اور اس کی ملکیت میں دوسرا کوئی شریک نہ ہو، نیز وہ چاہتا ہے کہ اگر وہ ایک ایکڑ زمین کا مالک ہے تو ایک سو ایکڑ زمین کا مالک بن جائے، اور اگر ایک سو ایکڑ زمین کا مالک ہے تو ایک ہزار ایکڑ زمین کا مالک بن جائے، تاکہ وہ خوب موج مستی، عیش و آسائش اور ٹھاٹھ کے ساتھ زندگی گزارے۔

اگر گناہ کے ان اسباب کو مختصر لفظوں میں بیان کیا جائے، تو اُس کے لیے وہ واقعہ انتہائی مفید ہوگا جو کفارِ مکہ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان پیش آیا اور وہ یہ ہے کہ:

> ''کفارِ مکہ نے نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو لالچ دیا کہ اگر وہ مال و دولت کے خواہش مند ہیں تو ہم ساری کی ساری دولت آپ کے قدموں میں لا کر رکھ دیتے ہیں۔ اور اگر وہ کسی حسین و جمیل عورت کے متمنی ہیں تو جس عورت کی طرف آپ اشارہ کریں گے ہم اسے آپ کے نکاح میں دینے کے لیے تیار

ہیں۔ اور اگر سرزمین مکہ کی بادشاہت کے خواہش مند ہیں تو ہم آپ کو اپنا بادشاہ تسلیم کرنے کے لیے تیار ہیں، لیکن ایک شرط پر، وہ یہ کہ آپ ہمارے معبودوں کو کچھ نہ کہیں، نہ اُن کو جھٹلائیں اور نہ یہ کہیں کہ وہ کچھ کرنے سے عاجز ہیں، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے کفارِ مکہ! سن لو! اگر تم میرے دائیں ہاتھ پر چاند اور بائیں ہاتھ پر سورج لا کر رکھ دو تو پھر بھی میں اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرنے سے نہیں رکوں گا۔ یہ تمہاری خام خیالی ہے کہ تم مجھے ایسا لالچ دے کر توحید کی آواز بلند کرنے سے روک دو گے۔''

لہٰذا رسول اللہ ﷺ کا اعلان حق تھا کہ میں برائیوں کے خلاف آخر دم تک لڑتا رہوں گا، خواہ نتائج کچھ بھی ہوں۔

ارشادِ ربانی سے گناہ کے چند اسباب:

گناہ کے دیگر چند بنیادی اسباب کی نشان دہی کرنے کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں:

﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿١٤﴾﴾

(آل عمران : ١٤)

''لوگوں کے لیے خواہشات کی محبت خوبصورت بنادی گئی ہے، یعنی عورتوں کی محبت، بیٹوں کی محبت، سونے اور چاندی کے جمع کیے ہوئے خزانوں کی محبت، نشان زدہ گھوڑوں، چوپایوں اور کھیتی کی محبت۔ یہ ساری چیزیں دُنیاوی زندگی کا سامان ہیں، اور اچھا ٹھکانہ تو اللہ ہی کے پاس ہے۔''

اس آیت مبارکہ میں ایسی نعمتوں کا بیان ہوا ہے، جن کے حصول کے لیے انسان اپنے

خالق و مالک کو بھول کر گناہوں کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے، اور وہ درج ذیل ہیں:

(۱) عورتیں۔

(۲) اولادِ نرینہ۔ یعنی بیٹے۔

(۳) سونے اور چاندی کے جمع کردہ خزانے، بینک بیلنس وغیرہ۔

(۴) نشان دار گھوڑے اور عالی شان گاڑیاں۔

(۵) مال مویشی۔

(۶) کھیتی باڑی۔

گناہوں کی علامات

دولت کی کثرت گناہوں کی ایک علامت:

نافرمان آدمی کے پاس دولت کی کثرت، گناہوں کی ایک علامت ہے۔ چنانچہ سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا رَأَيْتَ اللّٰهُ يُعْطِيْ الْعَبْدَ مِنَ الدُّنْيَا عَلَى مَعَاصِيْهِ مَا يُحِبُّ فَإِنَّمَا هُوَ اِسْتِدْرَاجٌ، ثُمَّ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ﴿ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ط حَتّٰى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴾ (الانعام: ٤٤).)) [1]

''جب تم دیکھو کہ اللہ ربّ العزت کسی بندے کو اُس کے گناہوں کے باوجود، اُس کی تمنا کے مطابق دنیاوی نعمتوں سے مالا مال کر رہا ہے تو سمجھ لینا کہ یہ اللہ ربّ العزت کی جانب سے مہلت ہے۔ پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: ''پھر جب انھوں نے اُس چیز کو بھلا دیا جس کے ذریعہ

[1] مسند احمد: ٤/ ١٤٥، رقم: ١٧٣١١ـ سلسلة الصحيحة، رقم: ٤١٣.

اُنہیں اللہ کی یاد دلائی گئی تھی، تو ہم نے اُن پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے، یہاں تک جب وہ اُن چیزوں پر جو اُنہیں دی گئیں تھیں، خوب خوش ہونے لگے تو ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا، پھر حسرت و یاس اُن کی قسمت بن گئی۔''

بعض سلف صالحین رحمہم اللہ کا کہنا ہے: ''جب تو مشاہدہ کرے کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر مسلسل اپنی نعمتیں نازل کر رہا ہے، اور تو اُس کی نافرمانی پر قائم ہے تو پھر تم ہوشیار ہو جاؤ، کیونکہ یہی اُس کی طرف سے مہلت ہے، جس کے ذریعہ وہ تمہیں ڈھیل دے رہا ہے۔''

مزید برآں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ لَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّ مَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَ لِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّ سُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ﴿۳۴﴾ وَ زُخْرُفًا ۭ وَ اِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۵﴾﴾ (الزخرف: ۳۳۔۳۵)

''اور اگر ایسا نہ ہوتا کہ سارے لوگ ایک ہی جماعت ہو جائیں گے، تو ہم رحمٰن کا انکار کرنے والوں کے گھروں کی چھتیں چاندی کی بنا دیتے اور سیڑھیاں بھی، جن کے ذریعہ وہ بالا خانوں پر چڑھتے، اور اُن کے گھروں کے دروازے بھی، اور تخت بھی جن پر وہ ٹیک لگاتے اور سونے کے بنے دیگر اسباب زینت دیتے، اور یہ تمام چیزیں محض دنیاوی زندگی کا فائدہ ہیں، اور آخرت کی نعمتیں، آپ کے ربّ کے پاس صرف اُس سے ڈرنے والوں کے لیے ہیں۔''

ایک اور مقام پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن لوگوں کا ردّ فرمایا ہے جو یہ گمان کرتے ہیں کہ دنیاوی نعمتیں اُنہیں اُن کی اپنی محنت اور عزت وتوقیر کی وجہ سے میسر ہو رہی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ

وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ۝۱۵ وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ۝۱۶ ﴾ (الفجر: ۱۴-۱۶)

''بے شک آپ کا ربّ گھات میں ہے، لیکن انسان کو جب اس کا ربّ آزماتا ہے، پس اُسے عزت دیتا ہے اور اُسے نعمت سے نوازتا ہے، تو (وہ) کہتا ہے کہ میرے ربّ نے میرا اکرام کیا ہے۔ اور جب اُس کو آزماتا ہے تو اُس کی روزی تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے ربّ نے مجھے ذلیل ورسوا کر دیا۔''

معلوم ہوا کہ آزمائش وابتلا دو طرح سے ہوسکتی ہے:

اوّل: نعمتوں کی کثرت کے ساتھ

دوم: رزق کی تنگی کے ساتھ

لیکن یہ ضروری نہیں کہ جس شخص کے رزق میں کثرت وفراخی عطا کر دی گئی ہو، وہ کوئی اونچی شخصیت تھی، اُس سے کوئی حساب وکتاب نہیں لیا جائے گا، اور جس کے لیے رزق کے دروازے بند کر دیئے گئے ہوں اور رزق تنگ کر دیا گیا ہو، اُس کی تذلیل ہوگئی، بلکہ جس شخص کو زیادہ نعمتوں سے نوازا گیا، وہ نعمتوں کی کثرت اور رزق کی فراخی کے ساتھ آزمائش میں مبتلا کر دیا گیا، اور جس پر رزق کے دروازے بند کر دیئے گئے اُس سے رزق کی کمی کے سبب شاید بخش دیا جائے۔

قارون کو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا مال دار بنایا تھا، اور یہی اس کے کفر وطغیانی کا سبب تھا، اور کبر کی انتہا کو پہنچ چکا تھا، اور کہتا تھا کہ میں نے یہ دولت اپنے زورِ بازو سے حاصل کی ہے۔ کہتے ہیں کہ اس نے اظہارِ کبر کے لیے غیروں کے مقابلے میں کپڑا ایک بالشت لمبا بنا لیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اس کی اس کافرانہ بات کا یہ جواب دیا کہ اگر طاقت اور مال اللہ کے نزدیک فضیلت کا سبب ہوتا تو گزشتہ زمانوں میں بہت سی قوموں کو اللہ ہلاک نہ کر دیتا، جو

قارون سے زیادہ طاقتور اور اس سے زیادہ مال دار تھیں، کثرتِ معاصی اور کثرتِ جرائم کے سبب جب کسی قوم کے ہلاک کیے جانے کا فیصلہ ہو جاتا ہے تو انہیں مہلت نہیں دی جاتی ہے، اوران سے پوچھا نہیں جاتا ہے کہ انہوں نے وہ گناہ کیوں کیے تھے، اوران کے پاس کیا عذر ہے؟ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ؕ اَوَ لَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّ اَكْثَرُ جَمْعًا ؕ وَ لَا يُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝۷۸﴾ (القصص : ۷۸)

''اس (قارون) نے کہا، یہ مال و جائیداد مجھے اپنے علم وصلاحیت کے ذریعہ ملی ہے۔ کیا اسے یہ بات معلوم نہیں تھی کہ اللہ نے اس سے پہلے بہت سی ایسی قوموں کو ہلاک کر دیا جو اس سے زیادہ طاقتور اور زیادہ مال و جائیداد والی تھیں، اور مجرموں سے ان کے گناہوں کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا۔''

مال وزر، مدح وثنا اور ستر پوشی میں گناہوں کی علامت:

سلف صالحین رحمہم اللہ کا کہنا ہے: ''بعض اوقات نعمت الٰہیہ سے مالا مال آدمی کو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مہلت دی جا رہی ہوتی ہے، مگر وہ اس بات سے (بالکل) بے خبر ہوتا ہے، ٹھیک اسی طرح بعض اوقات آدمی کو لوگوں کی طرف سے مدح وثنا کے ساتھ فتنہ میں مبتلا کیا جا رہا ہوتا ہے، لیکن اُسے اس بات کا احساس وادراک تک نہیں ہوتا۔''

علاوہ ازیں بعض اوقات اللہ کی جانب سے اُس آدمی کو ستر پوشی کے ساتھ فریب اور دھوکے میں رکھا جا رہا ہوتا ہے، لیکن اُسے اس بات کا علم تک نہیں ہوتا۔

معلوم ہوا کہ ایسے حساس مواقع پر اللہ کے بندے کو چاہیے کہ کثرت سے استغفار کرے اور ساتھ ساتھ نیک کاموں میں کشادۂ دلی سے خرچ کرے۔

آخر زمانہ میں خطا کار لوگوں کی علامات:

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب قیامت قریب ہوگی تو اُس وقت نیک اور صالح لوگوں کی قدر نہیں کی جائے گی، بلکہ شرارتی قسم کے لوگوں کی تعظیم ہوگی۔ باتیں زیادہ کی جائیں گی، مگر عمل کم ہوگا، اور لوگ کتاب اللہ کو چھوڑ کر کثرت سے ناول پڑھیں گے، اُن میں کوئی اُن سے نفرت کرنے والا نہ ہوگا۔'' [1]

کفار سے دوستی کرنا بھی خطا کاروں کی ایک علامت:

کفار سے دوستی و مصاحبت کرنا گنہگار لوگوں کی علامت ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۸۰﴾﴾

(المائدة: ۸۰)

''آپ ان میں سے بہت سوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اہل کفر کو اپنا دوست بناتے ہیں، اُنھوں نے اپنے لیے جو کچھ آگے بھیج رکھا ہے وہ بہت برا ہے، اللہ اُن سے ناراض ہوا، اور وہ ہمیشہ کے لیے عذاب میں رہیں گے۔''

نیز ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾﴾ (المائدة: ۵۱)

''اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست مت بناؤ، وہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں، اور تم میں سے جو کوئی اُنھیں اپنا دوست بنائے گا، وہ بے

[1] مستدرك حاكم: ۴/ ۵۰۲۔ امام حاکم، اور امام ذہبی نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔

شک انہی میں سے ہو جائے گا۔ بے شک اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا ہے۔''

جہاں تک حقوق کی بات ہے وہ کفار تو کیا، اسلام جانوروں کو بھی دیتا ہے۔ حقوق و فرائض کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ہماری مرتب کردہ کتاب ''اسلام کا نظام حقوق و فرائض''۔

انسان کے دل پر گناہ کی ایک علامت:

سیّدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا أَخْطَأَ خَطِيْئَةً نُكِتَتْ فِيْ قَلْبِهِ نُكْتَة سَوداءُ، فَإِذَا هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ صُقِلَ قَلْبُهُ وَإِنْ عَادَ زِيْدَ فِيْهَا حَتَّى تَعْلُوُ عَلَى قَلْبِهِ، وَهُوَ الرَّانُ الَّذِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ: ﴿ كَلَّا بَلْ سكتة رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ ﴾ (المطففين: ١٤) .)) [1]

''یقیناً مؤمن آدمی جب کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو اُس کے دل پر ایک سیاہ نشان پڑ جاتا ہے، اگر وہ آدمی توبہ و استغفار کرلے تو اُس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر گناہ کثرت سے کرتا چلا جائے تو یہ سیاہ نشان (بھی) بڑھتا چلا جاتا ہے، حتیٰ کہ اُس آدمی کے دل پر وہ غالب آجاتا ہے۔

پس یہی وہ زنگ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے: [ہرگز نہیں، بلکہ اُن کی بداعمالیوں کی سیاہی اُن کے دلوں پر چڑھ گئی ہے۔'']

بعض سلف صالحین کا کہنا ہے: ''گناہ کفر تک ٹھیک اُسی طرح پہنچا دیتے ہیں، جس طرح بوس و کنار سے ہم آغوش ہونے کی، گانا سننے سے زنا کی، نظر سے عشق کی اور کسی مرض سے موت کی ڈاک آتی ہے۔''

❀❀❀❀

---

[1] مسند احمد: ٢٩٧/٣ـ سنن ترمذی، ابواب التفسیر، رقم: ٣٣٣٤ـ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ١٦٧٠.

باب نمبر 3

گناہوں کے نقصانات

گناہ انسان کے لیے انتہائی مضر اور خطرناک ہے، بلکہ انسان کی تباہی و بربادی کا سب سے بڑا اور قریبی راستہ ہے، لہٰذا جو شخص گناہ اور نافرمانی کا ارتکاب کرتا ہے، اُسے معاشرتی، معاشی، عملی اور سماجی نقصانات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ ان نقصانات کی فہرست تو خاصی طویل ہے، لیکن ہم یہاں سہولت کے لیے کچھ نقصانات درج کیے دیتے ہیں۔ (ان شاء اللہ)

(1) گناہ پر اصرار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے محبت میں کمی:

گناہوں کے ارتکاب سے انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلالت اور مودت ومحبت کم ہوجاتی ہے، اور جس طرح ایک انسان کے دل میں عظمت الٰہی اور محبت الٰہی ہونی چاہیے تھی وہ بالکل ختم ہوجاتی ہے۔ کیونکہ اگر دل میں اللہ تعالیٰ کی ہیبت ہوتی تو وہ کبھی بھی نافرمانی کی جرأت نہ کرتا۔ لہٰذا جو لوگ گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں، وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ اور اُس کے اوامر ونواہی کی کوئی عظمت وتوقیر نہیں کرتے، اور جو لوگ اللہ کے اوامر ونواہی کی قدر وتوقیر نہیں کرتے، وہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم نہیں کرسکتے۔

حقیقت یہ ہے کہ انسان کے دل میں جس قدر اللہ تعالیٰ کے لیے محبت ہوگی، اُسی قدر وہ اُس کی اطاعت کرلے گا، جس قدر اُس کے دل میں خوف الٰہی ہوگا، اُسی قدر وہ اُس سے ڈرے گا گے۔ اور جو لوگ اللہ کو بھلا دیتے ہیں، اُسی طرح اللہ تعالیٰ اُنھیں بھلا دیتا ہے۔ اور جو لوگ دین الٰہی کو رسوا کرتے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ اُنہیں رسوا کردیتا ہے، اور جسے اللہ رسوا کردے، اُسے کوئی عزت نہیں بخش سکتا۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَ مَنۡ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ مُّكۡرِمٍ ؕ﴾ (الحج: ۱۸)

''اور جسے اللہ رسوا کر دے اُسے کوئی عزت نہیں دے سکتا۔''

جب لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہونے سے جی چرائیں، اور اس سجدہ کے حکم کی بے قدری کا مظاہرہ کریں، تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ ذلیل کر کے رکھ دیتے ہیں۔

یہ گناہوں کا پہلا اور سب سے بڑا نقصان ہے جو انسان کے دل سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور عظمت وتوقیر قطعاً ختم کر دیتا ہے۔ اور آخر اُسے ہمیشہ کے لیے ناکام اور نامراد بنا دیتا ہے۔

(2) علم سے محرومی:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ ہے کہ گنہگار آدمی علم سے محروم ہو جاتا ہے۔ علم ایک روشنی ہے جو انسان کے دل سے ختم ہو جاتی ہے، چنانچہ جب امام شافعی رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ کے ہاں علم حاصل کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے، اور ان سے درس لینے لگے، تو ان کی ذہانت وفطانت، اور فہم وادراک کی فراوانی نے امام مالک رحمہ اللہ کو انتہائی تعجب میں ڈال دیا۔

چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ کو نصیحت فرمانے لگے:

((إِنِّيْ أَرَى اللّٰهَ تَعَالىٰ اَلْقٰى عَلىٰ قَلْبِكَ نُورًا فَـلَا تُطْفِئُهُ بِظُلْمَةِ الْمَعْصِيَّةِ .))

''میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل کو نورِ بصیرت عطا کیا ہے، پس تم اُسے معاصی کی ظلمت سے بجھا نہ دینا۔''

(3) رزق سے محرومی:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ انسان بابرکت رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے، چنانچہ سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيْبُهُ .))[1]

---

[1] سنن ابن ماجه، کتاب الفتن، رقم: ٤٠٢٢ ۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''حسن'' کہا ہے۔ مسند احمد: ٥/ ٢٧٧.

''یقیناً گناہ کے سبب آدمی رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔''

دراصل رزق کی وسعتیں اس کے وافر مقدار ہونے کی وجہ سے نہیں ہیں، بلکہ وسعت رزق تو یہ ہے کہ اس میں برکت پیدا ہو۔

دوسری بات یہ کہ گناہ اور نافرمانی کے سبب برکاتِ رزق ختم ہو جاتی ہیں، بلکہ سلب ہوجاتی ہیں، وہ اس لیے کہ گناہ اور گنہگار دونوں پر شیطان کا تسلط ہو جاتا ہے اور اس طرح وہ ان پر حکومت قائم کر بیٹھتا ہے۔ اور یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ شیطان کی دوستی جس شخص کو بھی حاصل ہوگی، اُس سے برکت سلب کر لی جائے گی۔

(4) حیاء کا ختم ہو جانا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ جو شخص گناہ پر اصرار کرے، اُس کی حیا ختم ہوجاتی ہے، کیونکہ حیاء ہر قسم کی خیر اور بھلائی کی اصل اور منبع ہے، لہٰذا جب حیاء ختم ہوگی تو گویا ہر قسم کی خیر اور بھلائی ختم ہوگی۔ چنانچہ سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهُ .)) [1]

''حیاء سارے کی ساری بھلائی ہے۔''

نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِيْ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ .)) [2]

''جب تو حیا (کرنا) چھوڑ دے تو جو چاہے سو کر گذر۔''

(5) دل میں گھبراہٹ کا پیدا ہونا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ خطا کار آدمی کے دل میں

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الايمان، رقم: ١٥٧.

[2] سنن ابی داؤد، كتاب الادب، رقم: ٤٧٩٧۔ اس روایت کو علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔

اپنی غلطیوں اور سیاہ کاریوں کی بدولت گھبراہٹ سی پیدا ہوجاتی ہے، جو اسے ہر قسم کے آرام و سکون اور لذتوں سے محروم کردیتی ہے، بلکہ اُسے بے چین و بے قرار بنادیتی ہے۔ پس اس وحشت و گبھراہٹ سے محفوظ رہنے کے لیے گناہوں کو چھوڑنا انتہائی مفید ہے۔

بعض اہل علم سے کسی نے اپنی قلبی گھبراہٹ کی شکایت کی، تو اُنھوں نے فرمایا: ''جب تم گناہوں کی وجہ سے قلبی گھبراہٹ میں مبتلا ہوتے ہو تو گناہ ترک کیوں نہیں کردیتے؟ جب تم گناہ چھوڑ دوگے تو تمھیں اللہ تعالیٰ سے پیار ہوجائے گا۔''

(6) دل و جان میں کمزوری کا آجانا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ گنہگار آدمی کا دل و جان گناہوں کے سبب کمزور پڑ جاتے ہیں۔

جسم کی کمزوری کی حقیقت یہ ہے کہ اہل ایمان کی طاقت وقوت کا انحصار اِس کے دل کی طاقت وقوت پر ہوتا ہے۔ جب اہل ایمان کا دل طاقت ور اور قوی ہو، تو ان کا جسم خود بخود طاقت ور اور پختہ ہوگا۔ جبکہ گنہگار آدمی کا حال اس سے بالکل مختلف ہوتا ہے، اگرچہ وہ جسم کے اعتبار سے کتنا ہی طاقت ور اور مضبوط کیوں نہ ہو، لیکن حقیقتاً وہ بزدل اور کمزور ہوتا ہے اور ضرورت کے وقت اُس کی جسمانی قوت بالکل بے کار ثابت ہوتی ہے اور جان کے تحفظ کے موقع پر اس کی تمام تر قوتیں اس سے بے وفائی کرجاتی ہیں۔ جیسا کہ اہل فارس اور اہل روم کے واقعہ سے واضح ہے کہ وہ انتہائی طاقت ور اور مضبوط تھے، لیکن عین تحفظ کے موقع پر اُن کی قوتوں نے ان کے ساتھ کیسی بے وفائی برتی، اور اہل ایمان نے اپنی قوتِ ایمانی اور جسم وقلب کی طاقت سے ان پر کس طرح غلبہ حاصل کرلیا۔

(7) برو بحر اور کائنات میں فساد کا رونما ہونا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ خطۂ ارضی پر مختلف قسم کی آفتوں اور مصیبتوں کا نزول ہوتا ہے، جو آدمی کے گناہ اور نافرمانی کے سبب اللہ تعالیٰ زمین

پر بھیجتا ہے۔ پانی، ہوا، زراعت، پھلوں اور آبادیوں پر آفتیں اور مصیبتیں آجاتی ہیں، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٤١﴾﴾ (الروم: ٤١)

''خشکی اور تری میں فساد پھیل گیا ہے اُن گناہوں کی وجہ سے جو لوگوں نے کیے ہیں، تاکہ اللہ ان کو ان کے بعض بداعمالیوں کا مزہ چکھائے، شاید کہ وہ (اپنے رب کی طرف) رجوع کریں۔''

اور امام مجاہد رحمہ اللہ کا قول ہے: ''ظالم حاکم جب ظلم اور فساد شروع کر دیتا ہے تو برسات کا سلسلہ روک دیا جاتا ہے، کھیتیاں اور نسلیں تباہ ہو جاتی ہیں، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کو ظلم اور فساد پسند نہیں۔''

(8) دل کی بصیرت کا ختم ہو جانا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ گناہ گار آدمی کا دل بصیرت سے خالی اور اندھا ہو جاتا ہے۔ گناہ اگر دل کو بالکل اندھا نہیں کرتا تو کم از کم دل کی بصیرت کو کمزور ضرور کر دیتا ہے۔ جب دل اندھا اور کمزور ہو جائے تو انسان ہدایت کی معرفت سے محروم ہو جاتا ہے اور ایسا شخص نہ تو اپنی ذات پر حق کو نافذ کر سکتا ہے اور نہ کسی دوسرے پر، بلکہ اس میں حق کو نافذ کرنے کی قوت ہی مفقود ہو جاتی ہے، یعنی وہ ایک کھوکھلا جسم ہو کے رہ جاتا ہے، بس اُس میں نہ ایمان کی حرکت ہوتی ہے اور نہ عمل صالح کی قوت۔

(9) گنہگار کا نگاہِ الٰہی میں گر جانا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ گنہگار آدمی اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں گر جاتا ہے، بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کی نگاہ ہی میں نہیں، بلکہ پوری مخلوق کی نگاہ میں بھی گر جاتا ہے، اور ایسے شخص کی عزت بالکل ختم ہو جاتی ہے، کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی

کرتا ہے، وہ اُس کی نگاہ اور اُس کے بندوں کی نگاہ دونوں میں گر جاتا ہے، اور مقام و مرتبہ صرف اور صرف اُس شخص کا بڑھتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے۔ جس شخص کی اطاعت اور بندگی جس قدر ہوگی، اُسی قدر اُس کے مقام و مرتبہ میں اضافہ و ترقی ہوگی۔ مثال کے طور پر ایک شخص صرف فرضی عبادات ادا کرتا ہے اور سنن و نوافل ترک کر دیتا ہے۔ جبکہ دوسرا شخص فرضی عبادت کے ساتھ ساتھ سنن و نوافل کا بھی پورا پورا اہتمام کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کے ہاں ان دو شخصوں میں سے پہلے کی نسبت دوسرا شخص زیادہ مقام و مرتبے والا ٹھہرے گا۔

(10) ملائکہ کی دعا سے محرومی:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ گنہگار آدمی ملائکہ کی دعا سے محروم ہو جاتا ہے۔ قرآن میں مومنین کے حقوق میں دعائے ملائکہ کا یوں تذکرہ ہوا ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ رَبَّنَا وَ اَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ
اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۭ
اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۭ﴾

(المومن: ۷۔۹)

''جو فرشتے عرش اٹھائے ہوئے ہیں، اور جو فرشتے اُس کے گرد جمع ہیں، یہ سب اپنے رب کی پاکی بیان کرتے ہیں، اور اس پر ایمان رکھتے ہیں، اور ایمان والوں کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں، (کہتے ہیں:) اے ہمارے رب! تو اپنی رحمت اور علم کے ذریعہ ہر چیز کو محیط ہے، پس تو اُن لوگوں کو معاف کر دے،

جنھوں نے توبہ کی، اور تیری راہ کی پیروی کی، اور تو انہیں جہنم کے عذاب سے نجات دے۔ اے ہمارے رب! اور تو اُنہیں ہمیشہ رہنے والے باغات میں داخل کردے، جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے، اور اُن لوگوں کو بھی تو اُن جنتوں میں داخل کردے جو اُن کے باپ دادوں، بیویوں اور اولاد میں سے نیک ہوں۔ تو بے شک زبردست بڑی حکمت والا ہے، اور تو اُنہیں گناہوں سے بچالے۔‘‘

مذکورہ بالا آیت سے معلوم ہوا کہ ملائکہ کی یہ دعا ایمان والوں کے لیے ہے جو مذکورہ بالا صفات سے متصف اور ساتھ ساتھ قرآن وسنت کی اتباع کرنے والے ہوں۔ البتہ جن لوگوں میں یہ خوبیاں نہ پائی جاتی ہوں، وہ اس دعا کے مستحق نہیں۔

(11) زمین کی برکتوں کا ختم جانا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ لوگوں کے گناہوں کے سبب زمین کی برکتیں ختم کردی جاتی ہیں۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۹۶﴾

(الاعراف: ۹٦)

’’اور اگر بستیوں والے ایمان لے آتے، اور تقویٰ کی راہ اختیار کرتے، تو ہم آسمان وزمین کی برکتیں اِن پر کھول دیتے، لیکن انہوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کے اعمال کی وجہ سے ان کو پکڑ لیا۔‘‘

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ۝۱٦ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۝۱۷﴾

(الجن: ۱۶۔۱۷)

''اگر وہ لوگ راہِ راست پر ثابت قدم رہتے تو یقیناً ہم اُن کے لیے موسلا دھار بارش بھیجتے، تاکہ ہم اس (نعمت) کے ذریعہ اُنہیں آزمائیں، اور جو شخص اپنے پروردگار کے ذکر سے منہ پھیر لے گا تو اللہ تعالیٰ اُسے سخت عذاب میں مبتلا کر دے گا۔''

مذکورہ بالا دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ پختگی اور ثابت قدمی کے ساتھ راہِ راست پر نہ رہنے اور تقویٰ کی راہ اختیار نہ کرنے کے سبب زمین کی نعمتوں کو سلب کرلیا جاتا ہے۔

(12) نعمت الٰہیہ کا زائل ہونا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ گناہ موجودہ پائی جانے والی نعمتوں کو زائل کردیتے ہیں، اور انسان کو نہ صرف یہ کہ موجودہ نعمتوں سے محروم کرتے ہیں، بلکہ مستقبل میں ملنے والی نعمتوں سے بھی محروم کر کے رکھ دیتے ہیں۔ ہاں! اگر وہ حالیہ انعاماتِ الٰہیہ کی حفاظت اور استقبالیہ انعامات کا حصول چاہتا ہے تو اُس کے لیے اطاعت الٰہی سے بڑھ کر اور کوئی بہتر راستہ نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اُس کی اطاعت سے ہی حاصل ہوسکتی ہیں، اور جب اطاعت کی بجائے نافرمانی کی جائے تو اُس کا نتیجہ جو نکلے گا وہ ظاہر ہے۔

(13) انسان کے دل کا خوف اور وحشت سے بھر جانا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ گنہگار اور سرکش آدمی کے دل میں خوف اور وحشت پیدا کردیتا ہے، تاکہ وہ خوف اور وحشت کی مصیبت میں کڑھتا رہے۔ یہی وجہ ہے کہ گنہگار آدمی ہمیشہ خوف زدہ اور وحشت زدہ رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو دونوں جہانوں کی سزاؤں اور عذابوں سے محفوظ رکھ کر کامیابی اور کامرانی کے راستہ سے ہمکنار کرسکتی ہے۔ علاوہ ازیں انسان کے کامیاب ہونے کا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ اطاعت الٰہی ہی ایک ایسا مضبوط قلعہ

ہے کہ جو شخص بھی اس میں داخل ہوگیا، گویا وہ دونوں جہانوں کی سزاؤں اور عذابوں سے محفوظ ہوگیا اور جو اس قلعہ سے باہر نکل گیا، گویا وہ خوف، وحشت اور مصیبتوں کا لقمہ بن گیا۔ اس کے علاوہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لے گا، تو اللہ تعالیٰ اُس کے قلبی خوف اور وحشت کو امن اور سکون سے بدل دے گا۔ اور گنہگار آدمی کی حالت تو یہ ہوتی ہے گویا اُس کے دل کو کسی پرندے کے پروں میں جوڑ دیا گیا ہو، جسے ہر موڑ، ہر جانب اور ہر آنے والی آواز سے یہ کھٹکا لگا رہتا ہے کہ میرا شکاری، میرا شکار کرنے آ گیا۔

(14) گناہوں کی نحوست کا عام ہو جانا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ نافرمان اور گنہگار آدمی کے گناہوں کی نحوست اور بدبختی کے سبب بہت سارے بے گناہ انسان اور جانور تباہ و برباد ہو کے رہ جاتے ہیں، وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے خود تو تباہی و بربادی سے دوچار ہوتا ہے، لیکن ساتھ میں دوسرے بھی اس کے گناہوں کی نحوست کی وجہ سے مستحق عقاب ٹھہرتے ہیں۔

امام مجاہد رحمہ اللہ کا فرمان ہے:

''جب قحط سالی ہو جائے، تو جانور ظالم انسانوں پر لعنت بھیجتے ہیں کہ اُن کے سبب سے بارشیں روک دی گئی ہیں۔'' [1]

(15) انسان کے لیے ذلت کے دروازے کا کھلنا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ گناہ انسان کو ذلیل کر کے رکھ دیتے ہیں، اور اُس کے لیے بابِ ذلت ہمیشہ کے لیے کھول دیتے ہیں۔ یہ حتمی اور اٹل حقیقت ہے، کیونکہ جہان کی ساری عزتیں صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری سے وابستہ ہیں، جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا﴾ (فاطر: ۱۰)

[1] العقوبات، لابن ابی دنیا: ۲۷۱.

''جو شخص عزت چاہتا ہے، اُسے معلوم رہے کہ ساری عزت اللہ کے لیے ہے۔''

اس آیت مبارکہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ انسان کو چاہیے کہ وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے وسیلہ سے عزت وتوقیر کا طلب گار رہے۔ اس لیے کہ عزت وتوقیر صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری سے مل سکتی ہے، اور کسی چیز سے نہیں، چنانچہ بعض سلف رحمہم اللہ سے یہ دُعا منقول ہے۔

((اَللّٰهُمَّ اَعِزَّنِیْ بِطَاعَتِكَ ، وَلَا تُذِلَّنِیْ بِمَعْصِيَتِكَ .))

''اے الٰہی! مجھے اپنی اطاعت کے وسیلہ سے عزت بخش، اور گناہ کے سبب سے مجھے ذلیل نہ کر۔''

اور امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ لوگ اگرچہ طاقتور اور خوبصورت خچروں پر سواری کر کے دوڑتے اور کھر بجاتے پھریں، اور اُن کی تیز رفتاری پر فخر کے ڈھول مارتے پھریں، لیکن معاصی و گناہوں کی ذلت جو اُن کے لیے لازم ہو چکی ہے، وہ اِن سے ہٹ نہیں سکتی۔'' [1]

(16) دل پر تاریکی کا چھا جانا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ گنہگار آدمی کے دل پر ایک تاریکی سی چھا جاتی ہے، اور وہ اُسے اس طرح محسوس کرتا ہے، جس طرح کہ ایک تاریک اور اندھیری رات ہو، نیز اُس آدمی کے دل کے لیے گناہ اور نافرمانی کا اندھیرا اس طرح ہو جاتا ہے جس طرح اُسے آنکھوں کا اندھیرا محسوس ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اطاعت الٰہی ایک نور اور روشنی ہے، جبکہ معصیتِ الٰہی ایک تاریکی اور اندھیرا ہے، چنانچہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((إِنَّ لِلْحَسَنَةِ ضِيَاءً فِيْ الْوَجْهِ وَنُوْرًا فِي الْقَلْبِ وَسَعَةً فِيْ

[1] حلية الأولياء: ٢/ ١٤٩.

الرِّزْقِ وَقُوَّةً فِیْ الْبَدْنِ وَمُحَبَّةً فِيْ قُلُوْبِ الْخَلْقِ . وَاِنَّ لِلسَّيِّئَةِ سَوَادًا فِيْ الْوَجْهِ وَظُلْمَةً فِيْ الْقَبْرِ وَالْقَلْبِ وَوَهْنًا فِي الْبَدْنِ وَنَقْصًا فِي الرِّزْقِ وَبُغْضَةً فِيْ قَلُوْبِ الْخَلْقِ .))

''جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں کوشاں رہتا ہے، اُس کے چہرے پہ چمک دمک، دل میں نور، روزی میں فراخی، بدن میں طاقت وقوت اور لوگوں کے دل میں اس کے لیے محبت و مودت ہوتی ہے۔ اور جو شخص اطاعت الٰہی سے منہ موڑ کر نافرمانی اور طغیانی میں کوشاں رہتا ہے، اُس کے چہرے پہ نحوست، دل میں تاریکی، قبر میں اندھیرا، بدن میں کمزوری، روزی میں کمی اور لوگوں کے دلوں میں اُس کے لیے حسد، بغض اور کینہ پیدا ہو جاتا ہے۔''

(17) گناہ کا آدمی کی نظر میں چھوٹا ہو جانا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ آدمی مسلسل گناہ کرنے سے اس کا عادی بن جاتا ہے، اور جب عادی بن جائے تو اُس کے دل سے گناہوں کی قباحت قطعاً ختم ہو جاتی ہے، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ گناہوں کو نہ تو برا جانتا ہے اور نہ غلط سمجھتا ہے، بلکہ کھلے عام، کھلے بندوں بغیر کسی کی پروا کیے گناہوں کا ارتکاب کرتا پھرتا ہے۔ اور جن لوگوں کو اُس کے جرائم کی خبر نہیں ہوتی، اُنھیں بڑے فخر اور مسرت کے ساتھ بتاتا ہے کہ اے فلاں! میں نے تو یہ یہ کام کیے ہیں، کیا کچھ تمھیں بھی خبر ہے؟

یاد رہے! جو لوگ اس وجہ سے مجرم بن جاتے ہیں، اُن کے لیے بھلائی کے دروازے بند اور مسدود ہو جاتے ہیں، توبہ اور استغفار کی راہیں بالکل منقطع ہو جاتی ہیں، اور ایسے مجرموں کے لیے توبہ و انابت کے دروازے دائمی طور پر مسدود ہو جاتے ہیں، جیسا کہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

((كُلُّ أُمَّتِی مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرِيْنَ ، وَإِنَّ مِنَ الْمُجَاهَرَةِ أَنْ

يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا ، ثُمَّ يُصْبِحُ وَقَدْ سَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَيَقُولَ: يَا فُلَانُ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا ، وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللَّهِ عَنْهُ .)) [1]

''کھلے عام گناہ کرنے والوں کے سوا میری اُمت کا ہر فرد بخش دیا جائے گا، اور علی الاعلان گناہوں میں سے اس کا بھی شمار ہے کہ ایک شخص رات میں کوئی گناہ کرے اور صبح اس حال میں کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کا پردہ رکھا ہوا تھا، اور وہ کسی سے یہ کہے: اے فلاں! میں نے گزشتہ رات میں یہ یہ گناہ کیا ہے، حالانکہ اُس کے رب نے اُس کی ستر پوشی کی تھی اور اُس نے صبح ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کے رکھے ہوئے پردے کو چاک کر دیا۔''

(18) نیک نامی کا بدنامی میں تبدیل ہو جانا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ کل تک جو شخص عزت و احترام اور بزرگی کے جس قدر اچھے ناموں سے یاد کیا جاتا تھا، آج وہی شخص اپنے گناہوں اور نافرمانی کے سبب حقیر اور مذمت آمیز ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ مثلاً کل اُسے اگر مؤمن وموحد، متقی، صالح، عبادت گزار، صاحب کردار، پیکرِ اخلاقیات اور اللہ کا محبوب جیسے اچھے ناموں سے یاد کیا جاتا تھا، تو آج اسی شخص کو فاسق، فاجر، بدعمل، بداخلاق، بدکردار اور نافرمان جیسے خبیث اور مردود ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ سارے کے سارے نام فسق و فجور کے ناموں میں سے ہیں جو کہ انتہائی قبیح اور برے ہیں۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ ﴾ (الحجرات: ۱۱)

''ایمان لانے کے بعد فسق بُرا نام ہے۔''

اگر گنہگار آدمی کو گناہوں کی سزا دیئے بغیر صرف اُن برے ناموں کا ہی مستحق ٹھہرایا

[1] صحيح بخاري، كتاب الأدب، رقم: ٦٠٦٩۔ صحيح مسلم، كتاب الزهد، رقم: ٢٩٩٠.

جائے تو ممکن ہے کہ تب بھی وہ گناہوں سے باز رہے گا، اور اطاعت وفرمانبرداری اور عبادت گزاری کا صرف یہی صلہ اور بدلہ کافی ہے کہ نیک نامی حاصل ہو جائے اور اچھے اچھے ناموں سے یاد کیا جائے۔

(19) اللہ تعالیٰ سے تعلق منقطع ہو جانا:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ انسان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان جو تعلق اور ناطہ ہے، وہ گناہوں اور نافرمانیوں کے سبب کٹ جاتا ہے، اور جب یہ تعلق و ناطہ کٹتا ہے تو انسان کے لیے خیر کے تمام راستے بند ہو جاتے ہیں۔ اور دوسری جانب فساد کے اسباب و ذرائع جنم لینا شروع ہو جاتے ہیں، حتیٰ کہ انسان اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے، اور آہستہ آہستہ اپنے دشمنوں کے پھندے میں پھنس جاتا ہے۔ اور انسان کا سب سے بڑا دشمن ابلیس ملعون ہے۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَ ذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَ هُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۞﴾ (الکھف: ۵۰)

''اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ تم آدم کو سجدہ کرو، تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا، وہ جنوں میں سے تھا، تو اُس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی، کیا پھر بھی تم اسے اور اُس کی اولاد کو میرے سوا دوست بناؤ گے، حالانکہ وہ سب تمہارے دشمن ہیں۔ شیطان ظالموں کے لیے (اللہ کا) بڑا برا بدل ہے۔''

جو شخص اللہ تعالیٰ سے دوستی کرنے کی بجائے شیطان ابلیس سے دوستی کرے گا، اُسے یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ اُس کے لیے فلاح اور کامیابی کے تمام اسباب و ذرائع اور راستے بند ہو جائیں گے۔

(20) انسان کی توبہ اور استغفار سے دوری:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک موذی اور خطرناک نقصان یہ بھی ہے کہ گناہ انسان کے دل کو انتہائی کمزور بنا دیتے ہیں۔ اس میں معصیت و نافرمانی کا ارادہ تقویت پکڑتا رہتا ہے اور توبہ کا ارادہ آہستہ آہستہ کمزور ہونا شروع ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ اُس کے دل سے توبہ کا ارادہ پوری طرح ختم ہو جاتا ہے۔ پس ایسا آدمی اگر توبہ اور استغفار کی طرف مائل بھی ہوتا ہے تو اُس کی توبہ جھوٹ کے مترادف ہوتی ہے، کیونکہ جس آدمی کا آدھا دل مردہ ہو چکا ہو، اُس کی توبہ اور استغفار قطعاً سچی نہیں ہوسکتی۔ اِلّا یہ کہ وہ جھوٹ پر مبنی ہوتی ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ ایسا آدمی زبان سے تو بہت کچھ کہتا ہے، لیکن اُس کا دل گناہوں سے زنگ آلود ہوتا ہے، اور باوجود توبہ و استغفار کی رٹ کے وہ گناہوں پر مصر رہتا ہے، نیز اُس کا قلبی ارادہ گناہوں کے مواقع کا متلاشی رہتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسی حالت و کیفیت انسان کے لیے بہت زیادہ مہلک اور تباہ کن ہوتی ہے۔

(21) گناہ گار لوگوں کا اُخروی برا انجام:

گناہوں کے نقصانات میں سے ایک بڑا نقصان یہ بھی ہے کہ گنہگار آدمی کا اُخروی انجام انتہائی خطرناک ہوتا ہے، جو سزا اُسے اپنی خطاؤں اور نافرمانیوں کی وجہ سے بھگتنا پڑتی ہے۔ گناہوں کی کچھ سزائیں وہ ہیں، جنھیں امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی ''صحیح، حدیث رؤیا'' میں ذکر کیا ہے۔ چنانچہ سیّدنا سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((مَنْ رَأَى مِنكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا قَالَ فَإِنْ رَأَى أَحَدٌ قَصَّهَا فَيَقُولُ مَا شَاءَ اللّٰهُ فَسَأَلَنَا يَوْمًا فَقَالَ هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمْ رُؤْيَا قُلْنَا لَا قَالَ لَكِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي فَأَخَذَا بِيَدِي فَأَخْرَجَانِي إِلَى الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ فَإِذَا رَجُلٌ جَالِسٌ وَرَجُلٌ قَائِمٌ بِيَدِهِ كَلُّوبٌ مِنْ حَدِيدٍ قَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا عَنْ مُوسَى إِنَّهُ يُدْخِلُ ذٰلِكَ

الْـكَـلُّوبَ فِى شِدْقِهِ حَتَّى يَبْلُغَ قَفَاهُ ثُمَّ يَفْعَلُ بِشِدْقِهِ الْآخَرِ مِثْلَ ذَلِكَ وَيَـلْتَـئِـمُ شِـدْقُهُ هَذَا فَيَعُودُ فَيَصْنَعُ مِثْلَهُ قُلْتُ مَا هَذَا قَالَا انْـطَـلِـقْ فَـانْـطَـلَقْنَا حَتَّى أَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ عَلَى قَفَاهُ وَرَجُـلٌ قَـائِـمٌ عَلَى رَأْسِهِ بِفِهْرٍ أَوْ صَخْرَةٍ فَيَشْدَخُ بِهِ رَأْسَهُ فَإِذَا ضَـرَبَـهُ تَـدَهْدَهَ الْحَجَرُ فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ لِيَأْخُذَهُ فَلَا يَرْجِعُ إِلَى هَذَا حَتَّى يَلْتَئِمَ رَأْسُهُ وَعَادَ رَأْسُهُ كَمَا هُوَ فَعَادَ إِلَيْهِ فَضَرَبَهُ قُلْتُ مَنْ هَـذَا قَـالَا انْـطَـلِـقْ فَـانْطَلَقْنَا إِلَى ثَقْبٍ مِثْلِ التَّنُّورِ أَعْلَاهُ ضَيِّقٌ وَأَسْفَلُهُ وَاسِعٌ يَتَوَقَّدُ تَحْتَهُ نَارًا فَإِذَا اقْتَرَبَ ارْتَفَعُوا حَتَّى كَادَ أَنْ يَـخْـرُجُـوا فَـإِذَا خَمَدَتْ رَجَعُوا فِيهَا وَفِيهَا رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ فَـقُـلْـتُ مَنْ هَذَا قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتَّى أَتَيْنَا عَلَى نَهَرٍ مِنْ دَمٍ فِيهِ رَجُلٌ قَائِمٌ عَلَى وَسَطِ النَّهَرِ قَالَ يَزِيدُ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ جَـرِيرِ بْنِ حَازِمٍ وَعَلَى شَطِّ النَّهَرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ فَأَقْبَلَ الـرَّجُـلُ الَّذِى فِى النَّهَرِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِـى فِيـهِ فَرَدَّهُ حَيْثُ كَانَ فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ رَمَى فِى فِيهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ فَقُلْتُ مَا هَذَا قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتَّى انْتَهَيْـنَـا إِلَـى رَوْضَةٍ خَـضْرَاءَ فِيهَا شَجَرَةٌ عَظِيمَةٌ وَفِى أَصْلِهَا شَيْـخٌ وَصِبْيَـانٌ وَإِذَا رَجُـلٌ قَـرِيـبٌ مِـنَ الشَّجَرَةِ بَيْنَ يَدَيْهِ نَارٌ يُـوقِـدُهَـا فَـصَـعِـدَا بِى فِى الشَّجَرَةِ وَأَدْخَلَانِى دَارًا لَمْ أَرَ قَطُّ أَحْسَـنَ مِـنْهَـا فِيهَـا رِجَـالٌ شُيُوخٌ وَشَبَابٌ وَنِسَاءٌ وَصِبْيَانٌ ثُمَّ أَخْرَجَانِى مِنْهَا فَصَعِدَا بِى الشَّجَرَةَ فَأَدْخَلَانِى دَارًا هِىَ أَحْسَنُ وَأَفْـضَـلُ فِيهَا شُيُوخٌ وَشَبَابٌ قُلْتُ طَوَّفْتُمَانِى اللَّيْلَةَ فَأَخْبِرَانِى

عَمَّا رَأَيْتُ قَالَا نَعَمْ أَمَّا الَّذِى رَأَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقُهُ فَكَذَّابٌ يُحَدِّثُ بِالْكَذْبَةِ فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتَّى تَبْلُغَ الْآفَاقَ فَيُصْنَعُ بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَالَّذِى رَأَيْتَهُ يُشْدَخُ رَأْسُهُ فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ وَلَمْ يَعْمَلْ فِيهِ بِالنَّهَارِ يُفْعَلُ بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَالَّذِى رَأَيْتَهُ فِى الثَّقْبِ فَهُمُ الزُّنَاةُ وَالَّذِى رَأَيْتَهُ فِى النَّهَرِ آكِلُوا الرِّبَا وَالشَّيْخُ فِى أَصْلِ الشَّجَرَةِ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَام وَالصِّبْيَانُ حَوْلَهُ فَأَوْلَادُ النَّاسِ وَالَّذِى يُوقِدُ النَّارَ مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ وَالدَّارُ الْأُولَى الَّتِى دَخَلْتَ دَارُ عَامَّةِ الْمُؤْمِنِينَ وَأَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَاءِ وَأَنَا جِبْرِيلُ وَهٰذَا مِيكَائِيلُ فَارْفَعْ رَأْسَكَ فَرَفَعْتُ رَأْسِى فَإِذَا فَوْقِى مِثْلُ السَّحَابِ قَالَا ذَاكَ مَنْزِلُكَ قُلْتُ دَعَانِى أَدْخُلْ مَنْزِلِى قَالَا إِنَّهُ بَقِىَ لَكَ عُمُرٌ لَمْ تَسْتَكْمِلْهُ فَلَوِ اسْتَكْمَلْتَ أَتَيْتَ مَنْزِلَكَ .)) [1]

''رسول مکرم ﷺ ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے اکثر طور پر جو باتیں کیا کرتے تھے اُن میں سے ایک بات یہ بھی تھی کہ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ پھر جو چاہتا اپنا خواب بیان کرتا۔ رسول کریم ﷺ نے ایک روز خود صبح کے وقت فرمایا: آج میرے پاس دو آدمی آئے اور مجھے اُٹھا کر کہا: آپ ہمارے ساتھ تشریف لے چلیں، میں اُن کے ساتھ چل دیا۔ پھر ہم ایک چت لیٹے ہوئے آدمی کے پاس آئے، جس کے پاس ایک دوسرا شخص پتھر لیے کھڑا تھا جو اُس کے سر پر پتھر مارتا، تو اُس کا سر اُس سے پھٹ جاتا اور پتھر لڑھک کر دور جا گرتا، لیکن وہ شخص اُس پتھر کو پھر اٹھا لاتا اور اُس لیٹے ہوئے شخص تک

[1] صحيح البخاري، كتاب التعبير، رقم: ٧٠٤٧.

پہنچنے سے قبل ہی اُس کا سر ٹھیک ہو چکا ہوتا، جیسا کہ پہلے تھا۔ کھڑا شخص پھر اس طرح پتھر مارتا اور وہی صورتیں پیش آتیں جو پہلے پیش آئی تھیں۔ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے اُن دونوں سے پوچھا کہ'' سبحان اللہ!'' یہ دونوں کون ہیں؟ انھوں نے کہا: آگے چلئے! ہم آگے بڑھے اور ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو پیٹھ کے بل لیٹا ہوا تھا جبکہ ایک دوسرا شخص اُس کے پاس لوہے کا آنکڑا لیے کھڑا تھا اور اُس کے چہرے کے ایک طرف آتا اور اُس کے ایک جبڑے، ناک اور اُس کی آنکھ کو گدی تک چیرتا، پھر وہ دوسری جانب جاتا اور اُس جانب سے بھی اسی طرح چیرتا جس طرح اُس نے پہلی جانب کیا تھا۔ وہ ابھی دوسری جانب سے فارغ ہی نہیں ہوتا تھا کہ پہلی جانب اپنی صحیح حالت میں لوٹ آتی۔ پھر دوبارہ وہ اسی طرح کرتا جس طرح اُس نے پہلی مرتبہ کیا تھا۔ (اسی طرح یہ سلسلہ برابر جاری رہا) میں نے کہا: سبحان اللہ! یہ دونوں کون ہیں؟ اُنھوں نے کہا کہ آگے چلئے! چنانچہ ہم آگے چلے۔ پھر ایک تنور جیسی چیز پر آئے اور اس میں جھانکا تو اُس میں کچھ برہنہ مرد اور عورتیں تھیں اور اُن کے نیچے سے آگ کی لپٹ آتی تھی جب آگ اُنھیں اپنی لپیٹ میں لیتی تو وہ چلانے لگتے۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اُن سے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا: آپ آگے چلئے! چنانچہ ہم آگے بڑھے اور ایک نہر پر آئے جو خون کی طرح سرخ تھی اور اُس نہر میں ایک شخص تیر رہا تھا جبکہ نہر کے کنارے ایک دوسرا شخص کھڑا تھا، جس نے اپنے پاس بہت سے پتھر جمع کر رکھے تھے جب تیرنے والا تیرتا ہوا اُس کے پاس پہنچتا تو اپنا منہ کھول دیتا اور وہ اُس کے منہ میں پتھر ڈال دیتا۔ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا: آگے چلئے۔ چنانچہ پھر ہم آگے بڑھے اور ایک نہایت بدصورت

آدمی کے پاس جا پہنچے۔ اُس کے پاس آگ جل رہی تھی اور وہ اُسے جلا رہا تھا اور وہ اُس آگ کے چاروں طرف دوڑتا تھا۔ میں نے اُن سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ اُنھوں نے کہا: آگے چلیئے! ہم آگے بڑھے اور ایک ایسے باغ میں جا پہنچے جو ہرا بھرا تھا اور اُس میں موسم بہار کے سب پھول تھے، اس باغ کے درمیان ایک بہت لمبا شخص کھڑا تھا، اتنا لمبا کہ میرے لیے اُس کا سر دیکھنا بھی دشوار تھا، وہ آسمان سے باتیں کرتا تھا اور اُس کے چاروں طرف بہت سے بچے تھے، اتنے (بچے میں نے) کبھی نہیں دیکھے تھے۔ میں نے پوچھا: یہ شخص اور اس کے ساتھ یہ بچے کون ہیں؟ اُنھوں نے کہا: آگے چلیئے! پھر ہم آگے بڑھے اور ایک عظیم الشان اور خوبصورت درخت دیکھا کہ اس سے پہلے ہم نے ایسا درخت کبھی نہیں دیکھا تھا۔ انھوں نے کہا: اس پر چڑھ جایئے! ہم اُس پر چڑھ گئے اور ایک ایسا شہر دکھائی دیا، جس کی عمارتیں سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنی ہوئی تھیں۔ ہم شہر کے دروازے پر آئے اور اُسے کھلوایا اور اندر داخل ہوئے۔ ہم نے اُس میں ایسے لوگوں سے ملاقات کی، جن کے جسم کا آدھا حصہ تو نہایت خوبصورت تھا اور دوسرا آدھا حصہ نہایت بدصورت۔ چنانچہ میرے ساتھیوں نے اُن سے کہا کہ جاؤ اور اس نہر میں کود جاؤ۔ یہ نہر نہایت عمدہ اور چوڑی تھی اور اُس کا پانی انتہائی سفید تھا، وہ لوگ اس میں کود گئے اور پھر ہمارے پاس لوٹ کر آئے تو اُن کا پہلا عیب جا چکا تھا اور اُن کی بدصورتی خوبصورتی میں تبدیل ہو چکی تھی۔ میرے ساتھیوں نے مجھ سے کہا: یہ ''جنت عدن'' ہے، اور یہ آپ کا مقام وٹھکانہ ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میری نظر اوپر کی طرف اُٹھی تو سفید بادل کی طرح ایک محل اور نظر آیا۔ اُنھوں نے کہا: یہ (بھی) آپ ہی کا مقام ہے۔ میں نے اُن سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمھیں برکت دے، مجھے اس

میں داخل ہونے دو۔ اُنھوں نے کہا: اس وقت تو آپ نہیں جا سکتے، لیکن ہاں! اس میں آپ ضرور جائیں گے۔ میں نے اُن سے کہا کہ آج رات میں نے بڑی عجیب وغریب چیزیں دیکھی ہیں، (میں نے پوچھا) یہ چیزیں کیا تھیں؟ انھوں نے کہا: پہلا شخص جس کا سر کچلا جا رہا تھا، یہ وہ شخص ہے جو قرآن سیکھتا اور اُسے چھوڑ دیتا اور فرض نماز کو ترک کر کے سو جاتا تھا۔ اور وہ شخص جس کا جبڑا، ناک اور آنکھ گدی تک چیری جا رہی تھی یہ وہ شخص ہے جو صبح اپنے گھر سے نکلتا اور جھوٹی خبر تراشتا، جو دنیا میں پھیل جاتی، اور وہ ننگے مرد اور عورتیں جو تنور میں آپ نے دیکھے، وہ زنا کار مرد اور عورتیں تھیں۔ اور وہ شخص جو نہر میں تیر رہا تھا اور پتھر اُس کے منہ میں دیا جاتا تھا وہ سود خور تھا۔ اور وہ بدصورت شخص جو آگ کے کنارے آگ بھڑکا رہا تھا وہ جہنم کا (مالک نامی) داروغہ ہے، اور وہ شخص جس کا سر آسمان سے لگا ہوا تھا وہ سیّدنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلام تھے۔ اور اُن کے گرد جو لڑکے جمع تھے، وہ فطرت پر مرے ہوئے تھے۔ کچھ لوگوں نے اس موقع پر رسول کریم ﷺ سے پوچھا: مشرکین کے بچے بھی اُس میں داخل ہیں؟ فرمایا: ہاں! مشرکین کے بچے بھی اُن میں داخل ہیں۔ اب رہے وہ لوگ جن کا آدھا جسم خوبصورت اور آدھا جسم بدصورت تھا، تو یہ وہ لوگ تھے، جنھوں نے دُنیا میں اعمالِ صالحہ کے ساتھ ساتھ اعمالِ بد بھی کیے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے گناہوں کو بخش دیا۔''

اس طویل حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص اپنے نفس کو گناہ اور نافرمانی کے کاموں میں مشغول رکھتا ہے، اُس کے لیے دنیا میں ذلت ورسوائی کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی ذلت و رسوائی اور ہلاکت ہے۔ لہٰذا ہم سب کو چاہیے کہ ہم اپنے نفس کو گناہ اور نافرمانی والے کاموں سے بچائیں۔ نیک اور اچھے کاموں میں مشغول رکھیں، تاکہ ہماری دنیا اچھی ہونے کے ساتھ ساتھ آخرت بھی اچھی ہو جائے۔

باب نمبر 4

مہلک گناہ

(ا) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا:

سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ہے۔ جیسا کہ سیّدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَلا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟)) ثَلاثًا قَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ .)) [1]

''کیا میں تمھیں سب سے بڑے گناہ کی خبر نہ دوں؟'' رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار یہی فرمایا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ضرور! اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(سب سے بڑا گناہ) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ہے۔''

دراصل لفظ ''شرک'' شرکت سے ماخوذ ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی مخلوق کو اس طرح اُس کا ہمسر ٹھہرائے کہ جو عبادت و بندگی اللہ تعالیٰ کے لیے کرتا ہے، اُس میں مخلوق کو بھی اس کا ساجھی بنائے، چاہے وہ شراکت ہر طرح کی عبادت میں ہو یا بعض عبادات میں۔

فی الحقیقت عبادت ایک ایسا جامع لفظ ہے، جس کا مفہوم اُن جملہ اقوال و افعال کی

---

[1] صحيح بخاري، كتاب الشهادات، باب ما قبل فى شهادة الزور، رقم: ٥٦٥٤۔ صحيح مسلم، كتاب الايمان، رقم: ٨٧.

بجا آوری ہے، جنھیں اللہ تعالیٰ اپنے لیے پسند فرماتا ہے؛ مثال کے طور پر نذر ماننا، قسم کھانا، فریاد کرنا، مرادیں مانگنا، قربانی کرنا، رکوع وسجود کرنا، نماز پڑھنا اور خوف کھانا وغیرہ وغیرہ۔

مشرک کی بخشش نہیں ہوگی، جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴿١١٦﴾﴾ (النساء: ۱۱۶)

''اسے اللہ قطعاً نہ بخشے گا کہ اُس کے ساتھ شریک مقرر کیا جائے، ہاں شرک کے علاوہ گناہ جس کو چاہے معاف فرما دیتا ہے، اور اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔''

ہاں! اگر کوئی مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے سچی توبہ کرلے اور ایمان لے آئے، عمل صالح کرے، اور سیدھے راستے پر چلنا شروع کردے تو اللہ تعالیٰ اُسے معاف فرمادے گا۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَإِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿٨٢﴾﴾ (طٰہٰ: ۸۲)

''ہاں! یقیناً میں انہیں بخش دینے والا ہوں جو توبہ کریں، ایمان لائیں، اور نیک عمل کریں، اور راہِ راست پر بھی رہیں۔''

اقسامِ شرک:

یہاں یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ شرک کی دو قسمیں ہیں:

(1) شرکِ اکبر (2) شرکِ اصغر

1۔ شرکِ اکبر:

اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات یا عبادت میں کسی کو شریک ٹھہرانا ''شرکِ اکبر'' کہلاتا ہے۔ یہ شرک بہت سی شکلوں اور مختلف صورتوں میں نظر آتا ہے، جن کی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے۔

(1) غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا:

غیر اللہ کے تقرب کے لیے جانوروں کا ذبح کرنا بھی شرکِ اکبر ہے۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَ مَآ أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ﴾ (البقرة: ۱۷۲)

''اللہ نے تم پر مردار، خون، سور کا گوشت اور اُس جانور کو حرام کر دیا ہے، جسے غیر اللہ کے نام سے ذبح کیا گیا ہو۔''

نیز جو جانور اللہ تعالیٰ کے نام کے بغیر کسی غیر کے نام پر ذبح کیا جائے، مثال کے طور پر یوں کہا جائے: یہ جانور شیطان کے نام پر، فلاں بت کے نام پر یا کسی پیر، فقیر اور ولی کے نام پر یا پھر کسی نبی کے نام پر ہے تو وہ حرام ہوگا۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ﴾ (الانعام: ۱۲۱)

''اور اُس جانور کا گوشت نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔''

ایسے مذبوحہ جانور میں دو حرام چیزیں جمع ہوئی ہیں:

(1) غیر اللہ کے لیے ذبح کیا گیا۔

(2) غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا۔

لہٰذا یہ دونوں صورتیں شرک ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص پر لعنت کی ہے کہ جو اللہ کو چھوڑ کر کسی غیر کے نام پر جانور ذبح کرے۔ چنانچہ رسول رحمت ﷺ نے فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ .)) [1]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الأضاحی، باب تحریم الذَّبْحِ لِغَيْرِ اللّٰهِ، رقم: ۵۱۲۶۔ سنن نسائی، باب من ذبح لغير اللّٰه، عزوجل، رقم: ۴۴۲۲.

''اللہ کی لعنت ہو اُس شخص پر جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرے۔''

(2) قبر پرستی:

قبروں کی عبادت کرنا، اُن کی پوجا پاٹ کرنا، اُن کے گرد طواف کرنا، اُن کی چوکھٹوں کو بوسہ دینا، اور ساتھ یہ اعتقاد رکھنا کہ فوت شدگان ہستیاں ہماری تمام حاجات کو پورا کرنے والی اور ہماری پریشانیوں اور مشکلات کو آسان بنا دینے والی ہیں۔ نیز انبیاء کرام علیہم السلام اور صالحین اُمت رحمہم اللہ کو شفاعت یا مصیبتوں اور پریشانیوں سے نجات پانے کے لیے پکارنا، مثلاً یا محمد کہنا، یا علی کہنا، یا حسین کہنا، یا شیخ عبدالقادر جیلانی کہنا، یا علی ہجویری کہنا، یا شہباز قلندر کہنا، اور یا نوشو پاک کہنا اور اِن کے نام کے نعرے لگانا وغیرہ۔ یہ سب ''شرکِ اکبر'' ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربّ العالمین ہے:

﴿وَ قَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ﴾ (الإسراء: ۲۳)

''اور آپ کے رب نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ لوگو! تم اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔''

اور ایک دوسرے مقام پر یوں ارشاد فرمایا:

﴿وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَ هُمْ عَنْ دُعَآىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ۵﴾ (الأحقاف: ۵)

''اور اُس آدمی سے بڑھ کر گمراہ کون ہوگا جو اللہ کی بجائے اُن معبودوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اُس کی پکار کو نہ سن سکیں گے، اور وہ اُن کی فریاد و پکار سے یکسر غافل ہیں۔''

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ مشرکین سے الزامی سوال کرتے ہوئے مخاطب ہے:

﴿اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ يَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۶۲﴾ (النمل: ۶۲)

''بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے، کون قبول کر کے اُس کی تکلیف کو دور کر دیتا ہے، اور تمہیں زمین کا جانشین بنا تا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی یہ کام کرتا ہے۔تم بہت ہی کم نصیحت وعبرت قبول کرتے ہو۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے قبر پرستوں پر لعنت کرتے ہوئے فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآءِ هِمْ مَسَاجِدَ .)) [1]

''یہود ونصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو، اُنھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا ڈالا۔''

(3) ستاروں میں تاثیر کا عقیدہ رکھنا:

انسانی زندگیوں میں نجوم وافلاک کے اثر انداز ہونے کا عقیدہ رکھنا بھی بہت بڑا گناہ، اور شرکِ اکبر ہے۔ چنانچہ سیّدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ عَلَى إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ ، فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ ، فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللَّهِ وَرَحْمَتِهِ ، فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا ، فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِي وَمُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ .)) [2]

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الصلوٰة، باب: ٥٥، رقم: ٤٣٥، ٤٣٦۔ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب النهى عن بناء المساجد على القبور، رقم: ٥٣١.

[2] صحيح بخاري، كتاب الاستسقاء، رقم: ١٠٣٨.

''رسول اکرم ﷺ نے حدیبیہ میں ہمیں صبح کی نماز پڑھائی۔ رات کو بارش ہو چکی تھی۔ نماز کے بعد رسول کریم ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور اُن سے فرمایا: معلوم ہے تمہارے رب نے کیا فیصلہ کیا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم کہنے لگے: اللہ اور اُس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: پروردگار فرماتا ہے کہ؛ آج میرے دو طرح کے بندوں نے صبح کی ہے: ایک مؤمن ہے اور دوسرا کافر۔ جس نے کہا کہ اللہ کے فضل اور رحمت سے ہم پر بارش برسی ہے۔ تو وہ مجھ پر ایمان لایا اور ستاروں کا منکر ہو۔ اور جس نے کہا کہ اس بارش میں فلاں ستارے کی تاثیر ہے، تو وہ میرے ساتھ کفر کرنے والا اور ستاروں پر ایمان لانے والا ہے۔''

واضح رہے کہ بعض لوگ اخبارات میں شائع ہونے والے نجوم و افلاک کی برجوں سے نصیب اور قسمت کے احوال معلوم کرتے ہیں، اِن کا ایسا کرنا از قبیل شرک ہے۔ لہٰذا اخبار و مجلّات کے ایسے مضامین سے بچنا چاہیے جو انسان کو شرک کے گھاٹ اُتار دیں۔

(4) اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو حلال اور حلال کو حرام ٹھہرانا:

اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو حلال، اور حلال کردہ اشیاء کو حرام ٹھہرانا بھی شرکِ اکبر کی ایک صورت ہے، جو ہمارے معاشرہ میں عام ہے۔ نیز کسی شخص کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ اُسے کسی چیز کو حلال اور حرام ٹھہرانے کا پورا پورا اختیار ہے، یہ بھی شرک کی قبیل سے ہے، چاہے وہ کسی جرگے کی صورت میں ہو یا عدالت کی صورت میں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس کلام میں اس شرک کا یوں تذکرہ کیا ہے:

﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (التوبة: ۳۱)

''اُن لوگوں نے اپنے عالموں اور اپنے عابدوں کو اللہ کے بجائے رب بنالیا۔''

سیّدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے جب ان آیات کی تلاوت سنی، تو متعجبانہ انداز سے

کہنے لگے: ہم لوگ ان کی عبادت تو نہیں کیا کرتے تھے؟ اس پر رسول معظم ﷺ نے فرمایا:

((أَجَلْ وَلٰكِنْ يُحِلُّوْنَ لَهُمْ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيَسْتَحِلُّوْنَ، وَيُحَرِّمُوْنَ عَلَيْهِمْ مَّا اَحَلَّ اللّٰهُ فَيُحَرِّمُوْنَهُ فَتِلْكَ عِبَادَتُهُمْ لَهُمْ .)) [1]

''ٹھیک ہے، لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو اُن کے لیے حلال کرتے تھے جسے وہ لوگ حلال مان لیتے تھے، اور وہ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ اشیاء کو حرام کرتے تھے جسے وہ لوگ حرام مان لیتے تھے، پس یہی تو اُن کی عبادت ہے۔''

علاوہ ازیں ایسے لوگوں کے متعلق جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی حرام کردہ چیزوں کو حرام قرار نہیں دیتے، ارشاد فرمایا:

﴿ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ ﴾

(التوبة: ٢٩)

''اور جس چیز کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام ٹھہرایا ہے، اُسے وہ حرام نہیں سمجھتے ہیں، اور نہ دین حق کو قبول کرتے ہیں۔''

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۞ ﴾ (یونس: ٥٩)

''آپ پوچھئے کہ تمہارا کیا خیال ہے، اللہ نے تمہارے لیے جو روزی بھیجی ہے اُس میں سے کچھ کو حلال بناتے ہو، اور کچھ کو حرام۔ آپ پوچھئے کہ کیا اللہ نے تمھیں اُس کی اجازت دی ہے، یا تم اللہ پر افترا پردازی کرتے ہو۔''

ان تمام مذکورہ بالا آیاتِ قرآنی پر غور کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کسی بھی

[1] سنن الكبرىٰ للبيهقي: ١١٦/١٠، كتاب تفسير القرآن عن رسول الله ﷺ، باب " ومن سورة التوبة" رقم: ٣٠٩٥.

فقیہہ، امام اور مجتہد کو تحلیل وتحریم کا اختیار دینا شرک ہے۔

(5) جادو اور علم نجوم:

جادو، کہانت اور علم نجوم کو سیکھنا بھی شرکِ اکبر ہے۔ بلکہ جہاں تک جادو کا تعلق ہے تو یہ کفر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جادو کی کلی طور پر مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۭ وَمَا هُمْ بِضَاۗرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّھُمْ وَلَا يَنْفَعُھُمْ ۭ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ڜ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَھُمْ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۱۰۲﴾ (البقرۃ: ۱۰۲)

''اور وہ پیچھے ہولئے اُن باتوں کے جو شیاطین، سلیمان کے عہدِ سلطنت میں پڑھا کرتے تھے، اور سلیمان نے کفر نہیں کیا، بلکہ شیاطین نے کفر کیا کہ وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے، اور اُس چیز کے پیچھے ہولئے جو بابل میں ہاروت و ماروت دو فرشتوں پر اُتاری گئی۔ اور وہ دونوں کسی کو جادو سکھانے سے پہلے بتایا کرتے تھے کہ ہم تو صرف آزمائش کے طور پر بھیجے گئے ہیں، اس لیے کفر نہ کرو، پھر بھی وہ لوگ اُن دونوں سے وہ کچھ سیکھتے تھے، جس کے ذریعہ آدمی اور اُس کی بیوی کے درمیان تفریق پیدا کرتے تھے، اور وہ اُس (جادو) کے ذریعہ بغیر اللہ کی مشیت کے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے، اور لوگ اُن سے وہ چیز سیکھتے تھے جو اُن کے لیے نقصان دہ تھی اور نفع نہ پہنچا سکتی تھی، حالانکہ وہ جانتے تھے کہ جو کوئی جادو کو اختیار کرے گا اُس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا، اور

بہت ہی بری شے تھی، جس کے بدلے اُنھوں نے اپنے آپ کو بیچ ڈالا، کاش! وہ اس بات کو سمجھتے۔''

علاوہ ازیں جادو کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے جادوگر کو بھی ناکامیاب بتایا ہے۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَ اَلْقِ مَا فِیْ یَمِیْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ؕ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَیْدُ سٰحِرٍ ؕ وَ لَا یُفْلِحُ السَّاحِرُ حَیْثُ اَتٰی ۝۶۹﴾ (طٰہٰ: ٦٩)

''اور آپ کے دائیں ہاتھ میں جو لاٹھی ہے اُسے زمین پر ڈال دیجیے، وہ اُن کے تمام بناوٹی سانپوں کو ہڑپ کر جائے گی، اُنھوں نے جو بنایا ہے، وہ ایک جادوگر کا مکر وفریب ہے، اور جادوگر جدھر سے آئے کامیاب نہیں ہوگا۔''

اور جہاں تک کاہن اور نجومی کا تعلق ہے تو ایسے دونوں شخص بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے والے ہیں۔ اس لیے کہ یہ دونوں علم غیب کے دعوے دار ہیں، جبکہ غیب کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کے اور کسی کو نہیں، لیکن افسوس کہ بے شمار لوگ کاہن اور جادوگر جیسے جھوٹے اور مکار لوگوں پر اعتماد کیے بیٹھے ہیں، اور مستقبل کے حالات معلوم کرنے کے لیے ان کا رُخ کرتے ہیں، مثلاً کوئی شادی کی غرض سے جا رہا ہے، تو کوئی ملازمت کی غرض سے، کوئی تجارت کی غرض سے جا رہا ہے، تو کوئی ترقی وغیرہ کی غرض سے جا رہا ہے۔ رسول مکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَنْ أَتٰی کَاهِنًا اَوْ عَرَّافًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ .)) [1]

---

[1] مسند احمد: ۲/ ٤٢٩، ٤٠٨۔ سنن ابی داؤد، کتاب الطب، باب فی الکاهن، رقم: ٣٩٠٤۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔ سنن ترمذی، کتاب الطهارة، باب ماجآء فی کراهية اتيان الحائض، رقم: ١٣٥.

''جو کوئی کسی کاہن یا نجومی کے پاس جائے اور جو بات وہ کہے اُس کی تصدیق کرے تو اُس نے محمد ﷺ پر نازل کردہ شریعت کے ساتھ کفر کیا۔''

اور جو شخص ان کی باتوں کی نہ تو تصدیق کرتا ہو، اور نہ ہی اُنھیں عالم الغیب جاننے کا اعتقاد رکھتا ہو، بلکہ محض تجربہ کے طور پر سوال کرے تو ایسا شخص کافر تو نہیں ہوتا، لیکن چالیس روز تک اُس کی کوئی نماز قبول نہیں کی جائے گی۔ جیسا کہ رسول کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلٰوةٌ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً .)) ❶

''جو کوئی کسی کاہن کے پاس آئے، اور اس سے (غیب کے بارے میں) کوئی سوال کرے تو اس شخص کی چالیس روز تک کوئی نماز قبول نہیں کی جائے گی۔''

(6) بعض اشیاء میں نفع کی موجودگی کا عقیدہ رکھنا:

کچھ لوگ بعض اشیاء میں نفع کی موجودگی کا عقیدہ رکھتے ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان میں کسی قسم کا کوئی نفع نہیں رکھا ہوتا تو ایسا کرنا شرک ہے، اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کے منافی ہے۔ مثال کے طور پر بعض لوگ مختلف نگینوں والی انگوٹھیاں پہنے ہوتے ہیں، بعضوں نے معدنی کڑے، بعضوں نے مختلف قسم کے منکے اور بعضوں نے تعویذ لٹکائے ہوتے ہیں، جن میں واضح طور پر شرکیہ عبارتیں لکھی جاتی ہیں، مثلاً جنوں اور شیاطین سے استغاثہ وغیرہ۔ لہٰذا کسی قسم کا کوئی (شرکیہ) تعویذ گردن میں لٹکانا، گھر میں آویزاں کرنا یا گاڑی وغیرہ میں رکھنا بہت بڑا گناہ، بلکہ شرک ہے۔ چنانچہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ عَلَّقَ تَمِيْمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ .)) ❷

''جس کسی نے تعویذ لٹکایا تحقیق اُس نے شرک کیا۔''

---

❶ صحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحریم الکهانة واتیان الکهان، رقم: ٥٨٢٢.

❷ مسند احمد: ٤/١٥٦، رقم: ١٧٤٢٢۔ سلسلة الاحادیث الصحیحة، رقم: ٤٩٢.

نیز رسول مکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((اِنَّ الرُّقٰی وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ .)) ❶

جھاڑ پھونک، تعویذ گنڈے اور محبت (کے لیے کیے جانے) والے منتر سب شرک ہیں۔ نیز جو لوگ ان شرکیہ تعویذوں کی طرف رجوع کرتے ہیں، اُن کے حق میں سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے بددعا فرمائی ہے:

((مَنْ تَعَلَّقَ تَمِيْمَةً فَلَا أَتَمَّ اللّٰهُ لَهُ ، وَمَنْ تَعَلَّقَ وَدْعَةً ، فَلَا وَدَعَ اللّٰهُ لَهُ .)) ❷

''جس نے تعویذ لٹکایا، اللہ تعالیٰ اُس کا کوئی کام پورا نہ کرے، اور جس نے کوئی سیپی لٹکائی اللہ تعالیٰ اُسے کبھی آرام نہ دے۔''

(7) قومیت پرستی:

قومیت پرستی ایک بہت بڑا شرک کا دروازہ اور دین کی موت ہے۔ کسی بھی دور میں جب لوگ قومیت پرستی کے فتنے میں مبتلا ہوتے ہیں، اور اپنا سارا سرمایۂ حیات اس کو سمجھ بیٹھتے ہیں، تو وہ اُس وقت شرک کا طوق اپنے گلے میں ڈال کر ربّ رحمان کو ناراض کر بیٹھتے ہیں، جس کے سبب وہ ہمیشہ کی تنزلی کا شکار ہو کر اپنی دنیا اور عاقبت دونوں خراب کر بیٹھتے ہیں، جیسا کہ قزمان بن حارث ''غزوۂ اُحد'' میں بے باکی اور بہادری سے لڑا اور کئی مشرکین کو موت کے گھاٹ بھی اُتارا، لیکن رسول مکرم ﷺ نے اُسے اہل دوزخ میں شمار کیا۔

((أَمَا إِنَّهُ مِّنْ اَهْلِ النَّارِ .))

''یقیناً وہ (قزمان ......) اہل جہنم میں سے ہے۔''

---

❶ سنن ابی داؤد، کتاب الطب، باب فی تعلیق التمائم، رقم: ۳۸۸۳۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ مسند احمد، رقم: ۱۷۴۰۴۔ شیخ شعیب ارناؤط نے اس حدیث کو ''حسن'' کہا ہے۔

اس لیے کہ قزمان بن حارث کا بے باکی سے لڑنا اور مشرکین کو موت کے گھاٹ اُتارنا محض اپنی قوم کی نام وری کے لیے تھا، جیسا کہ اُس نے خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے سامنے اس بات کا اظہار کیا۔

((وَاللّٰهِ مَا قَاتَلْنَا إِلَّا عَلَى الْأَحْسَابِ .)) [1]

''اللہ کی قسم! ہم نے خاندانی شرافت اور حسب کے لیے لڑائی لڑی ہے۔''

واضح رہے کہ قومیت پرستی کو اقوامِ عالم کے جملہ مذاہب نے مختلف صورتوں اور شکلوں میں قائم رکھا ہے۔ مثال کے طور پر کسی قوم کے افراد کے دماغوں میں یہ تصور قائم کیا گیا کہ شاہانِ مملکت رحمان کا سایہ ہوتے ہیں، جن کے سامنے کسی متنفس کو چون و چراں کرنے کی کوئی مجال نہیں ہوتی، اور انہیں ہمیشہ ظل الٰہی کہہ کر پکارا گیا۔

کسی قوم میں یہ تصور تھا کہ مذہبی پیشواؤں کے ساتھ دینی مسائل پر مکالمہ اور گفتگو کرنا کسی انسان کے لیے جائز نہیں۔

اور کسی قوم میں یہ تصور تھا کہ اَشراف، رذیل اور بدکردار لوگوں سے بالاتر مخلوق ہوتے ہیں۔ لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے نسلی اور شخصی امتیازات کو ختم کرتے ہوئے اور ایسی حد بندیاں توڑتے ہوئے فرمایا:

((أَيُّهَا النَّاسُ أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ، وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ، أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ، وَلَأَحْمَرَ عَلٰى أَسْوَدَ وَلَأَسْوَدَ عَلٰى أَحْمَرَ إِلَّا بِالتَّقْوٰى .)) [2]

''یقیناً تمہارا رب بھی ایک ہے، اور تمہارا باپ بھی ایک ہے۔ یاد رکھو! کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر، (نیز) سرخ کو سیاہ فام پر اور سیاہ فام کو سرخ پر

---

[1] الإصابه لابن حجر: ٥/٣٣٥، ترجمة رقم: ٧١٢٣.

[2] مسند احمد: ٥/٤١١، رقم: ٢٣٤٨٩۔ شیخ ارناؤط نے اسے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔

کوئی برتری حاصل نہیں، البتہ جس میں تقویٰ زیادہ ہو، وہ عزت والا ہے۔''

(8) عقیدہ " نُوْرٌ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰهِ ":

امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ یا کسی اور جلیل القدر ہستی کو " نُوْرٌ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰهِ " یعنی اللہ تعالیٰ کے نور میں سے نور کہنا حقیقتاً اللہ تعالیٰ کا جزو ٹھہرانے کے مترادف ہے جو کہ شرک ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی نہ کوئی اولاد ہے، اور نہ ہی کوئی جزو، بلکہ وہ یکتا اور اکیلا ہے۔

جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ① اَللّٰهُ الصَّمَدُ ② لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ③ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ④﴾ (الاخلاص)

'' (اے پیغمبر! اُن لوگوں سے جو اللہ کا حال پوچھتے ہیں یوں) کہہ دیجیے وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اُس نے کسی کو جنا (نہ کوئی اُس کی اولاد) ہے نہ اُس کو کسی نے جنا (نہ وہ کسی کی اولاد) ہے، اور اُس کے برابر والا (جوڑ کا ہم سر) کوئی نہیں ہے۔''

یہ عقیدہ یعنی رسول اللہ ﷺ کو " نُوْرٌ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰهِ " کہنا قرآنی آیات اور احادیثِ صحیحہ کے صریح مخالف ہے۔

چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾

(الکھف: ۱۱۰)

'' آپ کہہ دیجیے کہ میں تو تمہارے جیسا ہی ایک انسان ہوں، مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود صرف ایک ہے۔''

اور '' سورۃ توبہ '' میں رسول اللہ ﷺ کو انسانی جنس ہی میں شمار کیا گیا ہے۔ جس سے اس باطل عقیدے کا قلع قمع ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ﴾ (التوبة : ۱۲۸)

''(مسلمانو!) تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آئے ہیں۔''

اور سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ .)) ❶

''میں تمہاری طرح کا انسان ہوں جس طرح تم بھول جاتے ہو (اسی طرح) میں بھی بھول جاتا ہوں۔''

اور سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے انسان و بشر ہونے کی دلیل دیتی ہوئی فرماتی ہیں:

''رسول اللہ ﷺ بشر کے سوا کوئی دوسری مخلوق نہ تھے (اس لیے کہ) وہ اپنے کپڑے خود دھوتے، اپنی بکری کا دودھ خود دھوتے اور اپنی خدمت آپ کیا کرتے تھے۔'' ❷

مذکورہ بالا دلائل سے یہ بات آفتاب نیم روز کی طرح عیاں ہوگئی کہ رسول معظم ﷺ اور دیگر انبیاء ورسل علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور اُس کی مخلوق ہیں۔ اور ان کے متعلق ''نور من نور اللہ'' کا عقیدہ رکھنا صریحاً باطل اور شرک ہے۔ لیکن مقام، شان ومرتبہ کے لحاظ سے، بعد از خدا توئی قصہ مختصر۔

2۔ شرکِ اصغر:

اللہ تبارک وتعالیٰ کے علاوہ کسی غیر کی خوشنودی کے لیے یا دکھلاوے کے لیے کوئی نیکی کرنا، ''شرکِ اصغر'' کہلاتا ہے، اور یہ شرک کی دوسری قسم ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

❶ صحيح بخاري، كتاب الصلوٰة، باب التوجّه نحو القبلة حيث كان، رقم: ٤٠١ - صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلوٰة، باب السهو فى الصلوٰة والسجود له، رقم: ٥٧٢.

❷ شمائل ترمذی، رقم: ٣٤٤ - الأدب المفرد للبخاری، رقم: ٥٤١ - صحيح ابن حبان ٥٦٧٥ - ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

﴿إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَإِذَا قَامُوْٓا إِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ إِلَّا قَلِيْلًا ﴿١٤٢﴾﴾

(النسآء: ١٤٢)

''بے شک منافقین اللہ سے چالبازیاں کررہےہیں، اور وہ اُنھیں اس چالبازی کا بدلہ دینے والا ہے، اور جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں، تو کاہل بن کر کھڑے ہوتے ہیں، لوگوں سے ریاکاری کرتے ہیں، اور اللہ کو برائے نام یاد کرتے ہیں۔''

اور ریاکار آدمی کا جو عمل بھی ہوگا وہ برباد ہوجائے گا۔ چنانچہ اللہ جل جلالہ نے اسے ایک مثال دے کر سمجھایا۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٦٤﴾﴾

(البقرة: ٢٦٤)

''اُس آدمی کی مانند جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرتا ہے، اور یومِ آخرت پر ایمان نہیں رکھتا، اس کی مثال اُس چٹان کی ہے جس پر مٹی ہو، پھر اُس پر زور کی بارش ہو جو اُسے صرف ایک سخت پتھر چھوڑ دے۔ ان ریاکاروں نے جو کمایا تھا اُس میں سے اُنھیں کچھ بھی ہاتھ نہ آئے گا۔ اور اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

شرکِ سب سے زیادہ خطرے اور خوف والی چیز ہے۔ جیسا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ . قَالُوْا: وَمَا الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ؟ قَالَ: اَلرِّيَاءُ؟ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِأَصْحَابِ ذٰلِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِذَا جَازَى النَّاسَ: اِذْهَبُوْا إِلَى الَّذِيْنَ كُنْتُمْ

تُرَاؤُوْنَ فِی الدُّنْیَا؛ فَانْظُرُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ عِنْدَهُمْ جَزَاءً؟)) [1]

''سب سے زیادہ خوف والی چیز جس کا مجھے تم پر خوف ہے، وہ ''شرکِ اصغر'' ہے۔ لوگوں نے پوچھا: (اے اللہ کے رسول!) ''شرکِ اصغر'' کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دکھاوا'' جس روز لوگوں کو اُن کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا، اُس روز اللہ تعالیٰ اُن سے فرمائے گا: جاؤ، اُن لوگوں کے پاس جنھیں دکھانے کے لیے تم دنیا میں عمل کیا کرتے تھے اور دیکھو! تمھیں اُن کے پاس سے کوئی بدلہ ملتا ہے؟''

جو شخص عبادت مثلاً نماز وغیرہ میں ریاکاری کا مرتکب ہو، وہ دنیا اور آخرت دونوں میں ناکام و نامراد ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ۝﴾ (الماعون: ٤۔٦)

''پس ویل یا ہلاکت ہے اُن نمازیوں کے لیے جو اپنی نمازوں سے غفلت برتتے ہیں، جو لوگوں کو دکھاتے ہیں۔''

چنانچہ ڈاکٹر محمد لقمان سلفی اس کی تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اُن منافقین کی حقیقت کھول دی کہ؛ ''ان کی نماز لوگوں کے دکھاوے کے لیے ہوتی ہے۔'' چونکہ وہ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، اس لیے وہ اپنی اس نماز سے نہ ثواب کی اُمید رکھتے ہیں، اور نہ عذاب و عقاب کا خوف۔'' [2]

علاوہ ازیں رسول اللہ ﷺ نے ریاکار نمازیوں کی وہ شرمندگی جو اُنھیں روزِ قیامت پیش آنی ہے، اُس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

---

[1] سلسلة الاحاديث الصحيحة، رقم: ٩٠١.
[2] تيسير الرحمان: ١٧٧٣/٢.

((يَكْشِفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِهِ ، فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَةٍ ، وَيَبْقَىٰ مَنْ كَانَ يَسْجُدُ فِي الدُّنْيَا رِيَاءً وَسُمْعَةً ، فَيَذْهَبُ لِيَسْجُدَ ، فَيَعُوْدُ ظَهْرُهُ طَبَقًا وَّاحِدًا .)) [1]

''روزِ قیامت ہمارا رب اپنی پنڈلی ظاہر کرے گا تو (تمام) مؤمن مرد وعورتیں (اسے دیکھ کر) سجدہ ریز ہو جائیں گے، اور (وہاں صرف) وہ لوگ رہ جائیں گے جو دنیا میں لوگوں کو دکھانے اور سنانے کے لیے سجدہ کیا کرتے تھے، وہ بھی سجدہ ریز ہونا چاہیں گے، لیکن اُن کی پیٹھ اکڑ کر ایک تختہ بن جائے گی۔''

اس سے معلوم ہوا جو کوئی عزت و مرتبہ اور لوگوں سے داد حاصل کرنے یا اپنے آپ کو نیک باور کروانے کے لیے عبادت کرتا ہے، وہ قطعاً فلاح نہیں پا سکتا۔ فلاح پانا تو درکنار وہ دنیا و آخرت دونوں میں رسوائی سے دوچار ہوتا ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ اُسے اُس کے عمل کے مطابق عزت وشہرت بھی دے دیتا ہے، اور لوگوں میں اس کو اپنا عمل بھی دکھا دیتا ہے۔ جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ ، وَمَنْ رَاءٰى رَاءٰى اللّٰهُ بِهٖ .)) [2]

''جو کوئی اپنے عمل سے شہرت کمانا چاہے اللہ اُسے شہرت دے دیتا ہے، اور جو اپنا عمل لوگوں کو دکھانا چاہے اللہ تعالیٰ اُسے دکھا دیتا ہے۔''

لیکن یہاں ایک بات کی وضاحت کرنا ضروری ہے وہ یہ کہ بسا اوقات آدمی ثواب کی نیت سے اور وہ بھی لوگوں کو دکھا کر نیک کام کر رہا ہوتا ہے، لیکن اُس کے دکھانے میں غرض و غایت یہ ہوتی ہے کہ لوگ بھی اُسے دیکھ کر نیک اور اچھا عمل کریں، تا کہ وہ بھی ثواب کے مستحق ٹھہریں، تو ایسی صورت نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہے، اور جتنے لوگ بھی اُس کو دیکھ کر یہ

---

[1] صحيح بخاري، كتاب التفسير، باب (يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ)، رقم: ٤٩١٩.

[2] صحيح مسلم، كتاب الزهد، باب تحريم الرياء: ٧٤٧٦.

عمل کریں گے اُن کے ثواب میں یہ بھی شریک ہوگا۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ﴾ (البقرة: ۲۷۱)

''اگر تم صدقات وخیرات کو ظاہر کرتے ہو تو اچھی ہی بات ہے، اور اگر محتاجوں کو دیتے وقت اُسے چھپاتے ہو، تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔''

اور اسی طرح اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے اچھا عمل کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں اُس کی محبت ڈال دے، اور وہ اُس کی مدح وثنا اور تعریفیں کرنے لگیں اور اُس پر وہ مسرت وخوشی محسوس کرے تو اس میں کوئی مضائقہ والی بات نہیں، بلکہ یہ اُس آدمی کے لیے دنیا میں بشارتِ الٰہی ہے۔ جیسا کہ سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: أَرَءَيْتَ الرَّجُلَ يَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَيْرِ وَيَحْمَدُهُ النَّاسُ عَلَيْهِ؟ قَالَ: تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ .)) [1]

''رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ آپ اُس آدمی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں، جو نیک عمل کرتا ہے اور لوگ (اس عمل پر) اس کی تعریف کرتے ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ مؤمن کے لیے ایک خوشخبری ہے (جو اُسے جلدی مل جانی والی ہے)۔''

(9) غیر اللہ کی قسم کھانا:

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی مخلوقات میں سے جس کی چاہتا ہے قسم کھاتا ہے، لیکن مخلوق کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی اور کی قسم کھانا قطعاً حرام ہے، مگر افسوس کہ بے شمار لوگوں کی زبان پر غیر اللہ کی قسمیں جاری رہتی ہیں، مثلاً کسی رسول، نبی، ولی، پیر یا فرشتے کی قسم کھانا

[1] صحيح مسلم، كتاب البر، باب إذا أثني على الصالح فهي بشرى ولا تفره، رقم: ٦٧٢١.

اوراسی طرح اپنے آباؤ اجداد یا ان کی عزت وشرافت کی قسم کھانا یا ان کے علاوہ ایسی کوئی بھی قسم کھانا جو جاہل کھایا کرتے ہیں۔ قطعاً ناجائز ہے۔ دراصل ''قسم'' تعظیم کی ایک قسم ہے اور ایسی تعظیم کا حق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو روا ہے۔ جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَلَا إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ ، مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ .)) [1]

''خبردار! اللہ تعالیٰ نے تمھیں اپنے باپ دادا کی قسم کھانے سے منع فرمایا ہے، لہٰذا جو قسم کھانا چاہے، وہ صرف اللہ کی قسم کھائے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ قسم صرف اللہ تعالیٰ کی ہی کھانی چاہیے، اس کے سوا کسی اور کی قسم کھانا قطعاً شرک ہے۔ جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ أَشْرَكَ .)) [2]

''جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی تحقیق اس نے شرک کیا۔''

لہٰذا کسی آدمی کو قسم کھانا ہو تو اُسے چاہیے کہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے، وگرنہ خاموش رہے۔ اور اگر اللہ کے سوا کسی اور کی قسم کھالے، تو اسے چاہیے کہ فوراً بطورِ کفارہ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِيْ حَلْفِهِ: بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى ، فَلْيَقُلْ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ .)) [3]

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الإيمان والنذور، رقم: ٦٦٤٦.

[2] سنن ابی داؤد، کتاب الایمان والنذور، رقم: ٣٢٥١۔ سنن الترمذی، کتاب النذور والأيمان، رقم: ١٥٣٥۔ صحیح الجامع الصغير، رقم: ٦٢٠٤۔ ارواء الغليل، رقم: ٢٥٦١.

[3] صحيح بخاري، كتاب الأيمان والنذور، باب: لا يحلف باللّات والعزى ولا بالطواغيت، رقم: ٦٦٥٠.

''جو کوئی قسم کھاتے وقت لات وعزیٰ کی قسم کھا بیٹھا ہو اُسے چاہیے کہ وہ فوراً ''لا الہ الا اللّٰہ'' کہہ دے۔''

(10) بدشگونی لینا:

نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی جب بعثت ہوئی تو دنیا جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں غرق تھی اور طرح طرح کے شیطانی وسوسوں اور شرکیہ توہمات میں پھنسی ہوئی تھی۔ جاہلیت کے شرکیہ عقائد میں جہاں بتوں کو معبود بنانا، انبیاء علیہم السلام کو مشکل کشا ماننا، جنات کی پناہ مانگنا تھا، وہاں بدشگونی لینے کا عقیدہ بھی قائم تھا۔

بدشگونی کے لیے لغت عرب میں لفظ ''اَلطِّیَرَةْ'' استعمال ہوتا ہے، جس کے معنی ''کسی چیز کو باعث نحوست و بدشگونی قرار دینے'' کے ہیں۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿فَإِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوا لَنَا هَٰذِهِۦ ۖ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَطَّيَّرُوا بِمُوسَىٰ وَمَن مَّعَهُۥٓ ۗ أَلَآ إِنَّمَا طَٰٓئِرُهُمْ عِندَ اللَّهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٣١﴾﴾ (الأعراف : ١٣١)

''پس جب اُنھیں کوئی اچھی چیز ملتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو ہیں ہی اس کے حقدار، اور اگر اُن کو کوئی بدحالی پیش آتی، تو موسیٰ اور اُن کے ساتھیوں کی نحوست بتلاتے، حالانکہ اُن کی نحوست تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے، لیکن اُن کے اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

اہل عرب جب کسی اہم کام کا ارادہ کرتے مثلاً کسی ملک یا علاقے کو سفر کرنا چاہتے، تو کوئی پرندہ پکڑ لیتے اور پھر اُسے چھوڑ دیتے تھے۔ اگر وہ دائیں جانب کو جاتا تو اسے نیک شگون سمجھتے اور وہ اپنا مطلوبہ کام یا سفر جاری رکھتے تھے، اور اگر وہ پرندہ بائیں جانب کو جاتا تو اُسے بدشگون قرار دیتے تھے، اور اپنا سفر یا ارادہ وغیرہ ترک کر دیا کرتے تھے۔

اس عقیدے میں اور بھی بہت ساری چیزیں شامل کی جاسکتی ہیں، مثلاً مہینوں میں سے

کسی مہینے کو بدشگون قرار دینا، جیسے کہ بعض لوگ ماہِ صفر کو نحوست اور بدشگونی کا مہینہ قرار دیتے ہیں اور اس میں شادی وغیرہ نہیں کرتے۔

بہرحال بدشگونی کا عقیدہ قطعی حرام ہے، اور توحید کے یکسر منافی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس عقیدہ کی تردید میں فرمایا:

((اَلطِّیَرَةُ شِرْكٌ .)) [1]

''بدشگونی شرک ہے۔''

نیز رسول مکرم ﷺ نے ایسے شرک کے تمام مرتکبین سے اظہارِ برأت فرمایا ہے۔ چنانچہ سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَیْسَ مِنَّا مَنْ تَطَیَّرَ أَوْ تُطُیِّرَ لَهُ أَوْ تَکَهَّنَ أَوْ تُکُهِّنَ لَهُ .)) [2]

''وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جس نے نحوست پکڑی یا جس کے لیے نحوست پکڑی گئی، (اور) نہ وہ شخص جو کہانت کرے یا اُس کے لیے کہانت کی جائے۔''

بہرحال ہر آدمی کو چاہیے کہ بدشگونی سے بچ کر قرآن اور سنت کی سچی اتباع کرے، تاکہ دونوں جہانوں میں اُسے کامیابی وکامرانی کی سعادت حاصل ہوسکے۔

(11) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید ہونا:

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید اور مایوس ہونا قطعاً اہل ایمان اور اہل اسلام کا طریقہ نہیں ہے، بلکہ گمراہ اور کافر قوم کا طریقہ ہے، جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿قَالَ وَمَنْ يَقْنَطُ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ ۝٥٦﴾ (الحجر: ٥٦)

''سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے کہا: گمراہوں کے سوا اپنے رب کی رحمت سے کون

---

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الطب، باب فی الطّیرة، رقم: ٣٩١٠۔ سنن الترمذي، کتاب السیر، باب ماجآء فی الطیرة، رقم: ١٦١٤۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ٣٩٦٠۔ سلسلة الصحیحة، رقم: ٤٢٩.

[2] طبرانی کبیر: ١٦٢/١٨۔ مسند بزار، رقم: ٣٠٤٤۔ مجمع الزوائد: ٥/ ١٤٣۔ علامہ ہیثمی نے اس کے رجال کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

نا اُمید ہوسکتا ہے۔''

نیز ایک اور مقام پر جناب سیّدنا یعقوب علیہ السلام کی نصیحت (جو انھوں نے اپنے بیٹوں کو کی تھی) کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴾

(یوسف : ۸۷)

''اے میرے بیٹو! تم جاؤ اور یوسف اور اُس کے بھائی کا پتہ لگاؤ، اور اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو، اللہ کی رحمت سے صرف کافر لوگ نا اُمید ہوتے ہیں۔''

علاوہ ازیں سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما گناہوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بڑے گناہوں میں سے ایک گناہ یہ بھی ہے:

((اَلْقَنُوْطَ مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ .)) [1]

''(بڑے گناہوں میں سے ایک گناہ) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید ہوجانا ہے۔''

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((إِنَّ إِبْـلِيْـسَ قَـالَ لِرَبِّهٖ: بِعِزَّتِكَ وَجَلَالِكَ لَا أَبْرَحُ أُغْوِيْ بَنِيْ آدَمَ مَـا دَامَتِ الْأَرْوَاحُ فِيْهِمْ ، فَقَالَ لَهُ اللّٰهُ: فَبِعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ لَا أَبْرَحُ اَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُوْنِيْ .)) [2]

''ابلیس نے اپنے رب سے کہا: تیری عزت وجلال کی قسم! میں اولادِ آدم کو اُس

---

[1] طبراني كبير، رقم: ٨٦٩٥، ٨٦٩٧، ٨٦٩٨۔ علامہ ہیثمی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔ مجمع الزوائد: ١٣٧/١.

[2] مسند احمد: ٢٩/٣، رقم: ١١٢٤٤۔ شیخ ارناؤط نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔ مسند أبي يعلى: ٣٩٩/١، رقم: ١٢٧٤.

وقت تک گمراہ کرتا رہوں گا جب تک اُن میں روح پائی جائے گی، تو اللہ تعالیٰ نے اُسے جواباً فرمایا: مجھے میری عزت وجلال کی قسم! میں اُنھیں اُس وقت تک بخشتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے بخشش طلب کرتے رہیں گے۔''

اس فرمانِ نبوی سے معلوم ہوا کہ جو آدمی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُمید رکھتے ہوئے سچے دل سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرے گا، تو اللہ تعالیٰ اُسے بخش دیں گے، اور اس کے برعکس اگر اللہ کی رحمت سے جو نا اُمید اور مایوس ہوگیا، تو شیطانی چکر میں پھنس کر گمراہ ہوجائے گا اور دونوں جہانوں کی ہلاکت اُس کا مقدر بن جائے گی۔

(12) اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرنا:

اللہ تعالیٰ کے تمام بنی آدم، بلکہ تمام مخلوقات پر بے پایاں انعامات واحسانات ہیں، جو شخص ان انعامات واحسانات کی پاسداری اور خیال کرتے ہوئے اللہ کا شکر کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے تمام اُمور میں کامیابی اور مزید ترقی عطا فرمائے گا، اور اس کے برعکس اگر وہ اللہ کی ناشکری کرنے پہ اُتر آیا جو کہ ایک بہت بڑا جرم اور گناہ ہے، تو اللہ تعالیٰ اُسے تمام انعامات سے محروم کرکے عذاب میں مبتلا کردے گا۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۝﴾ (ابراھیم: ۷)

''اور جب تمہارے رب نے یہ خبر دی کہ اگر تم شکر گزاری کروگے، تو بے شک میں تمھیں زیادہ دوں گا، اور اگر تم ناشکری کروگے تو یقیناً میرا عذاب بہت سخت ہے۔''

ایک دوسرے مقام پر یوں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝۲ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا ۝۳ اِنَّآ اَعْتَدْنَا

لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَاۡ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ④ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ⑤﴾ (الدھر: ۲۔۶)

’’بے شک ہم نے انسان کو مخلوط نطفہ سے پیدا کیا ہے، تاکہ ہم اُسے آزمائیں پس ہم نے اُسے سنتا دیکھتا بنایا۔ بے شک ہم نے راہِ راست کی طرف اُس کی رہنمائی کردی ہے، اب خواہ وہ شکر گزار بنے یا ناشکرا۔ بے شک ہم نے کافروں کے لیے زنجیریں، طوق اور بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔ بے شک نیک لوگ (جنت میں) ایسے جام پئیں گے جس میں کافور ملا ہوگا۔‘‘

نیز ایک جگہ انتہائی تفہیمی انداز میں ارشاد فرمایا:

﴿مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿١٤٧﴾﴾ (النسآء: ۱۴۷)

’’اگر تم شکر ادا کرو گے اور ایمان لاؤ گے، تو اللہ تمھیں عذاب دے کر کیا کرے گا؟ اور اللہ بڑا قدر کرنے والا، اور بڑا علم والا ہے۔‘‘

ان مذکورہ بالا تمام آیات پر غور کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آدمی کو چاہیے کہ ناشکری اور نافرمانی کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ پر ایمان اور عمل صالح کے ذریعہ اُس کے بے پایاں انعامات و احسانات کا شکریہ ادا کرے، اور اللہ کے ہاں مزید اجر و ثواب اور ترقیوں کا مستحق ٹھہرے، وگرنہ سراسر تباہی اور ہلاکت ہے۔

(13) اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار اور تاویل کرنا:

اللہ تعالیٰ کی ذات پر جس طرح ایمان رکھنا فرض ہے، ٹھیک اسی طرح اُس کے صفات پر ایمان رکھنا بھی فرض ہے، لیکن انتہائی افسوس کہ بعض لوگ اللہ تعالیٰ کے ذاتی ناموں پر تو ایمان رکھتے ہیں، لیکن صفاتی ناموں سے چڑتے اور ان کا انکار کرتے ہیں، چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کفارِ قریش کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَاْ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ۭ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ﴾ (الرعد: ۳۰)

''ہم نے اسی طرح آپ کو ایسی قوم کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے، جن سے پہلے بہت سی قومیں گذر چکی ہیں، تا کہ آپ اُنھیں وہ قرآن پڑھ کر سنائیں جو ہم نے آپ کو بذریعہ وحی دیا ہے، اور وہ لوگ جو اللہ رحمان کے منکر ہیں، آپ کہہ دیجیے کہ وہی میرا رب ہے، اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، میں نے اسی پر بھروسہ کیا ہے، اور اسی کی طرف میرا لوٹنا ہے۔''

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کفارِ قریش اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ''رحمٰن'' کے انکاری تھے۔ اور اس پر مستزاد صحیح بخاری میں سیّدنا مخرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے:

''صلح حدیبیہ کے موقع پر جب نبی مکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح نامہ کے آغاز میں ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' تحریر کروایا تھا، تو اس پر قریش کے نمائندے سہیل بن عمرو نے یہ اعتراض کر دیا کہ یہ ''رحمٰن'' کون ہے، ہم اسے نہیں جانتے۔ جب یہ اختلاف بڑھنے لگا، تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا: یہ جملہ مٹا کر قریش کے دستور کے مطابق ''بِاِسْمِكَ اللّٰه'' لکھ دیا جائے۔'' [1]

اور امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک قول نقل کیا ہے، جو اُنھوں نے ایک ایسے آدمی کو دیکھ کر فرمایا جسے صفاتِ الٰہی کے بارے میں ایک حدیث سن کر یوں گھبراہٹ ہوئی، جیسے یہ حدیث اُس آدمی کو پسند ہی نہ آئی ہو۔ چنانچہ جب اُنھوں نے اُسے اس حالت میں دیکھا، تو فرمانے لگے:

((مَا فَرق مِنْ هٰؤُلَاءِ يَجِدُوْنَ عِنْدَ مُحْكَمِهٖ ، وَيَهْلِكُوْنَ عِنْدَ

[1] صحيح بخاري، كتاب الشروط، باب الشروط فى الجهاد والمصالحه مع اهل الحرب، رقم: ۲۷۳۱.

مُتَشَابِهِهٖ .)) [1]

''ایسے لوگوں سے دُور رہنا چاہیے جو اللہ تعالیٰ کی محکم آیات سن کر ان پر ایمان لاتے ہیں، لیکن متشابہہ آیات سن کر ہلاکت میں پڑ جاتے ہیں، یعنی تاویل کرتے ہیں۔''

(14) اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلانا:

اللہ تبارک وتعالیٰ کی آیات کی تکذیب اور ان کا مذاق اُڑانا انتہائی خطرناک جرم اور بہت بڑا گناہ ہے، جو انسان کو اُس کے مقصدِ حقیقی (دُنیا میں آنے کا مقصد) سے دور کر کے اُس کے تمام نیک اور اچھے اعمال کا صفایا کر کے رکھ دیتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہدایت سے محرومی، ہمیشہ کا خسارہ اور دنیا و آخرت میں نقصان اُٹھانا اُس کا مقدر بن جاتا ہے۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝﴾ (النحل: ١٠٤)

''جو لوگ اللہ کی آیات پر ایمان نہیں لاتے، اللہ اُنہیں ہدایت نہیں دیتا، اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔''

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝﴾

(الزمر: ٦٣)

''اور جو لوگ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں، وہی خسارہ اُٹھانے والے ہیں۔''

نیز ایک مقام پر ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات کی تکذیب کرتے ہیں وہ

[1] مصنف عبدالرزاق، كتاب الجامع، باب صفة أهل النّار، رقم: ٢٠٨٩٥.

جہنمی ہیں، لیکن یہ بات واضح رہے کہ تکذیب کسی بھی صورت میں ہو، چاہے تمسخر و مذاق کی صورت میں، یا تکبر و غرور کی صورت میں یا پھر کھلے انکار کی صورت میں، بہر حال وہ جہنم میں دخول کا باعث ہے۔

﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝۱۰﴾

(المائدۃ : ۱۰)

''اور جو لوگ کفر کریں، اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں وہی جہنمی ہیں۔''

اور یہ بھی یاد رہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات کی تکذیب کرتے ہیں، ہلاکت و تباہی کے بھنور میں اس طرح پھنس جاتے ہیں کہ اُنھیں پتہ تک نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۱۸۲﴾

(الأعراف : ۱۸۲)

''اور جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں، ہم اُنھیں بتدریج (گرفت میں) لیے جا رہے ہیں اس طور پر کہ اُنھیں خبر بھی نہیں ہوتی۔''

(15) اللہ تعالیٰ کی ذات پر جھوٹ باندھنا:

اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس پر افتراء پردازی یعنی جو بات اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمائی، لیکن اُسے اللہ کی طرف منسوب کرنا، یقیناً بہت بڑا گناہ اور ظلم ہے، اور اللہ تعالیٰ کو اذیت و تکلیف پہنچانا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝۶۸﴾ (العنکبوت : ۶۸)

''اور اُس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے، یا جب حق اُس کے پاس آ جائے، تو وہ اُسے جھٹلائے، کیا ایسے کافروں کا ٹھکانہ جہنم نہیں ہے؟''

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝﴾ (الزمر: ٦٠)

''اور آپ قیامت کے دن دیکھیں گے کہ جن لوگوں نے (دنیا میں) اللہ پر افترا پردازی کی تھی، اُن کے چہرے سیاہ ہوں گے، کیا جہنم میں تکبر کرنے والوں کے لیے کوئی ٹھکانہ نہیں ہے؟''

اللہ تعالیٰ کی ذات پر جھوٹ باندھنا اللہ تعالیٰ کو اذیت وتکلیف پہنچانے کے مترادف ہے، اور جو کوئی اللہ یا اُس کے رسول ﷺ کو اذیت وتکلیف پہنچائے وہ لعنت اور دردناک عذاب کا مستحق ہے۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝﴾ (الاحزاب: ٥٧)

''بے شک جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں، اللہ اُن پر دنیا اور آخرت میں لعنت بھیجتا ہے، اور اُن کے لیے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

(16) سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنا:

رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر افترا پردازی یعنی جو بات رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمائی، وہ آپ ﷺ کی طرف منسوب کرنا، انسان کو جہنم میں لے جاتا ہے۔ چنانچہ سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلٰى أَحَدٍ، مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ .)) [1]

[1] صحيح بخاري، كتاب الجنائز، باب مَا يُكْرَهُ مِنَ النِّيَاحَةِ عَلَى الْمَيِّتِ، رقم: ١٢٩١ - صحيح مسلم، المقدمة، باب تغليظ الكذب علىٰ رسول الله ﷺ، رقم: ٥.

''مجھ پر جھوٹ باندھنا کسی دوسرے پر جھوٹ باندھنے کی مانند نہیں ہے، جو کوئی مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے اُس کو اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لینا چاہیے۔''

نیز رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ يَّقُلْ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ .)) [1]

''جو کوئی مجھ پر ایسی بات منسوب کرے جو میں نے نہیں کہی، اُسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ آگ بنا لے۔''

لیکن افسوس کہ بڑے بڑے واعظین، خطباء اور مقررین اپنے اپنے وعظوں، خطبوں اور تقریروں میں ضعیف، موضوع اور من گھڑت قسم کی روایات لوگوں کو سنا کر اُن کے ایمان و یقین کو خراب کرتے اور بگاڑتے ہیں۔ (اس طرح وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرتے ہیں۔)

(17) اطاعت رسول اللہ ﷺ پر تقلید کو ترجیح دینا:

نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری تمام بنی آدم پر فرض اور لازم ہے، اس لیے کہ وہ انسانی ہدایت کا سرچشمہ ہیں۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۳﴾ (النساء: ۱۳)

''اور جو اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرے گا، تو وہ اُسے جنتوں میں داخل کرے گا، جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، اُن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور یہ بہت بڑی کامیابی ہوگی۔''

ایک دوسرے مقام پر فرضیت اطاعت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ

[1] صحيح بخاري، كتاب العلم، باب من كذب على النبي ﷺ، رقم: ١٠٨.

فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوۡلِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَیۡرٌ وَّ اَحۡسَنُ تَاۡوِیۡلًا ﴿۵۹﴾ (النسآء: ۵۹)

''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، اور رسول کی اطاعت کرو اور تم میں سے جو ارباب حل وعقد ہیں اُن کی، پھر اگر کسی معاملہ میں تمہارا اختلاف ہو جائے، تو اُسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو، اسی میں بھلائی ہے اور انجام کے اعتبار سے یہی اچھا ہے۔''

اس آیت شریفہ سے یہ آشکارا ہو گیا کہ اطاعت مستقل بالذات صرف اور صرف اللہ اور اُس کے رسول جناب محمد ﷺ کی ہے اور کسی کی نہیں۔ بقیہ اَعیانِ سلطنت یا اہل علم کی اطاعت تب کی جائے گی، جب وہ اللہ اور اُس کے رسول کے بتائے ہوئے احکامات کے مطابق فتویٰ، مسئلہ یا پھر کوئی فیصلہ کریں گے۔

لیکن یہ بات یاد رہے کہ جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت وفرمانبرداری پر علماء، صلحاء، آئمہ، اُمراء اور اپنے آباؤ اجداد کی تقلید کو ترجیح اور اہمیت دیتے ہیں، جو کہ ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ وہ قطعاً ہدایت یافتہ نہیں ہو سکتے، اور نہ ہی وہ دونوں جہانوں میں کامیاب ہو سکتے ہیں، بلکہ اُن کے لیے اللہ نے آخرت میں رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔ نیز جو علماء اور پیر اپنی پیٹ پوجا اور اکاؤنٹ بیلنس بڑھانے کے لیے اپنا تقلیدی جال بچھا کر لوگوں کو ضعیف، موضوع اور من گھڑت روایات سنا سنا کر اور اسی طرح مختلف حیلے تراش تراش کر اُنھیں اللہ اور اُس کے رسول کے سچے دین سے روکتے ہیں۔ اُن کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے بڑا سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔

قارئین کرام! اب ہم سطورِ ذیل میں چند آیات نقل کر رہے ہیں جو اس مسئلہ کی مزید وضاحت کے لیے کافی ہوں گی۔ ان شاء اللہ!

جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لانے کا دعویٰ تو کرتے ہیں، لیکن جب اُنھیں

قرآن وسنت کے مطابق فیصلہ کرنے کے لیے بلایا جائے، تو اعراض کر جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالرَّسُوْلِ وَ اَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَ مَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝﴾ (النور: ۴۷۔۴۸)

''اور (منافق) کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لے آئے ہیں، اور ہم نے اطاعت قبول کر لی ہے، پھر اُس کے بعد اُن میں سے ایک گروہ روگردانی کرتا ہے، اور وہ لوگ کبھی ایمان والے تھے ہی نہیں۔ اور جب اُنھیں اللہ اور اُس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے، تاکہ وہ اُن کے درمیان فیصلہ کر دے، تو اُن کا ایک گروہ منہ موڑنے والا ہوتا ہے۔''

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے علماء اور پیروں کو اشیاء کے حلال وحرام کا اختیار (جس کو انھوں نے حلال کہا اُسے حلال سمجھ لینا اور جس کو انھوں نے حرام کہا اُسے حرام سمجھ لینا) دے بیٹھتے ہیں، اُن کی مذمت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿اِتَّخَذُوْۤا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (التوبة: ۳۱)

''اُن لوگوں نے اپنے عالموں اور عابدوں کو اللہ کی بجائے رب بنا لیا۔''

جو عالم اور پیر (اپنی تقلید کا جال بچھا کر) دنیاوی مفادات کی خاطر لوگوں کی مرضی کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں، جب کہ حقیقتاً وہ اس طرح کر کے لوگوں کو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے سچے دین سے روک رہے ہوتے ہیں، ایسے لوگوں کی مذمت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَ الرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ

وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٣٤﴾ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ۭ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿٣٥﴾﴾

(التوبة: ٣٤-٣٥)

''اے ایمان والو! بہت سے علماء اور عابد (گرجوں کے پجاری) لوگوں کا مال ناجائز کھاتے ہیں، اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں، اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں، اور اُسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، تو آپ اُنھیں دردناک عذاب کی خوشخبری دے دیجیے۔ جس دن اسے جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا، پھر اُس کے ذریعے اُن کی پیشانیوں اُن کے پہلوؤں اور اُن کی پیٹھوں کو داغا جائے گا (اور اُن سے کہا جائے گا کہ) یہی ہے وہ مال جو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا، تو اب چکھو اُس کا مزہ جو تم جمع کرتے تھے۔''

اور جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کی بجائے اپنے آباؤ اجداد کی اندھی تقلید (جو کہ ایک گمراہی ہے) کرتے ہیں، اور اسی کو ترجیح دیتے ہیں۔ اُن کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿٢٣﴾﴾

(الزّخرف: ٢٣)

''اور اسی طرح ہم نے آپ سے پہلے جب بھی کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا (نبی) بھیجا، تو اُن کے عیش پرستوں نے کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقہ پر چلتے پایا ہے، اور ہم یقیناً اُنہی کے نقش قدم کی پیروی کرنے والے ہیں۔''

مذکورہ بالا تمام آیات سے واضح ہوا کہ جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت سے انحراف کر کے کسی غیر کی تقلید کرتے ہیں، وہ قطعاً ہدایت یافتہ نہیں ہو سکتے، اور نہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی سچی اطاعت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) کیوں کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی گویا اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔ جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (النسآء: ۸۰)

''جس نے رسول کی اطاعت کی اسی نے اللہ کی اطاعت کی۔''

اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَطَاعَنِیْ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ ، وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ .)) [1]

''جس نے میری فرمانبرداری کی (گویا) اُس نے اللہ کی فرمانبرداری کی، اور جس نے میری نافرمانی کی (گویا) اُس نے اللہ کی نافرمانی کی۔''

(18) رسول اللہ ﷺ کی شان کو گھٹانا یا بڑھانا:

اللہ تبارک وتعالیٰ کے تمام انبیاء و رسل علیہم السلام انتہائی معظم ومکرم اور درجہ کے اعتبار سے تمام بنی آدم و دیگر مخلوقات سے بلند تر ہوتے ہیں، لیکن کسی اُمتی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی نبی یا رسول یعنی سیّدنا آدم علیہ السلام سے لے کر آخر الزماں پیغمبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ تک، کسی نبی یا رسول کے مقام ومرتبہ میں غلو اور مبالغہ آمیزی سے کام لیتے ہوئے اُنھیں ''مقامِ عبودیت'' سے ''مقام اُلوہیت'' تک پہنچا دے، یا اللہ کا بیٹا قرار دے، یا پھر اُن

[1] صحیح بخاري، کتاب الأحکام، باب قول اللّٰه تعالیٰ " اطیعوا اللّٰه واطیعوا الرسول واولی الأمر منکم "، رقم: ۷۱۳۷.

سے متعلق ''عالم الغیب'' اور ''نورٌ من نور اللہ'' کا عقیدہ قائم کر لے۔

یاد رہے کہ کسی بھی نبی یا رسول کے مقام کو اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مقام سے بڑھانا یا کم کرنا اپنے ایمان کو خراب کرنے کے مترادف ہے۔ چنانچہ نصاریٰ کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿٧٢﴾﴾

(المائدة: ٧٢)

''یقیناً وہ لوگ کافر ہوئے جنھوں نے کہا کہ بے شک ''اللہ'' مسیح ابن مریم ہی ہیں، اور مسیح نے کہا: اے بنی اسرائیل! تم لوگ اللہ کی عبادت کرو، جو میرا اور تم سب کا رب ہے۔ بے شک جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک ٹھہرائے گا، تو اللہ نے اُس پر جنت حرام کر دی ہے، اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔''

نیز ایک دوسرے مقام پر یہود و نصاریٰ کا ردّ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ۨابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٣٠﴾﴾ (التوبة: ٣٠)

''اور یہود نے کہا کہ عزیز اللہ کے بیٹے ہیں، اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح اللہ کے بیٹے ہیں، یہ اُن کے منہ کی بکواس ہے، اُن لوگوں کے قول کی مشابہت اختیار کرتے ہیں، جنھوں نے ان سے پہلے کفر کیا تھا، اللہ اُنھیں ہلاک کر دے، کس طرح حق سے پھرے جا رہے ہیں۔''

غلو (زیادتی) چاہے انبیاء ورسل علیہم السلام کی عظمت وشان میں ہو یا دیگر دینی معاملات میں بہرحال ناجائز اور غلط ہے۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ﴾

(النسآء: ١٧١)

''اے اہل کتاب! اپنے دین میں غلو نہ کرو، اور اللہ کی شان میں حق بات کے علاوہ کچھ نہ کہو۔''

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ﴾

(المائدۃ: ٧٧)

''آپ کہہ دیجیے کہ اے اہل کتاب! تم لوگ اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو، اور اُن لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو، جو اس سے پہلے خود گمراہ ہوگئے، اور بہتوں کو گمراہ کیا، اور راہِ راست سے بھٹک گئے۔''

علاوہ ازیں رسول اللہ ﷺ نے بھی غلو کرنے والوں کی بڑی سخت مذمت فرمائی ہے۔ چنانچہ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

((هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ . قَالَهَا ثَـلَاثًا .)) [1]

''غلو کرنے والے ہلاک ہوگئے۔ رسول اکرم ﷺ نے تین مرتبہ یہی کلمات دھرائے۔''

نیز سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تُطْرُوْنِیْ كَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی ابْنَ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ

[1] صحيح بخاري، كتاب العلم، باب هلك المتنطعون، رقم: ٦٧٨٠.

فَقُوْلُوْا: عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ .)) ❶

''میری تعریف میں مبالغہ مت کرنا جس طرح نصاریٰ نے عیسیٰ کی تعریف میں مبالغہ کیا تھا۔ میں ایک بندہ ہوں، لہٰذا مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔''

اور جو لوگ سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ یا کسی اور نبی یا رسول ﷺ کی عظمت وشان میں کمی کرتے ہیں، چاہے وہ کسی بھی صورت میں ہو، استہزا اور ٹھٹھہ کی صورت میں یا کسی اور صورت میں، وہ سخت مجرم اور سزا کے مستحق ہوتے ہیں۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَ بِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةً بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ۝﴾

(التوبة: ٦٥ـ٦٦)

''اور اگر آپ اُن سے پوچھیں گے تو وہ صاف کہہ دیں گے کہ ہم تو یونہی آپس میں ہنس بول رہے تھے، آپ کہیے کہ کیا تم لوگ اللہ، اُس کی آیات اور اُس کے رسول کا مذاق اُڑاتے تھے۔ تم بہانے نہ بناؤ یقیناً تم لوگ ایمان لانے کے بعد دوبارہ کافر ہوگئے ہو، اگر ہم تم میں سے ایک گروہ کو (اُن کے تائب ہو جانے کے بعد) معاف کر دیں گے، تو کچھ لوگوں کو، ان کے جرم کی سزا دیں گے۔''

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے ایک واقعہ مروی ہے، جس میں ایک عیسائی کو اہانتِ رسول پر اللہ کی جانب سے سخت سزا دی گئی۔ فرماتے ہیں:

((كَانَ رَجُلٌ نَصْرَانِيًّا، فَأَسْلَمَ، وَقَرَأَ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ، فَكَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَعَادَ نَصْرَانِيًّا، فَكَانَ يَقُولُ مَا يَدْرِي

❶ صحيح بخاري، كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالىٰ: ﴿ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا ﴾ [مريم: ١٦] رقم: ٣٤٤٥.

مُـحَـمَّـدٌ إِلَّا مَـا كَتَبْـتُ لَـهُ، فَأَمَاتَهُ اللَّهُ فَدَفَنُوهُ، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ فَقَالُوا: هٰذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ، لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ، نَبَشُوا عَـنْ صَـاحِبِنَا فَأَلْقَوْهُ، فَحَفَرُوا لَهُ فَأَعْمَقُوا، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ، فَقَالُوا: هٰذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ، نَبَشُوا عَنْ صَـاحِبِـنَـا لَـمَّـا هَرَبَ مِنْهُمْ فَأَلْقَوْهُ خَارِجَ الْقَبْرِ، فَحَفَرُوا لَهُ، وَأَعْـمَـقُـوا لَـهُ فِـي الْأَرْضِ مَا اسْتَطَاعُوا، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ، فَعَلِمُوا أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ، فَأَلْقَوْهُ.)) [1]

''ایک شخص پہلے عیسائی تھا، پھر وہ اسلام میں داخل ہوگیا، اور اُس نے سورۃ بقرہ اور آلِ عمران پڑھ لی تھی، اور وہ نبی ﷺ کے لیے کتابت کیا کرتا تھا، لیکن پھر وہ مرتد ہو کر عیسائی ہوگیا اور کہنے لگا: میں نے جو کچھ آپ ﷺ کے لیے تحریر کر دیا ہے اُس کے سوا محمد ﷺ کو اور کچھ بھی معلوم نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُس کی موت واقع ہوگئی، اور اُس کے دوستوں نے اُسے دفنا دیا، جب صبح ہوئی تو اُنھوں نے دیکھا کہ اُس کی لاش قبر سے نکل کر زمین کے اوپر پڑی ہے۔ عیسائی لوگوں نے کہا کہ یہ محمد (ﷺ) اور اُس کے ساتھیوں کا کام ہے، چونکہ اُن کا دین اس نے چھوڑ دیا تھا، اس لیے اُنھوں نے اس کی قبر کھودی ہے اور نعش کو باہر نکال کر پھینک دیا ہے۔ چنانچہ دوسری قبر اُنھوں نے کھودی جو بہت زیادہ گہری تھی، لیکن جب صبح ہوئی تو پھر نعش باہر تھی، اس مرتبہ بھی اُنھوں نے یہی کہا کہ یہ محمد (ﷺ) اور اُن کے ساتھیوں کا کام ہے، پھر اُنھوں نے قبر کھودی اور جتنی گہری اُن کے بس میں تھی گہری کی اور اُس میں ڈال دیا، لیکن صبح ہوئی تو پھر نعش باہر تھی۔ اب کی بار اُنھیں یقین آیا

[1] صحيح بخاري، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، رقم: ٣٦١٧.

کہ یہ کسی انسان کا کام نہیں ہے، (بلکہ یہ عذابِ خداوندی میں گرفتار ہے)
چنانچہ اُنھوں نے اُسے یونہی (زمین پر) ڈال دیا۔''

(19) رسول اللہ ﷺ کو اپنی جان اور مال سے زیادہ محبوب نہ سمجھنا:

نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنا ایمان کا اوّلین تقاضا ہے، اور جو شخص اپنے والدین، اپنی اولاد اور مال و دولت سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ سے محبت کرتا اور تمام اُمور میں اُنھیں اپنا فیصل مانتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اُس کی ایسی محبت کے بدلہ میں اُس کے تمام گناہوں کو معاف کر کے اُسے جنت میں داخل کر دیتا ہے، اور یہی ایک سچے اور پکے مومن و مسلمان کی علامت ہے، اس کے برعکس جو شخص رسول اللہ ﷺ سے سچے دل سے محبت نہیں کرتا، اور انہیں اپنا مقتدیٰ اور پیشوا نہیں مانتا، وہ قطعاً صاحب ایمان نہیں ہوسکتا۔
یہی وجہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٣١﴾﴾ (آل عمران: ٣١)

''آپ کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ معاف کردے گا۔ اور اللہ بڑا معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔''

نیز سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ .)) [1]

''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا، جب تک کہ اُسے

[1] صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب حب الرسول صلى الله عليه وسلم، من الإيمان، رقم: ١٥۔ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، رقم: ١٦٩.

اپنے والدین، اپنی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ میں محبوب نہ ہو جاؤں۔''

اور جو لوگ رسول اللہ ﷺ کو سب سے بڑھ کر اپنا محبوب سمجھتے ہیں، اور نہ جملہ اُمور میں اپنا مقتدیٰ اور حاکم مانتے ہیں، تو وہ مومن نہیں ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمانِ عالی شان ہے:

﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝﴾ (النسآء: ٦٥)

''پس آپ کے رب کی قسم! وہ لوگ مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک آپ کو (اپنے اختلافی اُمور میں) اپنا فیصل نہ مان لیں، پھر آپ کے فیصلے کے بارے میں اپنے دلوں میں کوئی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں، اور پورے طور سے اُسے تسلیم کر لیں۔''

اور سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ .)) [1]

''جس نے میری سنت سے بے رغبتی کی وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔''

قرآنی آیات اور احادیث سے معلوم ہوا کہ آدمی کا ایمان دار ہونا رسول اللہ ﷺ سے تمام چیزوں سے بڑھ کر محبت کرنے پر منحصر اور موقوف ہے۔

(20) رسول اللہ ﷺ کا نامِ نامی سن کر درود وسلام نہ پڑھنا:

ہر مؤمن ومسلمان کا فریضہ ہے کہ جب نبی مکرم ﷺ کے اسم مبارک کی آواز اُس کے کانوں تک پہنچے تو اُسے فوراً نبی مکرم پر تحفۂ، گلدستہ درود وسلام پیش کرنا چاہیے۔ مؤمن ومسلمان تو کجا، خود اللہ تعالیٰ اور اُس کے تمام فرشتے بھی نبی مکرم ﷺ کو درود کے گلدستے

[1] صحیح بخاري، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح، رقم: ٥٠٦٣۔ صحیح مسلم، کتاب النکاح، رقم: ٣٤١٠.

اور سلام کے تحائف بھیجتے رہتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٥٦﴾﴾ (الاحزاب: ٥٦)

''بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی اُن پر درود وسلام بھیجو۔''

جو لوگ نبی مکرم ﷺ پر درود و سلام پیش کرتے ہیں۔ اُن کے لیے پیغامِ مسرت ہے۔ چنانچہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلٰوةً وَاحِدَةً؛ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ ، وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيْئَاتٍ ، وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ .)) [1]

''جس نے میری ذات پر ایک مرتبہ درود بھیجا۔ اللہ تعالیٰ اُس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرمائے گا، دس گناہ معاف فرمائے گا، اور دس درجات بلند فرمائے گا۔''

اور جو لوگ نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا اسم مبارک سننے کے باوجود اُن پر درود وسلام نہیں بھیجتے، اُن کے لیے پیغام رسوائی ہے۔ سیّدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (تین آدمیوں کی رسوائی کا ذکر کرتے ہوئے) فرمایا:

((رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ .)) [2]

''وہ آدمی رسوا ہو، جس کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ

---

[1] سنن نسائي، كتاب السهو، باب الفضل فى الصلوٰة على النبى صلى الله عليه وسلم، رقم: ١٢٩٥۔ علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] سنن ترمذي، كتاب الدّعوات، باب قول رسول الله صلى الله عليه وسلم، رغم انف رجلٍ، رقم: ٣٥٤٥۔ امام ابن حبان اور علامہ البانی نے اس روایت کو ''صحیح'' کہا ہے۔ مسند أحمد: ٢/ ٢٥٤، رقم: ٧٤٥١۔ صحيح ابن حبان، كتاب الرقائق، باب الأدعيه، رقم: ٩٠٥.

پڑھے۔''

اور سیّدنا حسین بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْبَخِيْلُ الَّذِیْ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَیَّ .)) [1]

''جس آدمی کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے، وہ بخیل ہے۔''

علاوہ ازیں سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ نَسِیَ الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ خَطِیَٔ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ .)) [2]

''جو شخص مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا (گویا) اُس نے جنت کا راستہ کھو دیا۔''

(21) روزِ قیامت کا مذاق اُڑانا اور انکار کرنا:

قیامت کا دن صرف دینِ اسلام میں نہیں، بلکہ تمام اَدیانِ عالم میں بنیادی اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ اُس دن عدل و انصاف اور دیانت داری کا ترازو، قائم کیا جائے گا، جس میں ہر عمل، محنت، مشقت اور کاوش کا مقدارِ اخلاص کے مطابق بدلہ دیا جائے گا۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیجیے کہ قیامت کا دن تمام بنی آدم کے دنیاوی اَعمال کے نتیجہ کا دن ہے جس میں ہر آدمی کو اپنے عمل کے مطابق بدلہ دیا جائے گا۔

اور یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ، اس کے تمام رسل علیہم السلام، تمام آسمانی کتابوں اور فرشتوں پر ایمان لانا فرض ہے، ٹھیک اُسی طرح قیامت کے دن پر بھی ایمان لانا فرض ہے۔ جیسے اُن میں سے کسی ایک کے انکار سے کفر لازم آتا ہے، اسی طرح

[1] سنن ترمذي، كتاب الدعوات، رقم: ٣٥٤٦۔ علامہ البانی نے اس روایت کو ''صحیح'' کہا ہے۔ مسند احمد: ١/ ٢٠١، رقم: ١٧٣٦۔ شعب الإيمان، باب فی تعظيم النبی صلی اللّٰه عليه وسلم، وإجلاله وتوقيره، رقم: ١٥٦٧، ١٥٦٨.

[2] سنن ابن ماجه، كتاب إقامة الصلوٰة والسنة فيها، باب الصلوٰة على النبی، رقم: ٩٠٨۔ سلسلة الاحاديث الصحيحة، رقم: ٢٣٣٧.

روزِ قیامت کا مذاق اُڑانے یا انکار کرنے سے بھی کفر لازم آتا ہے۔ لہٰذا جو شخص روزِ قیامت کا تمسخر کرے یا انکار کرے، تو اُس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ ۙ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ۝ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝﴾

(الجاثية: ٣٢-٣٤)

''اور جب کہا جاتا تھا کہ بے شک اللہ کا وعدہ برحق ہے، اور قیامت کی آمد میں کوئی شبہ نہیں ہے، تو تم کہتے تھے کہ ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا چیز ہے؟ ہم اُسے ایک ظن محض سمجھتے ہیں، اور ہم اُس پر بالکل یقین نہیں کرتے ہیں۔ اور اُن کے اعمال کی برائیاں اُن کے سامنے ظاہر ہوگئیں اور جس عذاب کا وہ مذاق اُڑا رہے تھے اس نے اُنھیں گھیر لیا اور اُن سے کہا جائے گا کہ آج ہم تمھیں اُسی طرح بھول جائیں گے، جس طرح تم نے اپنے اس دن کی ملاقات کو فراموش کر دیا تھا اور تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے، اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔''

ایک دوسرے مقام پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے قومِ ھود کا روزِ قیامت کے بارے میں تمسخر ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ۝ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ۝ اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝﴾ (المؤمنون: ٣٥-٣٨)

''کیا وہ تم سے (اللہ کی طرف سے) اس بات کا وعدہ کرتا ہے کہ جب تم

مر جاؤ گے اور مٹی اور ہڈیاں بن جاؤ گے، تو اپنی قبروں سے نکالے جاؤ گے۔ تم سے جو وعدہ کیا جاتا ہے، وہ بڑی ہی انہونی بات ہے، ہماری دنیاوی زندگی کے علاوہ اور کوئی زندگی نہیں ہے، ہم مرتے جیتے رہتے ہیں، اور ہم دوبارہ اُٹھائے نہیں جائیں گے، یہ آدمی اللہ کے خلاف محض جھوٹ بول رہا ہے۔ اور ہم اُس پر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔''

(22) عذابِ قبر کا انکار کرنا:

عذابِ قبر دین اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اور اس کے برحق ہونے میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں اور اس پر ایمان لانا واجب ہے۔ جو لوگ اس عقیدہ کے برحق نہ ہونے کا اعتقاد رکھتے ہوئے اس کا انکار کرتے ہیں، ان کا یہ عمل قرآن وسنت کی تعلیم کے صریح مخالف ہے۔

''عذابِ قبر'' برحق ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۖ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴿٢٧﴾﴾

(ابراهيم : ٢٧)

''اللہ ایمان والوں کو دُنیا کی زندگی میں اور آخرت میں حق بات، یعنی کلمہ طیبہ پر ثابت قدم رکھتا ہے، اور اللہ ظالموں کو گمراہ کر دیتا ہے، اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔''

اس آیت کی تفسیر سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی وہ روایت ہے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا أُقْعِدَ الْمُؤْمِنُ فِيْ قَبْرِهِ أَتَاهُ مَلَكَانِ اَذْرَقَانِ ثُمَّ شَهِدَ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، فَذٰلِكَ قَوْلُهُ: ﴿ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ ﴾ [ابراهيم: ٢٧] .))

''مؤمن جب اپنی قبر میں بٹھایا جاتا ہے، تو اُس کے پاس دو فرشتے نیلی آنکھوں والے آتے ہیں۔ وہ شہادت دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں تو یہ اُس فرمانِ الٰہی کی تعبیر ہے جو سورۂ ابراہیم میں ہے کہ؛ اللہ ایمان والوں کو دنیا کی زندگی اور آخرت میں ٹھیک بات یعنی توحید پر مضبوط رکھتا ہے۔''

اور آلِ فرعون کو صبح و شام عذاب دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَ حَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ۝٤٥ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِيًّا ۚ وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۫ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝٤٦﴾ (المؤمن: ٤٥ـ٤٦)

''پس اسے اللہ تعالیٰ نے تمام بدیوں سے محفوظ رکھ لیا جو انہوں نے سوچ رکھی تھیں، اور فرعونیوں کو برے عذاب نے گھیر لیا، وہ لوگ صبح و شام نارِ جہنم پر پیش کیے جاتے ہیں اور جس دن قیامت آئے گی، (اللہ کہے گا) فرعونیوں کو سب سے سخت عذاب میں داخل کرو۔''

اور کفار کو موت کے وقت ہی سے عذاب ملنا شروع ہو جاتا ہے۔ اس کی دلیل اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ ارشادِ گرامی ہے:

﴿وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓىِٕكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَ كُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝٩٣﴾

(الأنعام: ٩٣)

''اور اگر آپ دیکھیں جب ظالم لوگ موت کی سختیاں جھیل رہے ہوتے ہیں،

[1] صحیح بخاري، کتاب الجنائز، رقم: ١٣٦٩ـ مسند احمد: ٤/ ٢٩١.

اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے کہتے ہیں کہ، آج ہاں اپنی جانیں نکالو تمھیں ذلت و رسوائی کا عذاب اس لیے دیا جائے گا کہ تم اللہ کے بارے میں ناحق باتیں کہتے تھے اور تم اللہ کی آیات سے تکبر کرتے تھے۔''

مزید فرمایا:

﴿وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا ۙ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ﴿٥٠﴾﴾ (الأنفال: ٥٠)

''کاش کہ آپ دیکھتے جب کہ فرشتے کافروں کی روح نکالتے ہیں، اُن کے چہروں اور اُن کی پیٹھوں پر ضربیں لگاتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ چکھو تم جلنے کا عذاب۔''

عذابِ قبر کے برحق ہونے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین مندرجہ ذیل ہیں۔ چنانچہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

((أَنَّ يَهُودِيَّةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا فَذَكَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ فَقَالَتْ لَهَا أَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ (رضی اللہ عنہا) رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، فَقَالَ: نَعَمْ! عَذَابُ الْقَبْرِ، قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَعْدُ صَلَّى صَلَاةً إِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ زَادَ غُنْدَرٌ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ.)) [1]

''ایک یہودی عورت اُن کے پاس آئی، اُس نے عذابِ قبر کا ذکر چھیڑ دیا اور کہا کہ اللہ تجھ کو عذابِ قبر سے محفوظ رکھے۔ اس پر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عذابِ قبر کے بارے میں دریافت کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نےاُس کا جواب یہ دیا کہ ہاں، عذابِ قبر حق ہے۔ نیز سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان

[1] صحيح بخاري، كتاب الجنائز، باب ما جآء في عذاب القبر، رقم: ١٣٧٢.

کیا کہ پھر میں نے کبھی ایسا نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی نماز ایسی پڑھی ہو اور اُس میں عذابِ قبر سے اللہ کی پناہ نہ مانگی ہو۔ اور امام غندر رحمہ اللہ نے اس روایت میں "عَـــذَابُ الْـقَبْـرِ حَـقٌّ" کے الفاظ زائد بیان کیے ہیں۔"

اور سیّدنا ایوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ؛

((خَـرَجَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَـعْـدَ مَـا غَـرَبَتِ الشَّمْسُ ، فَسَمِعَ صَوْتًا . فَقَالَ: يَهُوْدُ تُعَذَّبُ فِي قُبُوْرِهَا .)) [1]

"رسول اللہ ﷺ (ایک روز) سورج غروب ہونے کے بعد (گھر سے) نکلے تو ایک آواز سنی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہود کو اُن کی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔"

(23) تقدیر کو جھٹلانا:

عذابِ قبر کی طرح "مسئلہ تقدیر" بھی بنیادی حیثیت کا حامل ہے۔ جس طرح عذابِ قبر کے برحق ہونے پر ایمان لانا واجب ہے، اسی طرح تقدیر پر ایمان لانا بھی واجب اور ضروری ہے۔ نیز سلف وخلف رحمہم اللہ کا یہ عقیدہ ہے کہ جو شخص تقدیر الٰہی کو پوری صداقت سے قبول کرتا ہے یعنی جس میں کسی قسم کا کوئی تردّد نہ ہو، تو وہ سچا اور پکا مؤمن ہے۔ لٰہذا جو شخص تقدیر الٰہی میں متردد (شک کرتا) ہے اُسے اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے۔

مسئلہ تقدیر کے ثبوت میں چند قرآنی آیات اور احادیث پیش خدمت ہیں۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَٰهُ بِقَدَرٍ ﴿٤٩﴾ وَمَآ أَمْرُنَآ إِلَّا وَٰحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِٱلْبَصَرِ ﴿٥٠﴾﴾

(القمر: ٤٩ ـ ٥٠)

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الجنة، وصفة نعيمها وأهلها، رقم: ٧٢١٥.

''ہم نے ہر چیز کو ٹھیک اندازے کے مطابق پیدا کیا ہے، اور ہمارا حکم صرف ایک دفعہ (کا ایک کلمہ) ہی ہوتا ہے، جیسے آنکھ کا جھپکنا۔''

ایک دوسرے مقام پر یوں ارشادِ گرامی ہے:

﴿مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝۲۲﴾ (الحدید: ۲۲)

''جو مصیبت بھی زمین پر نازل ہوتی ہے، یا تمہاری جان پر، تو وہ لوحِ محفوظ میں قبل اس کے کہ ہم اُسے پیدا کریں، لکھی ہوئی ہے۔ بے شک ایسا کرنا اللہ کے لیے آسان ہے۔''

ایک مقام پر اس سے ذرا مختلف انداز میں ارشاد فرمایا:

﴿اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِھِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ۭ قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۱۶۸﴾ (آل عمران: ۱۶۸)

''انہی لوگوں نے اپنے بھائیوں سے کہا اور بیٹھ گئے کہ اگر ہماری بات مانتے تو قتل نہ کیے جاتے، آپ کہہ دیجیے کہ اگر تم سچے ہو تو پھر موت کو اپنے آپ سے ٹال دو۔''

مزید برآں رسول اللہ ﷺ نے قبولیت انفاق کو ایمان بالقدر سے معلق کرتے ہوئے فرمایا:

((لَوْ أَنَّ اللّٰهَ عَذَّبَ أَهْلَ سَمٰوَاتِهِ وَأَهْلَ أَرْضِهِ: عَذَّبَهُمْ وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَهُمْ، وَلَوْ رَحِمَهُمْ كَانَتْ رَحْمَتُهُ خَيْرًا لَّهُمْ مِنْ أَعْمَالِهِمْ وَلَوْ أَنْفَقْتَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا قَبِلَهُ اللّٰهُ مِنْكَ حَتّٰى تُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ، وَتَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيَخْطَئَكَ، وَأَنَّ مَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَكَ، فَلَوْ مِتَّ عَلٰى غَيْرِ هٰذَا لَدَخَلْتَ

النَّارَ .)) [1]

''اگر اللہ تعالیٰ تمام آسمان و زمین (میں رہنے) والوں کو عذاب دے، تو وہ اُن کے لیے ظالم نہیں ٹھہرے گا اور اگر اُن پر رحمت کرے، تو یہ اُن کے لیے اُن کے اعمال سے بہتر ہے، اگر تم اُحد پہاڑ یا اُحد پہاڑ کی مثل سونا راہِ الٰہی میں خرچ کر دے۔ تو اللہ تعالیٰ اُسے اس وقت تک قبول نہیں فرمائے گا، جب تک وہ (اچھی یا بری) تقدیر پر ایمان نہیں لے آتا اور اُسے یہ یقین نہ ہوجائے کہ جو کچھ اُسے مل گیا، وہ کسی صورت میں اس سے ضائع نہیں ہوسکتا تھا، اور جو کچھ نہیں ملا وہ کسی صورت میں اس کو نہیں مل سکتا تھا، اگر تم اس عقیدے کو تسلیم کیے بغیر مرگئے، تو تمہیں ضرور آگ میں داخل کیا جائے گا۔''

(24) صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو گالی دینا:

صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سے محبت کرنا، نہ صرف جزوِ ایمان بلکہ عین ایمان ہے۔ کیونکہ انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت نصیب ہوئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے، آپ کے دین کو تقویت پہنچائی، آپ سے خیر خواہی کی الغرض کہ ہر میدان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پورے خلوص کے ساتھ ساتھ دیا، یہی وجہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے راضی ہوگیا۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۲۲ۧ﴾ (المجادلة : ٢٢)

''اللہ اُن سے راضی ہوگیا، اور وہ اُس سے راضی ہوگئے، وہی اللہ کی جماعت کے لوگ ہیں، آگاہ رہیے کہ اللہ کی جماعت کے لوگ ہی کامیاب ہونے والے ہیں۔''

[1] سنن أبي داؤد، کتاب السنة، باب فی القدر: ٤٦٩٩۔ علامہ البانی نے اس روایت کو ''صحیح'' کہا ہے۔

ایک دوسرے مقام پر مہاجرین و انصار صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝﴾

(التوبة: ۱۰۰)

''اور مہاجرین و انصار میں سے وہ اوّلین لوگ، جنھوں نے ہجرت کرنے اور ایمان لانے میں دوسروں پر سبقت کی۔ اور وہ دوسرے لوگ، جنھوں نے اُن سابقین کی اخلاص کے ساتھ پیروی کی، اللہ اُن سب سے راضی ہوگیا، اور وہ سب اللہ سے راضی ہوگئے، اور اللہ نے اُن کے لیے ایسی جنتیں تیار کی ہیں، جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، اُن میں وہ ہمیشہ کے لیے رہیں گے، یہی عظیم کامیابی ہے۔''

جس شخص نے ان سے محبت کی، گویا اُس نے رسول اللہ ﷺ سے محبت کی۔ اور اس کے برعکس یعنی جس شخص نے صحابہ کو گالی دی یا ان سے بغض رکھا گویا اُس نے رسول اللہ ﷺ کو گالی دی یا بغض رکھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابِیْ ، فَلَوْ أَنَّ أَحَدَکُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِیْفَهُ .)) [1]

''میرے اصحاب کو گالی مت دو، اگر کوئی اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا (اللہ کی راہ میں) خرچ کر ڈالے تو ان کے ایک مد (پیمانہ) غلہ کے برابر بھی نہیں ہوسکتا، اور نہ اُن کے نصف مد کے برابر۔''

[1] صحيح بخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي، باب قول النبي: ﴿لو كنت متخذا خليلا﴾، رقم: ٣٦٧٣.

علاوہ ازیں جو شخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سب وشتم کا نشانہ بنائے، اُس پر اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے اور تمام لوگوں کی لعنت برستی ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((مَنْ سَبَّ أَصْحَابِيْ ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ .)) ❶

''جس نے میرے صحابہ کو گالی دی، اُس پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔''

اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا:

((إِنَّمَا فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّي ، يُؤْذِيْنِى مَا آذَاهَا وَيُنْصِبُنِىْ مَا أَنْصَبَهَا .)) ❷

''فاطمہ میرا ایک حصہ ہے، جس نے اُسے تکلیف پہنچائی یا کمزور کیا، (گویا) وہ مجھے تکلیف پہنچاتا ہے اور کمزور بناتا ہے۔''

اور اسی طرح جو کوئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک کے جہنم میں جانے کا عقیدہ رکھتا ہو، اُس کا یہ عقیدہ قطعاً بے بنیاد اور غلط عقیدہ ہے۔ اور اس کی دلیل سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کی وہ روایت ہے، جس میں سیّدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا ایک غلام اُن کی شکایت لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا، اور آپ سے عرض کی: اے اللہ کے رسول! حاطب ضرور جہنم میں داخل ہوگا۔ غلام کی یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

❶ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٦٢٨٥ ـ سلسلة الصحيحة، رقم: ٢٣٤٠.

❷ سنن ترمذي، كتاب المناقب، باب ما جآء في فضل فاطمة رضى الله عنها، رقم: ٣٨٦٩ ـ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

((كَذَبْتَ لَا يَدْخُلُهَا فَإِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ .)) ❶

''تو نے جھوٹ بولا، وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا، کیونکہ وہ تو بدر اور حدیبیہ میں شریک ہوا ہے۔''

(25) اہل بیت کا احترام نہ کرنا:

اہل بیت کا احترام اور اُن سے محبت کرنا اُسی طرح ایمان کا جزو ہے، جس طرح کہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت اور اُن کا احترام کرنا جزوِ ایمان ہے، اور کوئی شخص اُس وقت تک سچا مسلمان اور مؤمن نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ صدق دل سے اہل بیت کا احترام نہ کرے، لیکن افسوس کہ بعض لوگ اپنے آپ کو مؤمن و مؤحد کہنے کے باوجود ''مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم '' میں دخل اندازی اور پھر مبالغہ آمیزی سے کام لیتے ہوئے گمراہی کا شکار ہیں۔ بہرحال اہل بیت کا احترام اور ان سے محبت کرنا، ایمان کا جزو ہے۔ نیز جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیت سے محبت کرتے تھے، تو پھر کون بدبخت ہے جو اہل بیت سے محبت نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج اور اولاد کے حق میں دُعا بھی فرمائی ہے، چنانچہ سیّدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس سوال پر (کہ ہم آپ کی ذات پر کس طرح درود بھیجیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ .)) ❷

''اے اللہ! محمد اور آپ کی ازواجِ (مطہرات) اور آپ کی اولاد پر رحمت نازل فرما۔''

علاوہ ازیں سیّدنا ابواسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنین

---

❶ سنن ترمذي، كتاب المناقب، رقم: ٣٨٦٤۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحيح بخاري، كتاب الدعوات، باب هل يصلى على غير النبى صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ٦٣٦٠.

یعنی سیّدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو فرمانے لگے:

((أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا وَأَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهُمَا .)) [1]

''اے اللہ! میں ان دونوں یعنی حسن وحسین سے محبت کرتا ہوں، تو بھی ان دونوں سے محبت فرما، اور اُس سے بھی محبت فرما جو اُن دونوں سے محبت کرتا ہے۔''

معلوم ہوا حسنین اور دیگر اہل بیت رضی اللہ عنہم سے محبت کرنا، محبت الٰہی کا ایک بہت بڑا وسیلہ اور ذریعہ ہے۔ اور جو شخص ان سے محبت نہیں کرتا، وہ محبت الٰہی کا قطعاً مستحق نہیں ہوسکتا، بلکہ گناہ گار رہوتا ہے۔

(26) اُمر بالمعروف ونہی عن المنکر نہ کرنا:

"امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" اچھے کاموں کا حکم دینا اور برے کاموں سے بچنے کی تلقین کرنا دین اسلام کا نہایت اہم فریضہ ہے، جولوگ اخلاص کے ساتھ اس فریضہ کی ادائیگی میں ہمہ تن مشغول ہیں۔ وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑے اجر و ثواب کے مستحق ہیں۔ اور جولوگ اس میں کوتاہی یا اس کی تبلیغ سے اعراض کرتے ہیں یا صرف گناہ کی بات کا حکم دیتے ہیں۔ وہ بلاشبہ گناہ کے مرتکب ہیں۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَ يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٠٤﴾﴾ (آل عمران: ١٠٤)

''اور تم میں سے ایک گروہ ایسا ہو جو بھلائی کی طرف بلائے، اچھے کاموں کا حکم دے اور برے کاموں سے روکے، اور وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔''

---

[1] سنن ترمذي، كتاب المناقب، رقم: ٣٧٦٩۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''حسن'' کہا ہے، اور ابن حبان نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔ صحيح ابن حبان، رقم: ٥٩٢٤.

علاوہ ازیں ایک دوسرے مقام پر اُمت محمدیہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾ (آل عمران: ۱۱۰)

''(اے مسلمانو!) تم بہترین لوگ ہو، جو انسانوں کے لیے پیدا کیے گئے ہو، بھلائی کا حکم دیتے ہو، برائی سے روکتے ہو، اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔''

ایک مقام پر تمام مؤمن مرد اور عورتوں کا وصف بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۷۱﴾

(آل عمران: ۱۱۰)

''اور مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہوتے ہیں، بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، اور اللہ اور اُس کے رسول کی بات مانتے ہیں، اللہ انہی لوگوں پر رحم کرے گا۔ بے شک اللہ زبردست، بڑی حکمتوں والا ہے۔''

اور جو لوگ اچھے کاموں کا حکم دینے اور برے کاموں سے بچنے کی تلقین کرنے کی بجائے، محض برے کاموں کے کرنے کا حکم دیتے ہیں، جو کہ ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی مذمت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۶۷﴾ (التوبة: ٦٧)

''تمام منافق مرد اور منافق عورتیں آپس میں ایک ہی ہیں، سبھی برائی کا حکم دیتے ہیں، اور بھلائی سے روکتے ہیں، اور اپنی مٹھی بند رکھتے ہیں، وہ اللہ کو بھول گئے تو اللہ بھی اُنھیں بھول گیا۔ بے شک منافقین ہی فاسق و بدکردار ہیں۔''

اور بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے محض اس لیے ملعون قرار دیا کہ وہ ''نہی عن المنکر'' کا فریضہ سرانجام نہیں دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝﴾ (المائدة: ۷۸۔۷۹)

''بنی اسرائیل کے جن لوگوں نے کفر کیا، ان پر داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبانی لعنت بھیج دی گئی۔ ایسا اُن کی نافرمانی کی وجہ سے ہوا، اور وہ لوگ حد سے تجاوز کرتے تھے، وہ لوگ جس گناہ کا ارتکاب کرتے تھے، اُس سے ایک دوسرے کو روکتے نہیں تھے۔ یقیناً وہ جو کچھ کرتے تھے وہ بہت برا تھا۔''

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے متعلق احادیث کثرت سے موجود ہیں، لیکن ہم اختصار کے پیش نظر دو احادیث سطورِ ذیل میں نقل کر رہے ہیں۔ چنانچہ سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِّنْهُ ثُمَّ تَدْعُوْنَهُ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ .))

''اُس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم ضرور نیکی کا حکم

[1] سنن ترمذي، كتاب الفتن، باب ما جآء في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، رقم: ۲۱۶۹۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

دیتے رہو، اور بدی کے کام سے روکتے رہو، وگرنہ بہت جلد اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل فرمائے گا، پھر اگر تم اللہ تعالیٰ سے دُعا بھی مانگو گے، تو تمہاری دُعا مقبول نہ ہوگی۔''

اور نہی عن المنکر یعنی برے کاموں سے منع کرنے کی بہت زیادہ اہمیت ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمانِ مبارک سے واضح ہوتا ہے۔ سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَـنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ ، وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيْمَانِ .)) [1]

''جو کوئی برائی دیکھے، تو اُسے چاہیے کہ اُسے اپنے ہاتھ سے بدل دے، اور جس سے یہ نہ ہوسکے تو وہ اپنی زبان ہی سے بدل دے، اور جس سے یہ بھی نہ ہوسکے، تو وہ اپنے دل سے اس کو برا سمجھے اور یہ ایمان کا سب سے کم تر درجہ ہے۔''

(27) حدود اللہ کا مذاق اُڑانا:

دین اسلام ایک عالم گیر دین ہے، اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کے لیے جہاں عقائد، اعمال اور اخلاق وغیرہ کے متعلق بیان کیا ہے، وہاں انسانی معاشرہ کی اصلاح اور اسے امن کا گہوارہ بنانے کے لیے شرعی سزاؤں اور حدود کا تعین بھی فرمایا ہے، تاکہ ظالم کے ظلم، فاسق کے فسق، مجرم کے جرم کو روکا جاسکے۔

چنانچہ ان میں سے چند مثال کے طور پر درج ذیل ہیں تاکہ اس بات کی پوری وضاحت ہوجائے کہ ان خطرناک جرائم کی سزائیں عادلانہ حکمت اور مصالح امن کے عین مطابق ہیں۔

زنا:

یہ جرم ان جرائم میں سے ایک ہے جن کی مضرتیں انسانی تمدن اور نظامِ امن پر حملہ آور ہو کر تہذیب و معاشرت کی متاع تاراج کر ڈالتی ہیں۔ چنانچہ اس کے لیے سزا بھی سخت رکھی گئی کہ اس کا مرتکب اگر شادی شدہ ہے تو اسے سنگسار کیا جائے، اور اگر غیر شادی شدہ ہے تو اسے سو (۱۰۰) کوڑے لگائے جائیں۔

قذف:

کسی شریف مرد یا عورت پر زنا کی تہمت اور جھوٹا الزام لگانے سے خاندانی عداوت کا شاخسانہ اُٹھ کھڑا ہوتا ہے، اور انتقامی جذبے کی آگ بھڑک کر جنگ و جدال کی نوبت آجاتی ہے، علاوہ ازیں زوجین کے ازدواجی تعلقات بھی ایک بے بنیاد شبہ کی بناء پر ناخوش گوار ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا اس کے مرتکب کو اسّی (۸۰) کوڑے لگانے کا حکم صادر ہوا۔

چوری:

چوری بھی انسانوں کے لیے ہلاکت و تباہی کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کے لیے سزا بھی سخت ترین تجویز کی گئی کہ ایسے مجرم کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔

رہزنی وقزاقی:

ڈاکہ، رہزنی وقزاقی ایسی ظالمانہ حرکتوں سے لوگوں کا سکون برباد ہو جاتا ہے، اور کوئی شخص بھی جان و مال اور عصمت کو محفوظ نہیں پاتا، اور ان کی حفاظت کی فوری تدبیر سے بالکل قاصر و مجبور ہوتا ہے۔ لہٰذا اس جرم کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے جلا وطنی اور قتل کی سزا رکھی گئی۔

شراب نوشی:

شراب نوشی انسانیت کو عقل سے معطل اور تعقل و تفکر سے محروم کر دیتی ہے، جس کا

لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شرابی سے عالم بدمستی میں وہ حرکتیں سرزد ہوتی ہیں جو انسانیت کے لیے ننگ و عار اور امن اجتماعی کے لیے مفسدہ عظیم بن جاتی ہیں۔ چنانچہ ایسے جرم کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے جرم کی نوعیت کے مطابق (۴۰) یا (۸۰) کوڑے سزا متعین کی گئی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے کسی شخص کو بھی ان حدود میں تنسیخ و ترمیم کرنے کا حق دیا ہے اور نہ تغیر وتبدل کا۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا﴾ (البقرة: ۱۸۷)

''یہ اللہ کی حدود ہیں ان کے قریب نہ جاؤ۔''

اور جو لوگ حدود اللہ کو پھلانگتے اور ان سے تجاوز کرتے ہیں، وہ ظالم ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝﴾ (البقرة: ۲۲۹)

''یہ اللہ کی حدود ہیں، انھیں تجاوز نہ کرو اور جو لوگ اللہ کی حدود سے تجاوز کرتے ہیں وہی لوگ ظالم ہیں۔''

حدود اللہ سے تجاوز کرنا اپنے نفس پر ظلم کرنے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ﴾ (الطلاق: ۱)

''اور جو شخص اللہ کی حدود سے تجاوز کرے گا، وہ اپنے نفس پر ظلم کرے گا۔''

نیز حدود اللہ سے تجاوز کرنا جہنم میں جانے کا سبب ہے، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الإيمان، رقم: ۱۷۷.

وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۴﴾ (النسآء: ۱۴)

’’اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا، اور اس کی (مقرر کردہ) حدود سے تجاوز کرے گا، اُسے اللہ آگ میں داخل کرے گا، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور اس کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔‘‘

ان مذکورہ بالا تمام قرآنی آیات سے معلوم ہوا کہ حدود اللہ کو پھلانگنا اور اُن سے تجاوز کرنا سراسر زیادتی اور ظلم ہے، بلکہ حدود اللہ سے تجاوز کرنے والا شخص جہنمی ہے۔

جو لوگ حدود اللہ کی حفاظت کرتے ہیں، وہ نیک بشارت کے مستحق ہیں، چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مؤمنین کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾﴾

(التوبة: ۱۱۲)

’’(مؤمنین) برائی سے روکنے والے، اور اللہ کے حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اور آپ مؤمنوں کو خوشخبری دے دیجیے۔‘‘

لیکن انتہائی افسوس ناک بات یہ ہے کہ ہمارے ملک ’’پاکستان‘‘ میں فحاشی وعریانی کو فروغ دینے کی سازش کے تحت اور عورتوں کے حقوق کے استحصال کی خاطر ’’تحفظِ خواتین ایکٹ‘‘ بنایا گیا ہے، جو اللہ سے بغاوت اور کتاب وسنت میں موجود حدود اللہ سے سراسر تجاوز ہے۔ ہم بطورِ ثبوت اور نمونہ ’’تحفظ خواتین ایکٹ‘‘ ۲۰۰۶ء کا مختصر تقابلی جائزہ پیش کر دیتے ہیں۔

حدود اللہ: حدود اللہ میں ترمیم وتنسیخ کا اختیار اللہ نے کسی کو نہیں دیا۔ (الاحزاب:۳۶)

تحفظ خواتین ایکٹ ۲۰۰۶ء: ایکٹ میں حدود زنا اور تہمت میں ترمیم وتنسیخ کر کے اللہ کی بغاوت کی گئی ہے۔ (ایکٹ نمبر ۴۵، بابت ۱۸۶۰، دفعہ ۳۶۷)

حدود اللہ: اسلام میں حد زنا کی تقسیم شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کی گئی ہے۔ (صحیح بخاری)

تحفظ خواتین ایکٹ ۲۰۰۶ء: ایکٹ میں زنا بالرضا اور زنا بالجبر کی باطل اصطلاح گھڑی گئی ہے۔

حدود اللہ: اسلام میں زانیہ (عورت) اور زانی (مرد) کی سزا سو کوڑے مقرر ہے۔ (سورۂ نور: ۲) ...... شادی شدہ کے لیے سزا سنگسار مقرر کی گئی ہے۔'' (صحیح مسلم)

تحفظ خواتین ایکٹ ۲۰۰۶ء: ایکٹ میں زیادہ سے زیادہ زنا کی سزا ۵ سال قید اور ۱۰ ہزار روپے جرمانہ مقرر کی گئی ہے۔

(ایکٹ نمبر ۴۵، بابت ۱۸۶۰، نئی دفعہ ۴۹۶ ب)

حدود اللہ: اسلام میں حد زنا کے نفاذ کے لیے ۴ گواہ مقرر ہیں۔

(سورۂ نور: ۴)

تحفظ خواتین ایکٹ ۲۰۰۶ء: ایکٹ میں زنا کی سزا کے لیے ۵ گواہ مقرر کیے گئے ہیں۔

(ایکٹ نمبر ۵، بابت ۱۸۹۸، دفعہ ۲۰۳ الف)

حدود اللہ: اسلام میں ملزم کے اعتراف پر حد زنا قائم کر دی جاتی ہے۔ (صحیح بخاری)

تحفظ خواتین ایکٹ ۲۰۰۶ء: ایکٹ میں ملزم کے اعتراف کو ویسے ہی نکال دیا گیا ہے۔ (ایکٹ ترمیم نمبر ۲۵)

حدود اللہ: اسلام میں قذف (تہمت زنا) کی سزا ۸۰ کوڑے اور قاذف ہمیشہ کے لیے گواہی نہیں دے سکتا ہے۔ (النور: ۴)

تحفظ خواتین ایکٹ ۲۰۰۶ء: ایکٹ میں زیادہ سے زیادہ تہمت زنا کی سزا ۵ سال قید اور ۱۰ ہزار جرمانہ ہے۔

(ایکٹ ترمیم نمبر ۴۵، بابت ۱۸۶۰، نئی دفعہ ۴۹۶ ج)

حدود اللہ: اسلام میں جرم ثابت ہونے پر حد کے نفاذ میں کوئی معافی نہیں دے سکتا۔ (صحیح بخاری)

تحفظ خواتین ایکٹ ۲۰۰۶ء: ایکٹ میں صوبائی حکومت اور صدر مجرم کو معافی دینے کے مجاز ہیں۔ (دفعہ ۴۹۶ ب، دفعہ ۴۹۶ ج)

(28) دین اسلام کا مذاق اُڑانا:

دین اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے، اور اُمت محمدیہ کے لیے اسی دین کا انتخاب کیا گیا ہے، اسی لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر مؤمن کو اس بات کا حکم دیا ہے کہ جو لوگ دین اسلام کو ہنسی کھیل بنائے ہوئے اور اس کا مذاق اُڑاتے ہیں، اُن کی دوستی سے قطعی گریز کرو، نیز جس محفل میں دین اسلام کا مذاق اُڑایا جا رہا ہو، اس میں شرکت سے اجتناب کرنا چاہیے اور یہی ایک سچے مسلمان اور مؤمن کی علامت ہے۔ اور جو لوگ ایسی محافل میں شرکت کرتے ہیں، اور دل بہلانے کے لیے دین اسلام کا مذاق اُڑاتے ہیں، جو کہ ایک بہت بڑا گناہ ہے، تو ایسے لوگوں کو اس کی سخت سزا دی جائے گی۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٥٧﴾﴾ (المائدة: ٥٧)

''اے ایمان والو! جن اہل کتاب اور کافروں نے تمہارے دین کا مذاق اُڑایا اور اُس کا تماشہ بنایا، انھیں اپنا دوست نہ بناؤ۔ اور اگر تم مؤمن ہو تو اللہ سے

ڈرتے رہو۔''

جن محافل میں دین اسلام کا مذاق اُڑایا جارہا ہو اُن میں شرکت کرنا قطعاً منع ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَۨا ١٤٠﴾

(النساء: ١٤٠)

''اور اللہ قرآن کریم میں تمہارے لیے اُتار چکا ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیتوں کا انکار اور ان کا مذاق اُڑایا جارہا ہے، تو اُن کے ساتھ نہ بیٹھو۔ یہاں تک کہ وہ کفار اُس کے علاوہ کوئی اور بات کرنے لگیں، ورنہ تم اُنہی جیسے ہو جاؤ گے، بے شک اللہ تمام منافقین اور کافروں کو جہنم میں اکٹھا کرنے والا ہے۔''

اور جو لوگ بطورِ گپ شپ، اور دل بہلانے کے لیے دین اسلام کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ان کی مذمت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ۭ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ٦٥ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ۭ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَاۗىِٕفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَاۗىِٕفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ٦٦﴾

(التوبة: ٦٥ـ٦٦)

''اور اگر آپ ان سے پوچھیں گے تو وہ صاف کہیں گے کہ ہم تو یونہی آپس میں ہنس بول رہے تھے، آپ کہیے کہ کیا تم لوگ اللہ، اُس کی آیات اور اُس کے رسول کا مذاق اُڑاتے تھے۔ تم بہانے نہ بناؤ تم لوگ ایمان لانے کے بعد

دوبارہ کافر ہوگئے ہو، اگر ہم تم میں سے ایک گروہ کو (ان کے تائب ہوجانے کے بعد) معاف کردیں گے، تو کچھ لوگوں کو ان کے جرم کی سنگین سزادیں گے۔''

(29) اسلام کو دورِ جدید میں ناقابل عمل قرار دینا:

دین اسلام ہمہ گیر اور عالمگیر دین ہے، جس میں انسانی زندگی کے جملہ اُمور کا ٹھیک ٹھیک اور آسان حل موجود ہے۔ خواہ وہ عقائد کے اعتبار سے ہو، اعمال کے اعتبار سے ہو، معاملات کے اعتبار سے ہو، اخلاقیات کے اعتبار سے ہو، اقتصادیات کے اعتبار سے ہو، سیاسیات کے اعتبار سے ہو یا معاشیات وغیرہ کے اعتبار سے ہو، دین اسلام انسانی زندگی کے تمام اُمور پر محیط ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ ﴾ (المائدۃ: ۳)

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کردیا، اور اپنی نعمت تم پر پوری کردی اور اسلام کو بحیثیتِ دین تمہارے لیے پسند کرلیا۔''

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر دین اسلام کامل اور اکمل صورت میں نازل فرمادیا ہے، اب نہ تو کسی نئے دین کی ضرورت ہے، اور نہ اُس میں تغیر وتبدل کی حاجت۔ بس اس میں جو کچھ بیان ہوا ہے بنی نوعِ انسان کی رشد وہدایت اور اصلاح کے لیے کافی ہے۔

لیکن صد افسوس کہ بعض عناصر اپنی نافہمی کی وجہ سے دین اسلام کو نامکمل اور ادھورا سمجھتے ہوئے آئے دن اُس میں کوئی نہ کوئی تبدیلی لا کھڑی کرتے ہیں۔ بعض اشتراکیت کا درس دیتے ہیں، تو بعض انفرادیت کا، بعض حِلّت شراب کا فتویٰ صادر کرتے ہیں، تو بعض مرد وزن کے اختلاط کے جواز کا، بعض اسلام میں موسیقی کو جائز قرار دیتے ہیں، تو بعض (رقص)

کو جسم کی شاعری سے تعبیر کرتے ہیں، اور اسی طرح بعض " خلافت علی منہاج النبوۃ " کا دلفریب نعرہ بلند کرتے ہیں۔ الغرض ایسے لوگوں کے دماغوں پر روشن خیالی کا ایسا بھوت سوار ہے کہ جس کی وجہ سے وہ حدیث رسول اللہ ﷺ کا صراحتاً، یا کم از کم اشارۃً انکار کر دیتے ہیں، اور اسلام کو مغربی علوم وفنون اور مغربی تہذیب کے سانچے میں ڈھال کر لوگوں کو اس کی تبلیغ کرتے ہیں۔

یاد رہے! جو لوگ دین اسلام کو چھوڑ کر کسی دوسرے دین کی جستجو میں رہیں، یا سچا راستہ واضح ہو جانے کے بعد بھی سنت رسول ﷺ کی مخالفت کریں، وہ بلاریب خسارے میں ہیں۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ مَنۡ یَّبۡتَغِ غَیۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِیۡنًا فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡہُ ۚ وَ ہُوَ فِی الۡاٰخِرَۃِ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ﴿۸۵﴾﴾ (آل عمران : ۸۵)

''اور جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین چاہے گا، تو وہ اُس کی طرف سے قبول نہیں کیا جائے گا، اور وہ آخرت میں گھاٹا پانے والوں میں سے ہوگا۔''

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَ مَنۡ یُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الۡہُدٰی وَ یَتَّبِعۡ غَیۡرَ سَبِیۡلِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَ نُصۡلِہٖ جَہَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتۡ مَصِیۡرًا ﴿۱۱۵﴾﴾

(النسآء : ۱۱۵)

''اور جو شخص راہِ ہدایت واضح ہو جانے کے بعد رسول کی مخالفت کرے گا، اور مؤمنوں کی راہ چھوڑ کر کسی دوسری راہ کی اتباع کرے گا، تو وہ جدھر جانا چاہے گا ہم اُسے اُسی طرف پھیر دیں گے، اور اُسے جہنم میں ڈال دیں گے، اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔''

ان ہر دو آیات کے بعد ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس عنوان کی تائید میں دو احادیث بھی نقل کر دیں، تا کہ اس عنوان کی مکمل وضاحت ہو جائے۔ چنانچہ سیّدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ! لَا يَسْمَعُ بِیْ أَحَدٌ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ يَهُوْدِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ، ثُمَّ يَمُوْتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِیْ أُرْسِلْتُ بِهٖ، إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ .)) ❶

''قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! اس اُمت کا کوئی (بھی) فرد خواہ وہ یہودی ہو یا نصرانی میرے متعلق سننے کے باوجود مجھ پر ایمان نہ لائے، اور اس تعلیم کو نہ مانے جسے دے کر میں بھیجا گیا ہوں، تو وہ اہل جہنم میں سے ہے۔''

نیز سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ، وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ .)) ❷

''حمد و ثنا کے بعد! سب سے بہتر بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، اور بہترین راستہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ ہے، اور سب سے بدتر کام دین میں کوئی نئی بات ایجاد کرنا ہے، اور ہر ایجاد شدہ بات گمراہی وضلالت ہے۔''

بہرحال آج سے قریباً چودہ سو سال قبل دین اسلام کامل اور اکمل صورت میں نازل ہو چکا ہے، اور اس میں تمام عالم انسانیت کی رشد و ہدایت اور اصلاح کا سامان مہیا ہے۔ لہٰذا اب کسی کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ روشن خیالی کا تصور دے کر (مسائل منصوصہ میں)

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب وجوب الإيمان، برسالة نبينا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ٣٨٦.

❷ صحيح مسلم، كتاب الصلوٰة، باب تخفيف الصلوٰة والخطبة، رقم: ٢٠٠٥.

کسی قسم کی کوئی تبدیلی کرے۔

مندرجہ بالا صحیح مسلم کی حدیث سے بات بالکل واضح ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ذات بھی سب سے اعلیٰ ہے، اور بات بھی سب سے بہتر۔ تو پھر در بدر بھٹکنے کی کیا ضرورت ہے؟

(30) مسلمان کو کافر کہنا:

کسی شخص کے لیے یہ قطعاً جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو کافر قرار دے، کیونکہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہتا ہے، جبکہ اُس میں کفر والی کوئی ایسی بات نہ پائی جاتی ہو، تو وہ خود کفر کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيْهِ: يَا كَافِرُ فَقَدْ بَآءَ بِهِ أَحَدُهُمَا .)) [1]

''جب کوئی شخص اپنے بھائی سے یہ کہتا ہے: اے کافر! تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو گیا۔''

اور سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَرْمِي رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوْقِ، وَلَا يَرْمِيْهِ بِالْكُفْرِ إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذٰلِكَ .)) [2]

''کوئی آدمی، دوسرے آدمی کو فاسق یا کافر نہ کہے، کیونکہ اگر وہ (درحقیقت) کافر یا فاسق نہ ہوا، تو خود کہنے والا فاسق یا کافر ہو جائے گا۔''

(31) مسلمان کو ناحق قتل کرنا:

کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی مسلمان کو ناحق قتل کرے، کیوں کہ جو

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب من کفر أخاه من غیر تأویل فهو کما قال، رقم: ۶۱۰۳.

[2] صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب من يُنهى من السباب واللعن، رقم: ٦٠٤٥.

شخص کسی مسلمان کو ناحق قتل کرتا ہے، اُس کے لیے اللہ تعالیٰ نے جہنم میں ٹھکانہ تیار کر رکھا ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور اُس پر اللہ کا غضب اور اُس کی لعنت برستی رہے گی۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَ مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝﴾ (النساء: ٩٣)

''اور جو شخص کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کر دے گا، تو اُس کا بدلہ جہنم ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور اُس پر اللہ کا غضب اور اُس کی لعنت ہوگی، اور اُس نے اُس کے لیے ایک بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

اور سیّدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَان بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِي النَّارِ .))

''جب دو مسلمان تلوار کھینچ کر ایک دوسرے سے لڑیں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں جائیں گے۔''

نیز سیّدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ایک تو قاتل تھا، لیکن مقتول کو سزا کیوں ملے گی؟ اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّهُ كَانَ حَرِيصًا عَلٰى قَتْلِ صَاحِبِهٖ .)) [1]

''وہ بھی اپنے قاتل کے قتل پر آمادہ تھا۔''

مطلب یہ ہے کہ جب بغیر عذر شرعی ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو قتل کرنے کی کوشش کرے۔

اور سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ .)) [2]

---

[1] صحيح بخاري، كتاب الديات، باب قول الله تعالىٰ: ﴿ وَمَنْ أَحْيَاهَا ﴾ (المائدة: ٣٣) رقم: ٦٨٧٥.

[2] صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب ما ينهى من السباب واللعن، رقم: ٦٠٤٤.

’’مسلمان کو گالی دینا گناہ، اور اُسے قتل کرنا کفر ہے۔‘‘

(32) مسلمان پر اسلحہ اُٹھانا:

کسی مسلمان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنے مسلمان بھائی پر ہتھیار اُٹھائے یا ہتھیار سے اس کی طرف اشارہ کرے، خواہ وہ ہتھیار اُٹھانا یا ہتھیار سے اشارہ کرنا مذاق کے طور پر ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے کہ یہ صرف منع، بلکہ حرام ہے، ممکن ہے غلطی سے وہ ہتھیار چل جائے اور جس سے دوسرا مسلمان مر جائے، اور وہ خود اس غلطی کے سبب جہنم کی آگ میں جا پڑے، جیسا کہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَا يُشِيرُ أَحَدُكُمْ إِلَىٰ أَخِيهِ بِالسَّلاحِ ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِيْ أَحَدُكُمْ لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِي يَدِهِ، فَيَقَعُ فِي حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ .)) [1]

’’تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے، ممکن ہے شیطان اُس کا ہاتھ چلا دے، اور وہ (اس کے نتیجے میں) جہنم کی آگ کے گڑھے میں جا پڑے۔‘‘

اور مزید یہ کہ جو شخص اپنے بھائی کی طرف لوہے کے ہتھیار سے اشارہ کرتا ہے، اُس پر ملائکہ لعنت کرتے ہیں، جیسا کہ رسول مکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((مَنْ أَشَارَ إِلَىٰ أَخِيهِ بِحَدِيْدَةٍ ، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَلْعَنُهُ ، حَتَّى يَدَعَهُ وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ لِأَبِيْهِ وَأُمِّهِ .)) [2]

’’جو شخص اپنے بھائی کی طرف لوہے کے ہتھیار سے اشارہ کرتا ہے، ملائکہ اُس پر لعنت کرتے ہیں، خواہ یہ سگا بھائی ہی کیوں نہ ہو۔‘‘

کیونکہ حقیقی مسلمان تو وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الأدب، باب النهی عن الإشارة بالسلاح، رقم: ٦٦٦٨.

[2] صحیح مسلم، کتاب الأدب، رقم: ٦٦٦٦.

جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ .)) [1]

''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔''

(33) مسلمان کو ناحق تکلیف پہنچانا:

مؤمن و مسلمان مردوں اور عورتوں کو بغیر کسی شرعی سبب کے تکلیف و ایذا پہنچانا، قطعی طور پر حرام ہے۔ اور اس میں ہر وہ کام اور بات داخل ہے، جس سے مؤمن و مسلمان کی دل آزاری ہو۔ خواہ وہ بے عزتی کے حوالہ سے ہو یا کسی اور حوالہ سے۔ اور جو لوگ کسی کو ناحق ایذا پہنچاتے ہیں، وہ دنیا میں تو بدنام ہو کر رہتے ہیں، آخرت میں بھی ان کا شمار بدترین لوگوں میں ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿٥٨﴾﴾ (الأحزاب: ٥٨)

''اور جو لوگ مؤمن مردوں اور مومن عورتوں کو بغیر کسی قصور کے ایذا پہنچاتے ہیں، وہ بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ اُٹھاتے ہیں۔''

اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اِتِّقَاءَ شَرِّهٖ .)) [2]

''اللہ کے نزدیک روزِ قیامت سب سے بدتر لوگ وہ ہوں گے، جن کے شر سے ڈرتے ہوئے لوگ اُن سے ملنا چھوڑ دیں۔''

(35) مسلمان سے قطع کلامی کرنا:

مسلمانوں کے مابین قطع کلامی اور بگاڑ پیدا کرنا شیطان کا اہم ترین منصوبہ ہے۔ بہت

[1] صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده، رقم: ١٠.

[2] صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب لم يكن النبي ﷺ، فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا، رقم: ٦٠٣٢.

سے لوگ جو شیطانی قدموں کے مقلد ہیں، اپنے مسلمان بھائیوں سے کنارہ کشی اختیار کر بیٹھتے ہیں۔ اور بعض اوقات تو رنجشوں اور ناراضگیوں کا سلسلہ ایک عرصہ تک قائم رہتا ہے، بلکہ بعض سخت طبیعت کے لوگ تو اپنے بھائی سے ہم کلام نہ ہونے، اور کبھی اُس کے گھر نہ جانے کی قسم کھا بیٹھتے ہیں، کبھی اُسے راہ چلتے دیکھ لیں تو اُس سے اعراض کر لیتے ہیں۔

بہر حال ایسا رویہ اور عمل اسلامی معاشرے میں بگاڑ پیدا کرنے کا انتہائی خطرناک ذریعہ ہے۔ اسی لیے رسول اکرم ﷺ نے اس سے متعلق سخت وعید بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ ، فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ .)) [1]

"کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے، جس نے تین دن سے زیادہ چھوڑا اور اسی حال میں مر گیا، تو وہ جہنم میں جائے گا۔"

اور سیّدنا ابوخراش الاسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ هَجَرَ أَخَاهُ سَنَةً ، فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهِ .)) [2]

"جس شخص نے اپنے کسی بھائی کو سال بھر چھوڑے رکھا (گویا) اس نے اُسے قتل کر دیا۔"

بہر حال ایسے گناہ سے قطعی طور پر بچنا چاہیے، اور ایسے گناہ سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے بھائی کے پاس حاضر ہو کر اُسے سلام کہے۔ اگر وہ ملاقات کرنے سے انکار یا

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الأدب، رقم: ٤٩١٤ـ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ٧٦٥٩ـ المشکوٰة، رقم: ٥٠٣٥.

[2] سنن ابی داؤد، کتاب الأدب، رقم: ٤٩١٥ـ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ٦٥٨١ـ سلسلة الصحیحة، رقم: ٩٢٨.

اعراض کرے، تو ایسی صورت میں سلام کہنے والے شخص پر کوئی مواخذہ نہیں ہوگا، بلکہ وہ اس سے بریٔ الذمہ ہوگا۔ اور سارا گناہ دوسرے شخص کے سر ہوگا، جس نے ملاقات کرنے سے انکار کیا۔ سیّدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ ، يَلْتَقِيَانِ ، فَيُعْرِضُ هٰذَا وَيُعْرِضُ هٰذَا ، وَخَيْرُهُمَا الَّذِيْ يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ .)) [1]

''کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ اپنے کسی بھائی سے تین دن سے زیادہ کے لیے ملاقات چھوڑ دے، اس طرح کہ جب دونوں کا سامنا ہوجائے، تو یہ اس طرف منہ پھیر لے، اور وہ اس طرف منہ پھیر لے۔ اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔''

اور قرآنی آیت: ﴿ إِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ ﴾ کا یہی مطلب ہے کہ باہمی ناچاقی کو انتہائی خوش اسلوبی سے ختم کردینا ہی اچھا ہے۔

(35) بلا وجہ لعنت کرنا:

اکثر لوگ غصے کے وقت اپنی زبانوں پر قابو نہیں رکھتے، اور بلا وجہ لعنت و ملامت کرنا شروع کردیتے ہیں، انسانوں، چوپایوں، جمادات، ایام اور گھڑیوں، بلکہ بعض اوقات تو اپنی ذات اور اپنی اولاد تک پر لعنتیں بھیج ڈالتے ہیں، اور اس طرح شوہر، بیوی پر، اور بیوی، شوہر پر۔ بہرحال بلا وجہ لعن وطعن کا یہ معاملہ انتہائی خطرناک ہے، جیسا کہ سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا لَعَنَ صَعِدَتِ اللَّعْنَةُ إِلَى السَّمَآءِ فَتُغْلَقُ أَبْوَابُ السَّمَآءِ دُوْنَهَا ، ثُمَّ تَهْبِطُ إِلَى الْأَرْضِ ، فَتُغْلَقُ أَبْوَابُهَا دُوْنَهَا ، ثُمَّ تَأْخُذْ يَمِيْنًا وَشِمَالًا ، فَإِذَا لَمْ تَجِدْ مَسَاغًا رَجَعَتْ إِلَى الَّذِيْ لُعِنَ ، فَإِنْ كَانَ لِذَالِكَ أَهْلًا وَإِلَّا رَجَعَتْ إِلٰى قَائِلِهَا .)) [2]

---

[1] صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب الهجرة، رقم: ٦٠٧٧.

[2] سنن ابي داؤد، كتاب الأدب، باب في اللعن، رقم: ٤٩٠٥ ـ صحيح الجامع الصغير، رقم: ١٦٧٢.

''جب بندہ کسی پر لعنت کرتا ہے، تو وہ لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے، اُس کے لیے آسمان کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں، پھر وہ زمین کی جانب گرتی ہے، تو اُس کے لیے زمین کے دروازے (بھی) بند کردیئے جاتے ہیں، پھر وہ دائیں بائیں چکر کاٹتی ہے، جب اُسے کوئی راستہ نہیں ملتا تو جس پر لعنت کی گئی ہو، اُس کی جانب پلٹتی ہے، اگر وہ اُس کا مستحق ہو تو فبھا، وگرنہ کہنے والے کی جانب پلٹ آتی ہے۔''

اور سیّدنا ابوزید ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَمَنْ لَعَنَ مُؤْمِنًا فَهُوَ كَقَتْلِهِ .)) [1]

''جس نے کسی مؤمن پر لعنت بھیجی، وہ اُسے قتل کرنے کے برابر ہے۔''

لعن وطعن کا معاملہ چونکہ خواتین میں زیادہ پایا جاتا ہے، اس لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خواتین کے جہنم میں داخلے کا ذریعہ بتایا ہے، اور جو لوگ زیادہ لعنتیں کرتے ہیں، وہ روزِ قیامت شفاعت نہیں کر پائیں گے، جیسا کہ سیّدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللَّعَّانِينَ لَا يَكُونُونَ شُهَدَاءَ وَلَا شُفَعَاءَ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ .)) [2]

''یقیناً زیادہ لعنتیں بھیجنے والے قیامت کے روز نہ گواہ بن سکیں گے، اور نہ سفارش کرسکیں گے۔''

(36) نماز میں سستی اور کاہلی کرنا:

نماز دین اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک نہایت ہی اہم رکن ہے۔ نماز

[1] صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب ما ينهى من الاسباب واللعن، رقم: ٦٠٤٧.

[2] صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، رقم: ٢٥٩٨.

بلا شبہ ایک مکمل عبادت ہے جو بدنی، قولی عبادات کا ایک حسین امتزاج ہے۔ نیز نماز ہر مومن کی آنکھوں کا سرور اور ایمان کی علامت ہے، لہٰذا ہر مؤمن مسلمان کو چاہیے کہ نماز خوش و خرم، شاداب چہرے اور قلبی سکون کے ساتھ ادا کرے، اس لیے کہ آدمی نماز میں اپنے رب کے ساتھ سرگوشی کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اُس کے سامنے ہوتا ہے، اور جب بندہ اُسے پکارتا ہے، تو وہ اُس کی پکار سنتا ہے۔ اور جو لوگ نماز میں بوجھل جسم کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں یا اُس میں سستی اور کاہلی کا مظاہرہ کرتے ہیں، تو ایسے لوگ قطعاً سچے مؤمن اور مسلمان نہیں ہو سکتے، بلکہ نماز میں سستی اور کاہلی کا مظاہرہ کرنا منافقین کی علامت ہے۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿وَإِذَا قَامُوٓا إِلَى ٱلصَّلَوٰةِ قَامُوا۟ كُسَالَىٰ﴾ (النساء: ۱۴۲)

''اور جب وہ (منافقین) نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں، تو کاہل بن کر کھڑے ہوتے ہیں۔''

معلوم ہوا جو لوگ نماز میں سستی اور کاہلی کا مظاہرہ کرتے ہیں، وہ منافق ہیں۔

(37) نماز میں طمانیت ترک کرنا:

نماز میں طمانیت یعنی رکوع وسجود میں اطمینان اور اعتدال رکھنا، نماز کی قبولیت کا بہت بڑا سبب ہے، لیکن جو شخص ایسا نہیں کرتا، تو اس کا یہ فعل نماز چوری کرنے کے زمرے میں آتا ہے۔ جیسا کہ رسول مکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((أَسْوَأُ النَّاسِ سَرِقَةً الَّذِیْ یَسْرِقُ مِنْ صَلوٰتِہٖ .)) قَالُوْا: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! وَکَیْفَ یَسْرِقُ مِنْ صَلوٰتِہٖ؟ قَالَ: ((لَا یُتِمُّ رُکُوْعَھَا وَلَا سُجُوْدَھَا .)) [1]

''سب سے بدترین چور نماز کا چور ہے۔'' (اس پر) صحابہؓ نے عرض کیا: ''اے

[1] مسند أحمد، ۵/ ۳۱۰، رقم: ۲۲۶/۴۲۔ ابن حبان نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۱۸۸۵.

اللہ کے رسول! آدمی نماز کی چوری کیسے کرسکتا ہے؟'' (جواباً) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ نماز کے رکوع وسجود پورے نہیں کرتا۔''

آج رکوع وسجود میں کمر کا سیدھا نہ رکھنا، رکوع سے اُٹھ کر صحیح طرح کھڑا نہ ہونا، اور نماز میں طمانیت کا ترک کرنا، ہمارے معاشرے میں پوری طرح گھر کر چکا ہے، اور اکثر نمازی اس بیماری میں مبتلا دکھائی دیتے ہیں، حالانکہ طمانیت نماز کا ایک اہم رکن ہے، جسے اپنائے بغیر نماز درست نہیں ہوتی۔ جیسا کہ رسول معظم ﷺ نے ایک شخص کو رکوع وسجود میں کمر سیدھا نہ کرنے پر فرمایا:

((إِنَّهُ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يُقِمْ صُلْبَهُ .)) [1]

''یقیناً اس کی نماز درست نہیں ہے، جس نے اپنی کمر کو سیدھا نہیں رکھا۔''

اور سیّدنا ابومسعود البدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَا تُجْزِئُ صَلٰوةُ الرَّجُلِ حَتّٰى يُقِيمَ ظَهْرَهُ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ .)) [2]

''آدمی کی نماز تب تک کفایت کر ہی نہیں سکتی، جب تک کہ وہ اپنی کمر کو رکوع و سجود میں صحیح طور پر سیدھا نہ کرلے۔''

اس میں کوئی شک نہیں کہ ترکِ طمانیت ایسا بڑا گناہ ہے، جس کا مرتکب بڑی زجر و وعید کا نشانہ بنتا ہے۔ چنانچہ سیّدنا ابوعبداللہ الاشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ بِأَصْحَابِهِ ثُمَّ جَلَسَ فِيْ طَائِفَةٍ مِنْهُمْ، فَدَخَلَ رَجُلٌ فَقَامَ يُصَلِّي فَجَعَلَ يَرْكَعُ وَيَنْقُرُ فِيْ سُجُوْدِهِ فَقَالَ

---

[1] ابن حبان نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۱۸۸۸.

[2] سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۸۵۵۔ سنن الترمذي، کتاب مواقیت الصلوٰۃ، رقم: ۲٦٥۔ المشکوٰۃ، رقم: ۸۷۸۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۷۲۲٤.

النَّبِيُّ ﷺ أَتَـرَوْنَ هٰـذَا؟ مَنْ مَّاتَ عَلٰى هٰذَا مَاتَ عَلٰى غَيْرِ مِلَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ يَنْقُرُ صَلوٰتَهٗ كَمَا يَنْقُرُ الْغُرَابُ الدَّمَ ، إِنَّمَا مَثَلُ الَّذِیْ يَرْكَعُ وَيَنْقُرُ فِی سُجُوْدِهٖ كَالْجَائِعِ لَا يَأْكُلُ إِلَّا التَّمْرَةَ وَالتَّمْرَتَيْنِ فَمَاذَا تُغْنِيَانِ عَنْهُ .)) ❶

''رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو نماز پڑھائی۔ پھر کچھ احباب کے ساتھ بیٹھ گئے، پس (اچانک) ایک آدمی داخل ہوکر نماز پڑھنے لگا، وہ رکوع کرتا اور اپنے سجدوں میں ٹھونگیں مارتا، (اُسے دیکھ کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اسے دیکھ رہے ہو! جوشخص اس طرح کی نماز پر مر گیا، تو وہ محمد ﷺ کے دین پر نہیں مرا۔ یہ اپنی نماز میں اس طرح ٹھونگیں مار رہا ہے، جس طرح کہ کوّا خون پر ٹھونگیں مارتا ہے۔ جو آدمی رکوع کرے اور پھر سجدوں میں ٹھونگیں مارے اُس کی مثال اس بھوکے کی سی ہے، جو صرف ایک یا دو کھجوریں کھاتا ہے، اب بھلا (یہ) دو کھجوریں اُس کی بھوک کہاں مٹائیں گی۔''

نیز زید بن وہب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

((رَأَى حُذَيْفَةُ رَجُلًا لَا يُتِمُّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ . فَقَالَ: مَا صَلَّيْتَ وَلَوْ مُتَّ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِیْ فَطَرَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا ﷺ .)) ❷

''سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا جو ٹھیک سے رکوع وسجود نہیں کر رہا تھا، تو انھوں نے فرمایا: تم نے کوئی نماز نہیں پڑھی، اور اگر تم (یہی نماز پڑھتے ہوئے) مر گئے، تو تمہاری موت اس دین پر نہیں ہوگی، جو اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو عطا فرمایا۔''

---

❶ ابن خزیمہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔ صحيح ابن خزيمه، رقم: ٦٦٥.

❷ صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب إِذَا لَم يتم الركوع، رقم: ٧٩١.

یہاں ایک بات کی وضاحت کرنا ضروری ہے، اور وہ یہ کہ جو شخص نماز میں عدم اطمینان کرتا رہا، اُسے جونہی مسئلہ کا حکم معلوم ہو، تو وہ اُس وقت کی فرض نماز لوٹا لے، اور گذشتہ تمام نمازیں جو اس طریقے پر پڑھی ہوں۔ اُس معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کر لے۔ سابقہ نمازیں لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کو ان الفاظ میں فرمایا:

((اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ .)) [1]

''جا پھر نماز پڑھ، اس لیے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔''

(38) نماز میں لغو اور فضول حرکات کرنا:

نماز میں لغو اور فضول حرکات ایک ایسی آفت اور مصیبت ہے، جس سے شاید ہی کسی نمازی نے اپنے آپ کو بچایا ہو۔ جو لوگ نماز میں لغو اور فضول حرکات کرتے ہیں، وہ دراصل اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس فرمان کو اپنانے سے قاصر ہیں۔

﴿وَقُومُوا لِلّٰهِ قٰنِتِينَ ﴿٢٣٨﴾﴾ (البقرة : ٢٣٨)

''اور اللہ کے حضور پرسکون اور خشوع کے ساتھ کھڑے ہو۔''

نیز ایسے لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس فرمان پر بھی غور وخوض نہیں کرتے۔

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١﴾ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خٰشِعُونَ ﴿٢﴾﴾

(المؤمنون : ١ ۔ ٢)

''یقیناً ان مومنوں نے فلاح پالی۔ جو اپنی نماز میں خشوع وخضوع اختیار کرتے ہیں۔''

فضول حرکات تو کجا، جب رسول اللہ ﷺ سے سجدہ میں پیشانی رکھنے کی جگہ سے مٹی صاف کرنے کا پوچھا گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] صحيح بخاري، كتاب الإيمان والنذور، رقم: ٦٦٦٧.

((لَا تَـمْسَـحْ وَأَنْتَ تُصَلِّيْ . فَإِنْ كُنْتَ لَا بُـدَّ فَاعِلًا فَوَاحِدَةٌ، تَسْوِيَةَ الْحَصَى .)) [1]

''نماز پڑھتے ہوئے مٹی صاف نہ کرو، اگر بہت ضروری ہو، تو صرف ایک مرتبہ کنکریاں صاف کرلو۔''

بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ مسلسل اور بلاضرورت حرکت کرتے رہنا جیسے کوئی کسی کام میں مشغول ہو، اس سے نماز باطل ہوجاتی ہے، لہٰذا جو لوگ نماز میں لغو اور فضول حرکات کرتے ہیں، مثلاً گھڑی دیکھنا، انگلیوں کو چٹخانا، کپڑے سیدھے کرنا، آسمان کی طرف نظر اُٹھانا یا اس قسم کی دوسری لغو حرکات، تو انھیں اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ ان کی آنکھیں کہیں جھپٹ نہ لی جائیں اور ابلیس ان کی نماز اُچک نہ لے۔

(39) مقتدی کا امام سے (عمداً) سبقت لے جانا:

مقتدی کا دورانِ نماز امام سے جان بوجھ کر نماز کے کسی بھی رکن میں سبقت یعنی پہل کرنا بہت بڑا گناہ ہے، جیسا کہ عمومی طور پر بعض لوگ رکوع و سجود اور تکبیرات وغیرہ کے انتقال میں امام سے سبقت کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ بہت سے لوگ شاید اس مسئلہ کی اہمیت سے واقف نہیں، مگر رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق انتہائی سخت وعید بیان فرمائی ہے۔ جیسا کہ سیّدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَمَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ صُورَتَهُ صُورَةَ حِمَارٍ .)) [2]

''کیا تم میں وہ شخص جو امام سے پہلے اپنا سر اُٹھالیتا ہے، اس بات سے نہیں ڈرتا کہ کہیں اللہ پاک اُس کا سر گدھے کے سر کی طرح بنادے یا اُس کی صورت کو

---

[1] سنن ابي داؤد، كتاب الصلوٰة، رقم: ٩٤٦ـ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٧٤٥٢.

[2] صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب إثم من رفع رأسه قبل الإمام، رقم: ٦٩١.

گدھے کی سی صورت بنا دے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سبقت کرنے سے بہت زیادہ احتیاط کا مظاہرہ کرتے تھے، جیسا کہ سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے قول سے معلوم ہوتا ہے۔

((أَنَّهُمْ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ لَمْ أَرَ أَحَدًا يَحْنِي ظَهْرَهُ حَتّٰى يَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَبْهَتَهُ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَخِرُّ مَنْ وَرَآءَهُ سُجَّدًا .)) [1]

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھا کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع سے سر اُٹھاتے، تو کوئی صحابی تب تک اپنی کمر نہ جھکاتا، جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جبین اقدس زمین پر نہ رکھ دیتے، پھر آپ کے پیچھے والے سجدے میں جاتے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے اس عمل سے مسئلہ کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑھاپے کو پہنچے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار میں کچھ کمی آ گئی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقتدی صحابہ کو ان الفاظ سے آگاہ فرماتے:

((يَآ أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّيْ قَدْ بَدَّنْتُ فَلَا تَسْبِقُوْنِىْ بِالرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ .)) [2]

''اے لوگو! میں بھاری بدن ہو چکا ہوں، لہٰذا رکوع اور سجود میں جاتے ہوئے مجھ سے پہل نہ کرنا۔''

بہر حال ہر مقتدی کو چاہیے کہ نماز کے دوران امام سے سبقت لے جانے کی جرأت نہ کرے، وگرنہ مذکورہ وعید کا نشانہ بننا کوئی بعید نہیں ہے۔

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الصلوٰة، باب متابعة الإمام والعمل بعده، رقم: ١٠٦٢.

[2] سنن الكبرىٰ، كتاب الصلوٰة، باب يركع بركوع الإمام ويرفع برفعه ولا يسبقه وكذلك فى السجود وغيره، رقم: ٢٥٩٨ ـ علامہ البانی نے اس حدیث کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔ ارواء الغليل، رقم: ٥٠٩.

(40) بلا عذر نماز کو تاخیر سے پڑھنا:

یہ بات جان لینی چاہیے کہ جس طرح بلا عذر نماز چھوڑ دینا شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ ہے، اسی طرح بلا عذر شرعی نماز کو اُس کے وقت سے تاخیر کر کے پڑھنا بھی بہت بڑا گناہ ہے۔ شرعی عذر جیسے سو جانا، بھول جانا یا کسی اور جائز عذر کی وجہ سے نماز پڑھنے میں تاخیر ہوگئی، تو کوئی حرج نہیں، لیکن اگر کوئی عذر درپیش نہیں، اور خواہ مخواہ وقت سے تاخیر کر کے نماز پڑھنا اور اس میں غفلت برتنا، یہ فاسقوں کا طریقہ ہے۔ اور اس کی دلیل اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ ارشادِ گرامی ہے:

﴿فَوَيۡلٌ لِّلۡمُصَلِّيۡنَ ۝٤ الَّذِيۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ ۝٥﴾

(الماعون: ٤ـ٥)

''پس ان نمازیوں کے لیے ویل یا ہلاکت ہے، جو اپنی نمازوں میں غفلت برتتے ہیں۔''

ایک دوسرے مقام پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوۡفَ يَلۡقَوۡنَ غَيًّا ۝٥٩﴾ (مریم: ٥٩)

''پھر ان کے بعد ان کی اولاد میں ایسے ناخلف پیدا ہوئے، جنھوں نے نماز کو ضائع کر دیا، اور نفسانی خواہشات کی پیروی کی۔ سو ان کا نقصان ان کے آگے آئے گا۔''

مفسرین کے نزدیک نماز ضائع کرنے کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ وہ لوگ نماز کو وقت گزر جانے کے بعد یعنی تاخیر سے پڑھا کرتے تھے۔

بہر حال ایک سچے مؤمن ومسلمان کے شایانِ شان نہیں ہے کہ وہ نماز کو وقت سے تاخیر کر کے پڑھے، کیوں کہ اہل ایمان پر تو اللہ تعالیٰ نے نماز کو مقررہ اوقات میں ادا کرنا

فرض کیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿إِنَّ الصَّلَوٰةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَٰبًا مَّوْقُوتًا ﴿١٠٣﴾﴾

(النساء: ۱۰۳)

''بے شک نماز مقررہ اوقات میں مؤمنوں پر فرض کی گئی ہے۔''

لہٰذا ہر مؤمن پر لازم ہے کہ نماز کا اہتمام کرتے ہوئے اُسے وقت مقررہ پر ادا کرے، اور جو شخص نماز کا اہتمام نہیں کرتا اُسے قیامت کے روز رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُوْرًا وَبُرْهَانًا وَنَجَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا ، لَمْ يَكُنْ لَّهُ نُوْرٌ وَلَا بُرْهَانٌ وَلَا نَجَاةٌ ، وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ .)) [1]

''جو شخص نماز کا اہتمام کرے گا، نماز اُس کے لیے قیامت کے روز نور ہوگی، دلیل ہوگی اور کامیابی کا سبب ہوگی۔ اور جو شخص نماز کا اہتمام نہیں کرے گا، اُس کے لیے روزِ قیامت نہ نور ہوگا، نہ اُس کے پاس دلیل ہوگی اور نہ کامیابی کا کوئی راستہ۔ نیز روزِ قیامت اُس کا حشر قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔''

(42) نماز باجماعت سے پیچھے رہ جانا:

نماز عباداتِ الٰہیہ میں سے ایک اہم عبادت ہے، اور ہر مومن مسلمان پر لازم ہے کہ اس عبادت کو جماعت کے ساتھ ادا کرے، کیونکہ جو شخص اس اہم عبادت کو باجماعت ادا کرتا ہے، وہ اللہ کے ہاں بے پناہ اجر وثواب کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ اور اس کے برعکس جو شخص

[1] مسند أحمد، ۱۶۹/۲، رقم: ٦٥٧٦۔ شیخ شعیب ارناؤط نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

اس فریضہ کی ادائیگی میں کوتاہی وغفلت برتتا ہے، مطلب کہ اسے جماعت کے ساتھ ادا نہیں کرتا، تو اُس کے لیے انتہائی سخت وعید وارد ہوئی ہے۔ بہر حال باجماعت نماز پڑھنا واجب ہے۔ جیسا کہ سیّدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ أَعْمٰى . فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّهُ لَيْسَ لِيْ قَائِدٌ يَقُوْدُنِي إِلَى الْمَسْجِدِ ، فَسَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُرَخِّصَ لَهُ فَيُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِهٖ فَرَخَّصَ لَهُ ، فَلَمَّا وَلَّى دَعَاهُ فَقَالَ: هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلٰوةِ؟ فَقَالَ: نَعَمْ . قَالَ: فَأَجِبْ .)) [1]

''ایک نابینا آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے پاس کوئی آدمی نہیں جو مجھے مسجد میں لائے۔ یہ کہہ کر اُس نے نماز گھر پڑھنے کی رخصت چاہی۔ رسول اللہ ﷺ نے اُسے رخصت دے دی، لیکن جب وہ واپس ہوا، تو اُسے پھر بلایا اور پوچھا: کیا تو اذان سنتا ہے؟ اُس نے عرض کی: جی ہاں! اے اللہ کے رسول ﷺ! تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر مسجد میں آ کر نماز پڑھا کر۔''

ذرا غور فرمایئے کہ نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے ایک نابینا شخص کو اذان سننے کے بعد گھر میں نماز پڑھنے کی رخصت نہیں دی تو بینا (آنکھوں سے دیکھنے والا) شخص کو بلاعذر شرعی گھر میں نماز پڑھنے کی رُخصت کیسے ہوگی؟ باجماعت نماز پڑھنے کی بہت زیادہ فضیلت بیان ہوئی ہے۔ جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِى نَفْسِى بِيَدِهِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْطَبْ ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ أُخَالِفَ

[1] صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب يجب إتيان المسجد على من سمع النداء، رقم: ١٤٨٦.

إِلَى رِجَالٍ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ .)) [1]

''اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں نے ارادہ کیا کہ لکڑیاں اکٹھی کرنے کا حکم دوں، تو لکڑیاں اکٹھی کر لی جائیں، پھر میں نماز کا حکم دوں، اور نماز کے لیے اذان کہی جائے اور پھر میں ایک شخص کو نمازِ باجماعت پڑھانے کے لیے کھڑا کروں اور خود ایسے لوگوں کو ان کے گھروں سمیت جلا ڈالوں جو باجماعت نماز پڑھنے کے لیے نہیں آتے۔''

یہ شدید وعید اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ ہر مسلمان پر باجماعت نماز ادا کرنا واجب ہے، لیکن افسوس کہ ہمارے معاشرے میں اس کی چنداں اہمیت نہیں ہے، اور بہت سے لوگ اذان کی آواز سننے کے بعد بھی اپنے اپنے کاموں اور کاروباروں میں مصروف رہتے ہیں۔

(42) بلا عذر نماز چھوڑنا:

نماز دین اسلام کا دوسرا بنیادی رکن ہے، اور جو شخص بلا عذر شرعی فرض نماز ترک کرتا ہے، یقیناً وہ بہت بڑے گناہ کا مرتکب ہوتا ہے، جس کی پاداش میں اُسے جہنم میں داخل ہونا پڑے گا، مجرمین، اہل جہنم سے جب پوچھا جائے گا کہ تمھیں کس چیز نے جہنم میں داخل کر دیا؟ تو وہ سب سے پہلے اس بات کا اعتراف کریں گے کہ'' ہم لوگ نماز نہیں پڑھتے تھے۔'' چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ۝٤٢ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ۝٤٣﴾

(المدثر: ٤٢۔٤٣)

''تمھیں کس چیز نے جہنم میں پہنچا دیا؟ وہ کہیں گے، ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔''

بہرحال یہ آیت مبارکہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ بلا عذر شرعی فرض نماز ترک کرنے والا اہل جہنم میں سے ہے۔ العیاذ باللہ!

[1] صحيح بخاري، كتاب الاذان، باب وجوب صلوٰة الجماعة، رقم: ٦٤٤.

یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے آدمی کے اسلام اور شرک وکفر کے درمیان نماز ترک کرنے کو ہی حدِّ فاصل قرار دیا ہے، جیسا کہ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ والْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ .)) ❶

''یقیناً آدمی (کے اسلام) اور شرک اور کفر کے درمیان فرق، نماز ترک کرنا ہے۔''

اور ترمذی کے الفاظ یہ ہیں:

((بَيْنَ الْكُفْرِ وَالْإِيْمَان تَرْكَ الصَّلٰوةِ .)) ❷

''کفر اور ایمان کے درمیان فرق، نماز ترک کرنا ہے۔''

اور سیّدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

((اَلْعَهْدُ الَّذِيْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ الصَّلٰوةُ، فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ .)) ❸

''ہمارے اور کافروں کے درمیان جو معاہدہ ہے، وہ نماز ہے، لہٰذا جس نے نماز چھوڑ دی، اُس نے کفر کیا۔''

(43) بلا عذر نمازِ جمعہ ترک کرنا:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر مؤمن پر جمعہ کی نماز لازم قرار دی ہے، جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ﴾ (الجمعة : ٩)

''اے ایمان والو! جمعہ کے روز جب نماز کے لیے اذان کہی جائے، تو تم اللہ کو

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان اطلاق اسم الكفر على من ترك الصلوٰة، رقم: ٢٤٦ .

❷ سنن ترمذي، كتاب الإيمان، رقم: ٢٦١٨ ـ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ سنن ترمذى، كتاب الإيمان، رقم: ٢٦٢١ ـ مسند احمد، ٢٤٦/٥، رقم: ٢٢٩٣٧ ـ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٤١٤٣ .

یاد کرنے کے لیے تیزی کے ساتھ لپکو، اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔"

دراصل نمازِ جمعہ کا شمار اسلام کے عظیم ترین شعائر میں ہوتا ہے، جس میں بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہیں، لہٰذا جو لوگ بلا عذر جمعہ کی نماز ترک کرتے ہیں، وہ بلاشبہ گناہِ کبیرہ کے مرتکب ہیں، اور ایسے لوگوں کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے ایسی بہت سی احادیث صحیحہ ثابت ہیں، جن میں بڑی سخت وعیدیں بیان ہوئی ہیں۔ جن میں سے چند احادیث ہم ذیل کی سطور میں نقل کر رہے ہیں۔

(1) سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے نمازِ جمعہ میں شرکت نہ کرنے والوں کے بارے میں فرمایا:

((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رَجُلًا يُّصَلِّي بِالنَّاسِ ثُمَّ أُحَرِّقَ عَلٰى رِجَالٍ يَّتَخَلَّفُونَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوتَهُمْ .)) [1]

"کبھی میں ارادہ کرتا ہوں کہ ایک آدمی کو امامت پر مامور کر کے خود جا کر جمعہ سے غیر حاضر رہنے والوں کو ان کے گھروں سمیت جلا ڈالوں۔"

(2) سیّدنا عبداللہ بن عمر اور سیّدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُونُنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ .)) [2]

"لوگ جمعہ ترک کرنے سے باز آ جائیں، ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا، پھر وہ بلاشبہ غافل لوگوں میں سے ہو جائیں گے۔"

(3) اور سیّدنا ابو جعد ضمری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

---

[1] صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلوٰة الجماعة وبیان التشدید فی التخلف عنها، رقم: ١٤٨٥.

[2] صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب التغلیظ فی ترک الجمعة، رقم: ٢٠٠٢.

((مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهِ .)) [1]

''جس کسی نے محض سستی کی وجہ سے تین مرتبہ جمعہ چھوڑا، اللہ اُس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔''

(44) زکوٰۃ ادا نہ کرنا:

زکوٰۃ ادا نہ کرنا سخت وعید کا سبب اور بڑے گناہوں میں سے ایک گناہ ہے، کیوں کہ زکوٰۃ دینِ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ زکوٰۃ مال داروں کے ذمہ فقراء کا حق ہے، اور مال داروں پر لازم ہے کہ اس حق کو مستحقین تک پہنچائیں۔ جو لوگ زکوٰۃ کی ادائیگی سے بھاگتے ہیں، ان کے متعلق قرآنِ مجید اور احادیث میں بڑی سخت وعید اور آخرت میں دردناک عذاب کی وعید بیان ہوئی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ ﴾ (التوبة : ٣٤)

''اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں، اور اُسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو آپ انھیں دردناک عذاب کی خوشخبری دے دیجیے۔''

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ ﴾

(آل عمران : ١٨٠)

---

[1] سنن الترمذي، كتاب الجمعه، رقم: ٥٠٠، سنن ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوٰة والسنة فيها، رقم: ١١٢٥۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

’’اور جو لوگ اس فضل میں بخل کرتے ہیں جو اللہ نے انھیں دیا ہے، وہ اسے اپنے حق میں بہتر نہ سمجھیں، بلکہ وہ تو ان کے لیے بُری چیز ہے، جس مال میں وہ بخل کر رہے ہیں، قیامت کے دن وہ ان کی گردن میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا، اور آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ کے لیے ہے، اور اللہ تمہارے اعمال سے بخوبی آگاہ ہے۔‘‘

اور جو لوگ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے، قیامت کے روز ان کا مال گنجا سانپ بن کر ان کو ڈسے گا۔ جیسا کہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِى بِشِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا مَالُكَ أَنَا كَنْزُكَ .)) [1]

’’جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا، اور اُس نے اُس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے روز اُس کا مال ایسے گنجے سانپ کی شکل اختیار کر کے جس کی آنکھوں پر دو (سیاہ) نقطے ہوں گے، اُس کے گلے کا طوق بن جائے گا، پھر اُس کے دونوں جبڑے چیر کر کہے گا: میں تیرا مال اور خزانہ ہوں۔‘‘

نیز جو شخص زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، وہ قیامت کے روز جہنم میں ہوگا، جیسا کہ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَانِعُ الزَّكوٰةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِى النَّارِ .)) [2]

’’زکوٰۃ ادا نہ کرنے والا قیامت کے روز آگ میں ہوگا۔‘‘

---

[1] صحيح بخاري، كتاب الزكوٰة، باب اثم مانع الزكوٰة، رقم: ١٤٠٣.

[2] صحيح الترغيب والترهيب، رقم: ٧٦٠.

(45) طاقت کے باوجود حج نہ کرنا:

حج دین اسلام کا پانچواں رکن اور عظیم ترین اسلامی شعار ہے، جو شخص سامانِ سفر اور زادِ راہ رکھتا ہو، اُس پر لازم ہے کہ فریضۂ حج کی ادائیگی کرے۔ اور جو شخص طاقت کے باوجود اس فریضہ کی ادائیگی نہیں کرتا، وہ بہت بڑے جرم اور گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴿٩٧﴾﴾ (آل عمران : ۹۷)

’’اور اللہ کی رضا کے لیے بیت اللہ کا حج کرنا ان لوگوں پر فرض ہے، جو وہاں پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں۔ اور جو کوئی کفر کرے، تو اللہ تعالیٰ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔‘‘

ملاحظہ :......اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں طاقت کے باوجود حج نہ کرنے کو ’’کفر‘‘ سے تعبیر کیا ہے۔

علاوہ ازیں امام ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

’’سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا مقصد ہے کہ میں لوگوں کو مختلف شہروں میں بھیجوں۔ وہ دیکھیں جو لوگ باوجود مال رکھنے کے حج نہیں کرتے، ان پر جزیہ لگا دیں، وہ مسلمان نہیں ہیں، وہ مسلمان نہیں ہیں۔‘‘ (تفسیر ابن کثیر: ۵۲۰/۱۰)

(46) بلا عذر رمضان کے روزے ترک کرنا:

رمضان المبارک کے روزے رکھنا دین اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن اور انتہائی عظیم الشان فریضہ ہے۔ جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے سابقہ امتوں کی طرح اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی فرض کیا ہے۔ اور جو شخص بلا عذرِ شرعی روزہ خوری کرے، اُس کے لیے

بڑی سخت وعید وارد ہوئی ہے۔ چنانچہ روزہ کی فرضیت بیان کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشادفرمایا:

﴿يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٨٣﴾﴾ (البقرة: ١٨٣)

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کردیئے گئے ہیں، ویسے ہی جیسے تم سے پہلے لوگوں پرفرض کیے گئے تھے، تاکہ تم تقویٰ کی راہ اختیار کرو۔''

اور جولوگ بلاعذرِشرعی روزہ چھوڑ دیتے ہیں، ان کے لیے بڑی سخت وعید وارد ہوئی ہے۔ چنانچہ سیّدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ؟ إِذَا رَجُلَان، فَأَخَذَا بِضُبْعَيَّ، فَأَتَيَابِيْ جَبَلًا وَعْرًا، فَقَالَالِيْ: اِصْعَدْ، حَتّٰى إِذَا كُنْتُ فِي سَوَاءِ الْجَبَلِ، فَإِذَا أَنَا بِصَوْتٍ شَدِيْدٍ، فَقُلْتُ: مَا هٰذِهِ الْأَصْوَاتُ؟ قَالَ: هٰذَا عَوَاءُ أَهْلِ النَّارِ، ثُمَّ انْطُلِقَ بِيْ؛ فَإِذَا أَنَا بِقَوْمٍ مُّعَلَّقِيْنَ بِعَرَاقِيْبِهِمْ مُشَقَّقَةً أَشْدَاقُهُمْ، تَسِيْلُ أَشْدَاقُهُمْ دَمًا، فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ فَقِيْلَ: هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يُفْطِرُوْنَ قَبْلَ تَحِلَّةِ صَوْمِهِمْ.)) [1]

''میں سویا ہوا تھا، اور میرے پاس دو آدمی آئے، انھوں نے مجھے بازوؤں سے پکڑا اور مجھے ایک مشکل چڑھائی والے پہاڑ پر لائے، اور دونوں نے کہا: اس پر چڑھیں۔ میں نے کہا: میں نہیں چڑھ سکتا۔ انھوں نے کہا: ہم آپ کے لیے سہولت پیدا کردیں گے۔ پس میں چڑھ گیا، یہاں تک کہ میں پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گیا، جہاں میں نے شدید چیخ وپکار کی آوازیں سنیں۔ میں نے پوچھا: یہ

[1] صحيح ابن حبان، رقم: ٧٤٤٨۔ ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

آوازیں کیسی ہیں؟ انھوں نے بتایا: یہ جہنمیوں کی چیخ و پکار ہے۔ پھر وہ میرے ساتھ آگے بڑھے، جہاں میں نے چند لوگ اُلٹے لٹکے ہوئے دیکھے، جن کے منہ چیرے ہوئے ہیں اور ان سے خون بہہ رہا ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: یہ وہ لوگ ہیں جو روزہ وقت سے پہلے افطار کیا کرتے تھے۔''

دیکھیے! روزہ وقت سے قبل افطار کرنے پر اتنی سخت سزا ہے تو جو سرے سے روزہ رکھے ہی نہ، اس کی سزا کتنی سخت ہوگی، آپ خود اُس کا اندازہ کرلیں۔

(47) کفار کی پیروی کرنا:

نیک لوگوں کے راستے یعنی صراطِ مستقیم کو چھوڑ کر کفار کے راستے کی پیروی کرنا انتہائی خطرناک اور مہلک گناہ ہے۔ صاحبِ بصیرت اور شریعت اسلامیہ سے واقف کوئی شخص اس کھلی حقیقت سے انکار نہیں کرسکتا کہ آج مسلمانوں کی اکثریت نے بہت ساری چیزوں میں کفار کی پیروی شروع کر رکھی ہے۔ سیرت، عادات و اطوار، گفتار و کردار اور چھوٹی بڑی بہت سی چیزوں میں ہم نے اہل مشرق کے ''ملاحدہ'' اور اہل مغرب کے ''لادینوں'' کی تقلید کو اپنایا ہوا ہے۔ بہرحال مسلمانوں کے لیے کسی کافر کی پیروی قطعی ناجائز اور حرام ہے۔ اور اس کی دلیل اللہ تبارک وتعالیٰ کا وہ ارشاد ہے، جس میں مسلمانوں کو نماز کے دوران دعائیہ کلمات سکھائے گئے ہیں۔

﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝﴾ (الفاتحة: ۵-۷)

''(اے اللہ!) ہمیں سیدھی راہ پر چلا۔ ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا، ان کی راہ پر نہیں، جن پر تیرا غضب نازل ہوا، اور نہ ان کی جو گمراہ ہوئے۔''

نیز رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو ''نمازِ وتر'' میں جو دعا مانگنے کے

لیے کلمات سکھائے، ان میں اوّل کلمات یہ تھے:

((اَللّٰهُمَّ اهْدِنِى فِيمَنْ هَدَيْتَ .)) [1]

''اے اللہ! مجھے ان لوگوں کی راہ پر چلا، جنھیں تو نے راہ دکھائی۔''

ان پر دو دلیلوں سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نیک اور صالح بندوں کا راستہ الگ ہے یہود ونصاریٰ اور دیگر کفار کا راستہ الگ ہے۔

(48) بدعتی کو پناہ دینا:

دین اسلام میں کوئی نئی بات نکالنا، بدعت ہے۔ اور جو شخص اہل بدعت کو پناہ دے یا ان کی عزت کرے، وہ اللہ کے ہاں بہت بڑا مجرم ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت کا مستحق ہے۔ جیسا کہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا ، أَوْ آوَىٰ مُحْدِثًا ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَآئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا .)) [2]

''جس نے بدعت کا ارتکاب کیا یا بدعتی کو پناہ دی اُس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، اللہ کے ہاں اُس کی نفلی اور فرضی (دونوں) عبادتیں غیر مقبول ہیں۔''

اور سیّدنا ابراہیم بن میسرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] سنن نسائي، كتاب قيام الليل وتطوع النهار، باب الدعاء فى الوتر، رقم: ١٧٤٥۔ علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] صحيح مسلم، كتاب الحج، باب فضل المدينة، رقم: ٣٣٢٧.

((مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ ، فَقَدْ أَعَانَ عَلٰى هَدْمِ الْإِسْلَامِ .)) [1]

''جس نے بدعتی کی عزت کی، یقیناً اُس نے اسلام کو گرانے میں مدد کی۔''

سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ ، مَنْ وَرَدَهُ شَرِبَ مِنْهُ وَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ [بَعْدَهُ] أَبَدًا ، لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُونَنِي ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ . وَكَانَ أَبُوسَعِيدٍ الْخُدْرِيّ يَزِيدُ فِيهِ ، قَالَ: ((إِنَّهُمْ مِنِّي .)) فَيُقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا بَدَّلُوا بَعْدَكَ ، فَأَقُولُ: سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ بَدَّلَ بَعْدِي .)) [2]

''میں ''حوضِ کوثر'' پر تمہارا انتظار کر رہا ہوں گا، جو شخص وہاں آئے گا، وہ اُس میں سے پیئے گا اور جو اُس کا پانی پی لے گا وہ اُس کے بعد کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ میرے پاس ایسے لوگ بھی آئیں گے، جنھیں میں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے، پھر میرے اوران کے درمیان پردہ ڈال دیا جائے گا۔ البتہ سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ یہ لفظ زیادہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے: یہ لوگ تو میری اُمت کے ہیں، ارشاد ہوگا: آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد انھوں نے کیا تبدیلیاں کردی تھیں؟ تو میں کہوں گا: ان لوگوں کے لیے دوری ہو، دوری ہو، جنھوں نے میرے بعد دین میں تبدیلیاں کردی تھیں۔''

معاذ اللہ! کوئی نئی بات داخل دین کرنا کتنا بڑا اور مہلک گناہ ہے؟ اللہ تعالیٰ ہمیں اہل بدعت کو پناہ دینے، ان کی تکریم اور بدعت کے ارتکاب سے محفوظ رکھے۔ آمین!

---

[1] شعب الإيمان، للبيهقى، باب مباعدة الكفار والمفسدين والغلظة عليهم، رقم: ٩٤٦٤ـ المشكوٰة، رقم: ١٨٩.

[2] صحيح بخاري، كتاب الفتن، باب ماجآء في قول الله تعالىٰ: ﴿ وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَآصَّةً ﴾ (الأنفال: ٢٥) رقم: ٧٠٥٠، ٧٠٥١.

(49) سودخوری:

سودخوری کبیرہ گناہوں میں سے ایک بہت بڑا گناہ ہے، تاہم اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ مقدس میں سودخوروں کے علاوہ کسی دوسرے سے اعلانِ جنگ نہیں فرمایا۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ﴾

(البقرة: ٢٧٨-٢٧٩)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور جو سود لوگوں کے پاس باقی رہ گیا ہے، اگر ایمان والے ہو، تو اُسے چھوڑ دو۔ اگر تم نے ایسا نہیں کیا، تو اللہ سے اور اُس کے رسول سے جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔''

اور سود کھانے والوں، اور اس کا لین دین کرنے والوں کی مذمت میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا ۭ فَمَنْ جَاۗءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ۭ وَ اَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ وَ مَنْ عَادَ فَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝﴾

(البقرة: ٢٧٥)

''جو لوگ سود کھاتے ہیں، وہ (اپنی قبروں سے) اس طرح اُٹھیں گے، جس طرح وہ آدمی جسے شیطان اپنے اثر سے دیوانہ بنا دیتا ہے، یہ (سزا انھیں) اس لیے (ملے گی) کہ وہ کہا کرتے تھے، خرید وفروخت بھی تو سود ہی کی مانند ہے، حالانکہ اللہ نے خرید وفروخت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے، پس

جس کے پاس اُس کے رب کی یہ نصیحت پہنچ گئی، اور وہ (سود لینے سے) باز آ گیا، تو ماضی میں جو لے چکا ہے وہ اُس کا ہے، اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے، اور جو اُس کے بعد لے گا، تو وہی لوگ جہنمی ہوں گے، اُس میں ہمیشہ کے لیے رہیں گے۔''

سود جیسے عظیم ترین جرم کی قباحت کو بیان کرنے کے لیے یہی دو آیتیں کافی ہیں۔

بہرحال تجارت اور ملکی سطح پر غور وفکر کرنے والے شخص کے لیے ان تباہ کاریوں اور ہلاکت آفرینیوں کا ادراک قطعاً مشکل نہیں، جو صرف اور صرف سودی لین دین کی پیدا کردہ ہیں۔ جن میں افلاس، قرضوں کی ادائیگی سے عاجزی، اقتصادی ڈھانچے میں کمزوری اور معاشرے میں غربت و مفلسی اور امارت کے تعلق سے طبقاتی کشمکش کا وجود میں آنا وغیرہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ اور ایسے میں نتیجتاً ملک کا بہتر سرمایہ چند افراد کے ہاتھوں میں گردش کرتا رہتا ہے، لیکن اس کھلی حقیقت سے کسی کو انکار نہیں ہے کہ سود خوروں میں اکثر لوگ محرومیوں کی عبرت ناک تصویر بن کے رہ جاتے ہیں۔ اور شاید یہ اس برے انجام کی ایک جھلک ہے، جو سود خوروں کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اعلانِ جنگ کی انتہائی سخت وعید اور تنبیہ کی صورت میں موجود ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے فرمانِ عالی شان کے مطابق سودی کاروبار میں شرکت کرنے والے تمام افراد لعنت کے مستحق ہیں۔ چنانچہ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا، وَمُوكِلَهُ، وَكَاتِبَهُ، وَشَاهِدَيْهِ، وَقَالَ: هُمْ سَوَاءٌ.)) [1]

''رسول مکرم ﷺ نے سود کھانے والوں، کھلانے والوں، لکھنے والوں اور گواہی دینے والوں سب پر لعنت فرمائی ہے، بلکہ فرمایا کہ یہ سب برابر کے گناہ

[1] صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب لعن آكل الربا ومؤكله، رقم: ٤٠٩٣.

گار ہیں۔''

معلوم ہوا کہ سودی کاروبار میں معاونت کرنے والے جملہ اُمور قطعاً ناجائز ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بنک میں ملازمت کرنا بھی حرام ہے۔

یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ سود کی حرمت تمام افراد کے لیے عام ہے، چاہے کوئی سرمایہ دار ہو، یا فقیر، مسکین، یا کوئی بھی شخص اس حرمت کے حکم سے خالی نہیں ہے۔

امر واقع شاہد ہے کہ کتنے ہی سرمایہ داروں، اور بڑے بڑے تاجروں کو سود نے مفلس بنا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((دِرْهَمُ رِبًا يَأْكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ ، أَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَثَلاثِينَ زَنْيَةً .)) [1]

''جو آدمی سود جاننے کے باوجود اُس کا ایک درہم کھاتا ہے (وہ اُس کے لیے) چھتیس مرتبہ کے زنا سے زیادہ بھاری اور سخت ہے۔''

سود کھانے والے حضرات اس حدیث پر ذرا غور فرمائیں، اور سود کا کم سے کم وبال یہ ہے کہ سود والا مال گنتی میں کتنا ہی زیادہ ہو جائے، مگر اُس کی برکت قطعی طور پر ختم ہو جاتی ہے، جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَا أَحَدٌ أَكْثَرَ مِنَ الرِّبَا إِلَّا كَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهِ إِلَىٰ قِلَّةٍ .)) [2]

''سودی مال خواہ کتنا ہی زیادہ ہو، مگر اس کا انجام سوائے کمی کے کچھ نہیں ہوتا۔''

---

[1] مسند أحمد، ۵/ ۲۲۵، رقم: ۲۱۹۵۷۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ۳۳۷۵۔ سلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم: ۱۰۳۳.

[2] سنن ابن ماجه، كتاب التجارات، باب التغليظ فى الربا، رقم: ۲۲۷۹۔ مستدرك حاكم: ۲/ ۳۷، رقم: ۲۳۹۰۔ حاکم اور علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

(50) رشوت لینا اور دینا:

رشوت لینا اور دینا کبیرہ گناہوں میں سے ایک گناہ ہے، اور اس کی صورت یہ ہے کہ کسی آدمی کو اُس کے حق سے محروم کرنے یا کوئی ناجائز اور غیر قانونی کام نکلوانے کی غرض سے حاکم یا جج صاحبان یا کسی بھی صاحبِ عہدہ کو رشوت دینا، اور اُس کا رشوت کو قبول کرنا، انتہائی گھٹیا جرم ہے، اس لیے کہ اس قسم کے کام فیصلوں میں ناانصافی کرنے، صاحب حق پر ظلم وستم ڈھانے، اور کرۂ ارض پر فتنہ بپا کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَأْكُلُوٓا۟ أَمْوَٰلَكُم بَيْنَكُم بِٱلْبَٰطِلِ وَتُدْلُوا۟ بِهَآ إِلَى ٱلْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا۟ فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَٰلِ ٱلنَّاسِ بِٱلْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝١٨٨﴾

(البقرة: ۱۸۸)

’’اور تم اپنے اموال آپس میں ناحق نہ کھاؤ، اور نہ معاملہ حکام تک اس غرض سے پہنچاؤ، تاکہ لوگوں کے مال کا ایک حصہ ناجائز طور پر جانتے ہوئے کھا جاؤ۔‘‘

اور رسول مکرم ﷺ نے فیصلے میں رشوت دینے اور لینے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے، جیسا کہ سیّدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلرَّاشِيْ وَالْمُرْتَشِيْ فِي الْحُكْمِ .)) [1]

’’رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں پر لعنت کی ہے جو فیصلہ کرتے یا کراتے ہوئے رشوت لیں یا دیں۔‘‘

افسوس کہ دورِ حاضر میں رشوت کا دائرہ وسیع پیمانے پر پہنچ چکا ہے، ملازمت پیشہ افراد تو اپنی ماہانہ تنخواہ سے کہیں زیادہ رشوت سے کما لیتے ہیں، اور ان کے بیشتر معاملات رشوت کے

---

[1] سنن الترمذي، كتاب الأحكام، باب ماجاء في الراشي والمرتشي في الحكم، رقم: ١٣٣٦ ـ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔

لین دین سے شروع ہوتے ہیں، اور اسی پر اختتام پذیر ہوتے ہیں۔ یہ مرض ملازمین کی تباہی کا ایک بہت بڑا محرک ہے، اچھا عہدہ صرف اُسی شخص کو نصیب ہوتا ہے جو کسی اہلکار کی مٹھی گرم کرے، جو ایسا نہ کر سکے وہ اچھے عہدے سے بالکل محروم رہتا ہے۔ اور اس کے برعکس جو لوگ بذریعہ رشوت اپنے معاملات چلاتے ہیں، یہ رشوت کے ذریعے تو بڑے بڑے عہدوں پہ فائز ہوتے ہیں، اور پھر اپنے منصب کا ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہوئے لوگوں کی حق تلفی کرتے ہیں، اور کہیں پہلے فارغ ہو کر واپس چلے جاتے ہیں۔

اس طرح کے ظالم اور سخت دل لوگوں کا رسول اللہ ﷺ کی اس بددعا کا نشانہ اور ہدف بنتے ہوئے رحمت الٰہیہ سے دھتکار دیا جانا کچھ بعید از عقل یا تعجب خیز نہیں ہے۔ چنانچہ سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الرَّاشِيْ وَالْمُرْتَشِيْ .)) [1]

''رشوت دینے اور لینے والے (دونوں پر) اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔''

(51) زمین پر ناجائز قبضہ کرنا:

جب انسان کے دل سے اللہ تعالیٰ کا خوف ختم ہو جائے، تو انسان کی نفسی اور ذہنی قوت اُس کے لیے وبالِ جان بن جاتی ہے، اس لیے کہ وہ اُس نفسی اور ذہنی قوت کو لوگوں پر ظلم ڈھانے اور ان کے اموال پر قبضہ کرنے میں استعمال کرتا رہتا ہے۔ ان مظالم میں سے ایک بہت بڑا ظلم دوسروں کی زمینوں اور جائیدادوں پر ناجائز قبضہ اور انھیں غصب کرنا ہے، جبکہ اس گناہ کی اسلام میں بڑی بھیانک سزا مقرر ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَخَذَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهٖ خُسِفَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِلٰى سَبْعِ أَرْضِيْنَ .)) [2]

---

[1] سنن ابن ماجه، كتاب الاحكام، باب التغليظ فى الحيف والرشوة، رقم: ۲۳۱۳۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٥١١٤.

[2] صحيح بخاري، كتاب المظالم، باب إثم من ظلم شيئًا من الأرض، رقم: ٢٤٥٤.

''جس شخص نے ناحق کسی کی زمین کا تھوڑا سا حصہ بھی دبالیا، تو قیامت کے روز اُسے سات زمینوں تک دھنسایا جائے گا۔''

اور سیّدنا یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

((أَيُّمَا رَجُلٍ ظَلَمَ شِبرًا مِنَ الْأَرْضِ ، كَلَّفَهُ اللّٰهُ أَنْ يَحْفِرَهُ حَتَّى يَبْلُغَ آخَرَ سَبْعِ أَرْضِينَ ، ثُمَّ يُطَوَّقُهُ إِلىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ .)) ❶

''جس شخص نے کسی کی زمین پر صرف ایک بالشت قبضہ کیا، اللہ تعالیٰ اُسے قیامت کے روز سات زمینیں کھودنے کی سزا دے گا، اور جب وہ کھودنے سے فارغ ہو جائے گا، تو اللہ تعالیٰ ان زمینوں کا طوق اُس کے گلے میں ڈال دے گا جو اُس وقت تک گلے پر پھنسا رہے گا، جب تک کہ تمام اہل محشر کے درمیان فیصلہ نہ ہو جائے۔''

نیز وہ لوگ بھی مذکورہ بالا شدید ترین وعید کا ہدف بنیں گے جو زمین کی علامات وحدود تبدیل کرنے کے جرم کے مرتکب ہیں۔ جس سے ان کی زمین کچھ کھلی اور کشادہ ہو جاتی ہے۔

(52) سفارش کے عوض تحفہ قبول کرنا:

یقیناً کسی شخص لوگوں کے درمیان صاحب مقام و مرتبہ ہونا، اُس پر اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے، بشرطیکہ اُس کا شکر بجا لائے، شکر بجا لانے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے اس مقام و مرتبہ کو لوگوں کو نفع پہنچانے میں صرف کرے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے عموم سے ظاہر ہوتا ہے۔

((مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ .)) ❷

---

❶ مسند أحمد، ٤ / ١٧٣، رقم: ١٧٥٧١۔ مشكوٰة المصابيح، رقم: ٢٩٦٠۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٢٧٢٢۔ سلسلة الصحيحه، رقم: ٢٤٠.

❷ صحيح مسلم، كتاب السلام، باب استحباب الرقية من العين والنملة والحمة والنظرة، رقم: ٥٧٢٧.

''تم میں سے جو شخص اپنے کسی بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہو، تو ضرور پہنچائے۔''

جو شخص اپنے مقام و مرتبہ کے سبب اپنے کسی بھائی کو فائدہ پہنچائے، جس میں شرعاً کوئی قباحت نہ ہو، تو وہ اللہ کے ہاں اجر وثواب کا مستحق ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِشْفَعُوْا فَلْتُوْجَرُوْا .)) ❶

''تم سفارش کر دیا کرو، تمھیں اس کا ثواب مل جائے گا۔''

لیکن جو شخص اپنے منصب کی وجہ سے سفارش کرنے یا کسی کام میں وسیلہ بننے پر کوئی نذرانہ یا تحفہ قبول کرے، یہ اُس کے لیے جائز نہیں ہے۔ اور اس کی دلیل سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی وہ حدیث ہے، جس میں رسول معظم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ شَفَعَ لِأَخِيْهِ شَفَاعَةً فَأَهْدٰى لَهُ هَدِيَّةً عَلَيْهَا فَقَبِلَهَا: فَقَدْ أَتٰى بَابًا عَظِيْمًا مِنْ أَبْوَابِ الرِّبَا .)) ❷

''جو شخص اپنے کسی بھائی کی سفارش کرے، جس پر اُسے کوئی ہدیہ پیش کیا جائے، اور وہ اُسے قبول کرلے، تو وہ شخص سود کے ایک (بہت) بڑے دروازے میں گھس گیا۔''

بعض لوگ اپنے منصب اور وسیلہ بننے کے عوض لوگوں سے معاوضہ کے طور پر مال لیتے ہیں، بلکہ اس شرط پر کام کرنے کا عقد کرتے ہیں، جیسے کسی شخص کو ملازمت دلوانا، یا ایک دفتر سے دوسرے دفتر منتقل کرنا وغیرہ۔ واضح ہو کہ ان تمام صورتوں میں جو بھی معاوضہ وصول کیا جائے گا، وہ سب کا سب قطعی حرام ہے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہو چکا ہے۔

---

❶ صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب تعاون المؤمنين بعضهم بعضًا، رقم: ٦٠٢٧، ٦٠٢٨.

❷ سنن ابى داؤد، كتاب البيوع والإجارات، باب فى الهدية لقضاء الحاجة، رقم: ٣٥٤١ ـ مشكوٰة المصابيح، رقم: ٣٧٥٧ ـ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٦٣١٦.

بہر حال کسی شخص کو اُس کے ''منصب'' یا اس کے ''وسیلہ'' کی بنیاد پر اُس سے سفارش حاصل کر کے اُسے مال دینا، حرام ہے۔

(53) سرکاری خزانے میں خرد برد کرنا:

سرکاری خزانہ یعنی بیت المال میں قوم کے فقراء اور غرباء کا حق ہوتا ہے، اور اسے ملکی کاموں پر بھی صرف کیا جاتا ہے، اور جو کوئی اس میں خرد برد کرے، وہ گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہے بیت المال میں خورد برد کرنے سے نہ صرف غربا اور فقراء کی حق تلفی ہوتی ہے، بلکہ ملکی ضروریات کو پورا کرنے میں بھی حرج ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایسے شخص کے بارے میں بڑی سخت وعید وارد ہوئی ہے۔ چنانچہ سیّدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول معظم ﷺ نے انھیں فرمایا:

((قُمْ عَلٰى صَدَقَةِ بَنِيْ فُلَانٍ، وَانْظُرْ لَا تَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِبَكْرٍ تَحْمِلُهُ عَلٰى عَاتِقِكَ لَهُ رُغَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِصْرِفْهَا عَنِّيْ. فَصَرَفَهَا عَنْهُ.)) [1]

''تم جاؤ اور فلاں قبیلے کی زکوٰۃ جمع کر کے لاؤ۔ (لیکن ایک بات کا خیال رکھنا) قیامت کے روز ایسی حالت میں نہ آنا کہ تمہاری گردن پر جوان اُونٹ ہو جو بلبلا رہا ہو۔ سیّدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے اس ذمہ داری سے سبکدوش کر دیجیے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں سبکدوش فرما دیا۔''

(54) یتیم کا مال کھانا:

ہر مسلمان کا، بلکہ ہر آدمی کا فریضہ ہے کہ وہ یتیموں کے ساتھ حسن سلوک کرے،

---

[1] مسند أحمد، ۲۸۵/۵، رقم: ۲۲٤٦۱۔ شیخ شعیب ارناؤط نے اسے ''صحیح لغیرہ'' کہا ہے۔ مسند البزار، رقم: ۳۷۳۷.

ان سے شفقت اور مہربانی کا سا معاملہ کرے، بالخصوص جو شخص ان کے مال کی سرپرستی اور نگہداشت کے لیے مقرر ہو تو اُس پر بالا ولیٰ لازم ہے کہ وہ ان سے اچھا سلوک کرے۔ اور جو شخص اچھا سلوک کرنے کی بجائے یتیم بچوں کا مال ناجائز طریقے سے ہڑپ کر جائے، تو وہ شخص نہایت سخت گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہے، اور اُس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَ سَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝۱۰﴾ (النساء: ۱۰)

''جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں، وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور عنقریب بھڑکتی آگ کا مزہ چکھیں گے۔''

اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَرْبَعٌ: حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ أَنْ لا يُدْخِلَهُمُ الْجَنَّةَ ، وَلا يُذِيقَهُمْ نَعِيمَهَا: مُدْمِنُ الْخَمْرِ ، وَآكِلُ الرِّبَا ، وَآكِلُ مَالِ الْيَتِيمِ بِغَيْرِ حَقٍّ ، وَالْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ .)) [1]

''اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ وہ چار آدمیوں کو جنت میں داخل نہیں کرے گا، اور نہ وہاں کی نعمتوں کا انھیں مزہ چکھائے گا، (وہ چار قسم کے لوگ مندرجہ ذیل ہیں:)

۱: مسلسل شراب پینے والا یعنی عادی شرابی۔ ۲: سود کھانے والا۔ ۳: یتیم کا مال ناجائز طریقے سے کھانے والا۔ ۴: اپنے والدین کی نافرمانی کرنے والا۔''

نیز سیّدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِجْتَنِبُوْا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ .))

---

[1] مستدرك حاكم، رقم: ۲۳۰۷۔ امام حاکم نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

''سات گناہوں سے بچو، جو تباہ کر دینے والے ہیں۔''

اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ سات گناہ کون سے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سات میں سے ایک ''یتیم کا مال ہضم کرنے والا'' بھی بتایا ہے۔ جیسا کہ بخاری کے الفاظ ہیں:

((وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ .))

''اور یتیم کا مال کھانا۔'' [1]

(55) حرام مال کھانا:

باطل طریقے سے کسی کا مال ہڑپ کرنا قطعی ناجائز و حرام اور مہلک ترین گناہِ کبیرہ ہے، جو شخص اس گناہ کا ارتکاب کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں اُس کی کوئی دُعا قبول نہیں ہوتی، اور مزید یہ کہ ایسا شخص قیامت کے روز جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ﴾ (البقرۃ: ۱۸۸)

''اور تم اپنے اموال آپس میں ناحق نہ کھاؤ۔''

اور سیّدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا ، وَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ ، فَقَالَ عَزَّوَجَلَّ ﴿ يَٰٓأَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَٰتِ وَاعْمَلُوا صَٰلِحًا إِنِّى بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝ ﴾ (المؤمنون: ۵۱) وَقَالَ: ﴿ يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَٰتِ مَا رَزَقْنَٰكُمْ ﴾ (البقرة: ۱۷۲) ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ ، أَشْعَثَ أَغْبَرَ ، يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَآءِ ، يَا رَبِّ يَا رَبِّ! وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ ،

[1] صحيح بخاري، كتاب الوصايا، رقم: ٢٧٦٦.

وَمَشْـرَبُـهٗ حَـرَامٌ ، وَمَـلْبَسُـهٗ حَـرَام ، وَغُـذِيَ بِـالْحَرَامِ ، فَأَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ؟)) ❶

''اے لوگو! اللہ پاک ہے، پاک چیز ہی قبول فرماتا ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو بھی اُسی بات کا حکم دیا ہے، جس کا اپنے رسولوں کو حکم دیا تھا:

''اے میرے پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو، بے شک میں تمہارے عملوں کو خوب جانتا ہوں۔''

اور اہل ایمان سے کہا: ''اے ایمان والو! ہماری عطا کردہ پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔''

پھر آپ نے ایک آدمی کا تذکرہ کیا جو ایک طویل سفر طے کرتا ہے اور بکھرے بال، پراگندہ حالت والا ہوتا ہے، اور آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر صدا لگاتا ہے: اے میرے پالنہار! اے میرے پروردگار! حالانکہ اُس کا کھانا حرام، اُس کا پینا حرام، اُس کا پہننا حرام، (حتی کہ) اُس کی ساری غذا حرام ہوتی ہے، پھر بھلا اُس کی دُعا کیسے مقبول ہوگی؟''

اس حدیث نبوی میں دو اُمور بیان کیے گئے ہیں:

1:۔ رزقِ طیب استعمال کرنا چاہیے۔

2:۔ جو لوگ، رزقِ حلال کی بجائے رزقِ حرام کماتے اور کھاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی دُعا مقبول نہیں ہوتی۔ نیز جو لوگ ناجائز طریقے سے کسی کا مال کھاتے ہیں، ان کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

اور سیّدہ خولہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ رِجَـالًا يَتَـخَوَّضُوْنَ فِيْ مَالِ اللّٰهِ بِغَيْرِ حَقٍّ فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .)) ❷

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الزكاة، رقم: ١٠١٥.

❷ صحيح بخاري، كتاب فرض الخمس، باب قوله تعالىٰ: ﴿ فَأَنَّ لِلّٰهِ خمسه وللرسول ﴾ (الأنفال: ٤١) رقم: ٣١١٨.

’’جو لوگ اللہ کے مال میں ناحق تصرف کرتے ہیں، ان کے لیے قیامت کے روز آگ ہوگی۔‘‘

(56) ناپ تول میں کمی کرنا:

ایک دوسرے پر رحم دلی، اور ہمدردی اسلامی اخوت کا فریضہ، اور اُس کا اہم ترین تقاضا ہے۔ اور اسلامی اخوت ہی نہیں، انسانی اخوت بھی اس کا تقاضا کرتی ہے کہ لوگوں کے ساتھ برتاؤ میں اخلاص رکھنا چاہیے، اور آپس میں ناپ تول اور پیمائش میں قطعی طور پر کمی نہیں کرنی چاہیے۔ لہٰذا جو لوگ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں، وہ جرم عظیم کے مرتکب ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے مقدر میں ’’ہلاکت‘‘ لکھ رکھی ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مختلف مقامات پر مختلف انداز میں ناپ تول میں کمی کرنے سے منع فرمایا ہے، جن میں سے چند ایک مقامات ہم ہدیۂ قارئین کرتے ہیں۔

﴿وَ اَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَ زِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۳۵﴾﴾ (بنی اسرائیل: ۳۵)

’’اور جب ناپو تو پیمانہ بھر کر دو، اور درست ترازو سے وزن کرو، یہی بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے زیادہ اچھا ہے۔‘‘

﴿وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ﴿۷﴾ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ﴿۸﴾ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ﴿۹﴾﴾ (الرحمن: ۷۔۹)

’’اور اللہ نے آسمان کو اونچا کیا، اور ترازو بنایا، تاکہ تم تولنے میں حد سے تجاوز نہ کرو اور انصاف کے ساتھ ٹھیک تولا کرو، اور وزن میں کمی نہ کرو۔‘‘

﴿فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ﴾

(الأعراف: ۸۵)

’’پس تم لوگ ناپ اور تول پورا کرو، اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو۔‘‘

مذکورہ بالا آیات سے معلوم ہوا کہ کسی سے مال لیتے وقت یا اُسے دیتے وقت ناپ تول میں کمی نہیں کرنی چاہیے، بلکہ پیمانے کو پورے عدل وانصاف کے ساتھ رکھا جائے اور جو لوگ پیمانے میں گڑ بڑ اور ناپ تول میں کمی کرتے ہیں، ان کے لیے ہلاکت و بربادی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ① الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ② وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ③ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ④ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ⑤ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ⑥﴾

(المطففين: ١ ـ ٦)

''ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے ہلاکت و بربادی ہے۔ جب وہ لوگوں سے ناپ کرتے ہیں، تو پورا پورا لیتے ہیں، اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں، تو کم دیتے ہیں۔ کیا ایسے لوگ یقین نہیں رکھتے کہ وہ دوبارہ زندہ کرکے اُٹھائے جائیں گے۔ ایک عظیم دن کے لیے۔ جس دن لوگ سارے جہان کے پروردگار کے سامنے کھڑے ہوں گے۔''

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ خَمسٌ إِذَا ابْتُلِيْتُمْ بِهِنَّ ، وَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ أَنْ تُدْرِكُوْا هُنَّ .))

''اے مہاجرین کی جماعت! جب تمہیں ان کے ذریعہ آزمایا جائے تو پانچ چیزوں سے میں تمہارے حق میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں کہ تم ان کو پاؤ۔''

جن میں سے ایک چیز یہ ذکر کی:

((وَلَـمْ يُنْقِصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ ، إِلَّا أُخِذُوْا بِالسِّنِيْنَ وَشِدَّةِ

الْمَؤُوْنَةِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَيْهِمْ .)) ❶

''جو لوگ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان میں قحط سالی، معاش کی مصیبت اور ظالم بادشاہ اُن پر مسلط کر دیتا ہے۔''

پس ہر مومن کا یہ فرض ہے کہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے عبرت اور نصیحت پکڑے، اور ایسی بری عادتوں اور خصلتوں سے بالکل گریز کرے، جو ایمان و اسلام کے صریح منافی ہوں۔

(57) دھوکہ، فریب دینا:

اسلامی اور انسانی اخوت کا تقاضا ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان سے اچھا اور مخلصانہ برتاؤ رکھے۔ جس میں کسی قسم کی دھوکہ دہی ہو، اور نہ فریب کاری۔ اور اس کے برعکس جو شخص کسی کے ساتھ دھوکہ اور فریب دہی کرتا ہے، وہ گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کرتا ہے، چنانچہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا .)) ❷

''جس نے ہمیں دھوکہ دیا، وہ ہم میں سے نہیں۔''

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

((مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّی .))

''جس نے دھوکہ دیا، وہ مجھ سے نہیں ہے۔''

نیز دھوکہ اور مکر وفریب انسان کو جہنم میں لے جانے کا سبب ہے۔ چنانچہ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

---

❶ سنن ابن ماجه، کتاب الفتن، باب العقوبات، رقم: ٤٠١٩۔ علامہ البانی نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب قول النبی ﷺ: " من غشنا فلیس منا " رقم: ٢٨٣.

((اَلْمَكْرُ وَالْخَدِيْعَةُ وَالْخِيَانَةُ فِي النَّارِ .)) [1]

''مکار، دھوکہ دہی کرنے والا، اور خیانت کرنے والا شخص جہنمی ہے۔''

(58) دھوکے سے بولی بڑھانا:

ویسے تو دھوکے کی بہت ساری صورتیں ہیں، لیکن ان میں سے ایک اہم اور بڑی صورت یہ بھی ہے کہ ''انسان دھوکے سے اپنے مال کی بولی بڑھائے۔''

''بیع نجش'' عقدِ بیع کی ایک قسم ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ ایک ایسا آدمی جو سودے کا خریدار نہیں ہے، لیکن قیمت میں اضافہ کر کے بولی دیتا ہے، تاکہ دوسرے شخص کو دھوکے میں ڈال کر اُسے مہنگے داموں سودا خریدنے پر آمادہ کرے۔ ایسے لوگ اکثر طور پر دکانداروں سے ملے ہوتے ہیں۔ اس طرح کسی کو دھوکہ دے کر خرید وفروخت کرنا سخت ممنوع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ''بیع نجش'' سے منع فرمایا ہے:

((لَا تَنَاجَشُوْا .)) [2]

''بیع نجش مت کرو۔''

یعنی بغیر نیت خرید کے بولی مت بڑھاؤ۔ کیونکہ یہ اپنے مسلمان بھائی کو کھلا دھوکہ دینا ہے، اور دھوکے سے متعلق رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((اَلْمَكْرُ وَالْخَدِيْعَةُ وَالْخِيَانَةُ فِي النَّارِ .)) [3]

''مکاری، دھوکہ دہی اور خیانت آگ (میں جانے) کا سبب ہیں۔''

لیکن افسوس کہ بہت سے لوگ مارکیٹوں، منڈیوں اور نیلام سنٹروں میں دلالی کی غرض سے گھوم رہے ہوتے ہیں۔ واضح ہو کہ ایسی دلالی کی کمائی حرام ہے، کیونکہ وہ بہت سے ایسے

---

[1] مستدرك حاكم: ٤/٦٠٧، رقم: ٨٨٣١۔ سلسلة الاحاديث الصحيحه، رقم: ١٠٥٧.

[2] صحيح بخاري، كتاب البيوع، باب لا يبيع على بيع أخيه ...... الخ. رقم: ٢١٣٩.

[3] سلسلة الصحيحة، رقم: ١٠٥٧.

اُمور کا ارتکاب کرتے ہیں، جو شرعاً قطعی حرام ہیں، مثلاً خریدار کو دھوکے میں رکھنا، یا منڈی میں (سامان فروخت کرنے والے) اجنبی کو دھوکہ دینے کے لیے سامان کا بھاؤ گھٹانا۔ اور اگر یہی سامان اپنا یا کسی قریبی کا ہو، تو اُس کا بھاؤ بڑھانا وغیرہ وغیرہ۔ بہرحال اس قسم کے لوگ زیادہ نفع کی خاطر قیمتیں بڑھا کر اللہ کے بندوں کو دھوکہ دیتے ہیں، اور ان کے نقصان کے درپے ہوتے ہیں۔

(59) خیانت کرنا:

امانت میں خیانت کرنا، بہت بڑا گناہ ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس فعل بد کے ارتکاب سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴾ (الأنفال : ۲۷)

''اے ایمان والو! اللہ اور رسول کے ساتھ خیانت نہ کرو، اور جانتے ہوئے اپنے پاس موجود امانتوں میں خیانت نہ کرو۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ .)) [1]

''منافق کی تین نشانیاں ہیں: (۱) جب بات کرے جھوٹ بولے۔ (۲) جب وعدہ کرے، تو خلاف ورزی کرے۔ (۳) اور جب اُس کے پاس (کوئی) امانت رکھی جائے، تو خیانت کرے۔''

قرآن اور سنت میں مذکور لفظ ''خیانت'' ہر قسم کے چھوٹے اور بڑے گناہوں کو شامل ہے۔ مثلاً فرائض میں سستی، حدود اللہ سے تجاوز، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار اور اسی طرح

[1] صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب علامات المنافق، رقم: ٣٣.

کے دوسرے گناہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت میں داخل ہیں۔

مالِ غنیمت میں خیانت:

اور امانت میں خیانت کرنے کی مختلف صورتیں ہیں، جن میں سے ایک صورت ''غلول'' ''مالِ غنیمت میں خیانت کرنا'' ہے۔

غیر مسلموں سے جنگ کے دوران حاصل ہونے والے مال کو'' مالِ غنیمت'' کہتے ہیں۔اور جو شخص اپنے امیر کی اجازت کے بغیر اس مال میں سے کچھ لیتا ہے، وہ سنگین جرم کا مرتکب ہوتا ہے، اور وہ مال قیامت کے روز اُس کے لیے آگ کا شعلہ بن کر بھڑک رہا ہوگا۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسے گناہ کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَمَنْ يَّغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾ (آل عمران : ۱٦۱)

''اور جو خیانت کرے گا، وہ قیامت کے دن اُس چیز کے ساتھ آئے گا، جو اُس نے خیانت کی تھی۔''

فتح خیبر کے بعد واپسی میں رسول اللہ ﷺ کا غلام آپ کا کجاوہ اُتار رہا تھا کہ اچانک اُسے ایک تیر آ لگا، اور وہ وہیں مرگیا۔صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: شہادت مبارک ہو، تو رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

((بَلْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِي أَصَابَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا . فَجَآءَ رَجُلٌ حِينَ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِرَاكٍ أَوْ بِشِرَاكَيْنِ فَقَالَ: هٰذَا شَيْءٌ كُنْتُ أَصَبْتُهُ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: شِرَاكٌ أَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ .)) [1]

''بلکہ، اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو چادر اس نے

[1] صحيح بخاري، كتاب المغازى، باب غزوة خيبر، رقم: ٤٢٣٤.

خیبر میں تقسیم سے پہلے، مال غنیمت میں سے اُٹھائی تھی، وہ آگ کا شعلہ بن کر اُس پر بھڑک رہی ہے۔ یہ سن کر ایک صحابی ایک یا دو تسمے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اُس نے کہا: یہ میں نے اُٹھا لیے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک یا دو تسمے بھی جہنم میں لے جانے کا سبب ہیں۔''

نیز سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ؛ ''نبی ﷺ کے زمانے میں ایک شخص کو مال غنیمت پر بطورِ محافظ مقرر کیا گیا، جس کا نام ''کرکرہ'' تھا، جب وہ فوت ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((هُوَ فِي النَّارِ .))

''وہ آگ میں ہے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے (اُس کا سامان) جا کر دیکھا، تو اُس میں مال غنیمت سے چرائی ہوئی ایک چادر پائی گئی۔'' [1]

(60) ظلم کرنا:

کسی پر ظلم و ستم کرنا بہت بڑا گناہ ہے، اور خصوصاً انسان پر ظلم کرنا، اس کی عزت و تکریم مجروح کرنے کے مترادف ہے۔ لہٰذا جو لوگ کسی پر ظلم و ستم ڈھاتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں دردناک عذاب کے مستحق ہیں۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٤٢﴾﴾ (الشوریٰ: ٤٢)

''الزام ان لوگوں پر ہے، جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں، اور زمین میں ناحق فساد پھیلاتے ہیں، انہی کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ ۚ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ

[1] صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب القليل من الغلول، رقم: ٣٠٧٤.

تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ﴿٤٢﴾ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَ اَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ﴿٤٣﴾﴾ (ابراهيم: ٤٢ـ٤٣)

''اور آپ اللہ کو ظالموں کے کرتوتوں سے غافل نہ سمجھئے وہ تو انھیں اُس دن تک مہلت دے رہا ہے جب آنکھیں پتھرا جائیں گی، اپنے سروں کو اوپر اُٹھائے تیزی سے دوڑ رہے ہوں گے، ان کی پلکیں نیچے جھکی ہوں گی، اور ان کے دل ہوا ہو رہے ہوں گے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ ظلم کرتے ہیں، وہ بہت جلد اپنے انجام کو پہنچ جائیں گے، جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَ سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿٢٢٧﴾﴾ (الشعراء: ٢٢٧)

''اور عنقریب ظلم کرنے والے جان لیں گے کہ وہ کس انجام کو پہنچیں گے۔''

رسول کریم ﷺ نے ظلم کی مذمت میں فرمایا:

((اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .)) [1]

''ظلم قیامت کے روز اندھیرے ہوں گے۔''

معلوم ہوا قیامت کے روز ظالم نور سے محروم ہوگا۔ اندھیرے پر اندھیرا یعنی ان اندھیروں میں وہ دھکے کھاتا اور سرگرداں پھرے گا۔

ویسے تو ظلم کرنے کے بے شمار نقصانات ہیں، ان میں سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ ظالم کی تمام نیکیاں مظلوموں کو تقسیم کردی جائیں گی، اور آخر کار اُسے جہنم رسید ہونا پڑے گا۔ چنانچہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا:

((اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ؟ قَالُوا: الْمُفْلِسُ فِينَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ: اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِي يَاْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلٰوةٍ

[1] صحيح بخاري، كتاب المظالم، باب الظلم ظلمات يوم القيامة، رقم: ٢٤٤٧.

وَصِيَامٍ وَزَكٰوةٍ وَيَاْتِي قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَاَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَيُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ يُّقْضٰى مَا عَلَيْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ .)) [1]

''کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کسے کہتے ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہمارے نزدیک مفلس وہ ہے، جس کے پاس روپے پیسے ہوں نہ کوئی ساز وسامان۔ تو رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے روز نماز، روزہ اور زکوٰۃ جیسی نیکیاں لے کر حاضر ہوگا، لیکن کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال ہڑپ کیا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا پیٹا ہوگا۔ لہٰذا اُس کی (تمام) نیکیاں مظلوموں کو تقسیم کردی جائیں گی۔ اور اگر اُس کی نیکیاں ختم ہوگئیں اور مظلوموں کے حقوق باقی رہ گئے، تو پھر ان کے گناہ اُس (ظالم) کے نامۂ اعمال میں ڈال دیئے جائیں گے، اور بالآخر اُس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔''

ظلم خواہ انسانوں پر ڈھایا جائے یا کسی دوسری مخلوق پر، بہرحال ظلم بہت بڑا گناہ ہے۔ ویسے تو ظلم کے تحت بہت سے ذیلی عنوان تحریر کیے جاسکتے ہیں، لیکن ہم صرف چند عنوان تحریر کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں۔ (بتوفیق اللہ)

1۔ حاکم وقت کا رعایا پر ظلم کرنا:

حاکم وقت کا رعایا پر ظلم کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ چنانچہ سیّدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيْهِ اللّٰهُ رَعِيَّةً فَلَمْ يَحُطْهَا بِنُصْحِهٖ [إِلَّا] لَمْ

[1] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحريم الظلم، رقم: ٦٥٧٩.

يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ .)) ❶

''جس آدمی کو اللہ تعالیٰ عوام کا نگہبان بنائے، اور وہ ان کی خیر خواہی نہ کرے، تو وہ جنت کی خوشبو تک نہ پائے گا۔''

نیز سیّدنا ابو مریم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ وَلَّاهُ اللّٰهُ شَيْئًا مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَاحْتَجَبَ، دُوْنَ خَلَّتِهِمْ وَفَقْرِهِمْ: اِحْتَجَبَ اللّٰهُ عَنْهُ دُوْنَ حَاجَّتِهِ وَخَلَّتِهِ وَفَقْرِهِ .)) ❷

''جس آدمی کو مسلمانوں کے معاملات کا نگران بنایا گیا، اور وہ ان کی مفلسی، حالات کی تنگی، اور فقر و فاقہ میں ان سے بے تعلق رہا، تو (روزِ قیامت) اللہ تعالیٰ بھی اُس کی محتاجی، حالات کی تنگی اور فقر و فاقہ میں اُس سے بے تعلق رہے گا۔''

لہٰذا جس آدمی کو قوم کا والی اور نگران مقرر کیا جائے، اُس کا اوّلین فریضہ ہے کہ وہ ہر لمحہ قوم کی خیر خواہی کرے، اور ان کی ہر تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھ کر اُس کا مداوا کرے۔ کیوں کہ قوم کی پریشانی میں قوم سے بے تعلق رہنا دراصل قوم پر ظلم کرنے کے مترادف ہے۔ اور قوم کی خیر خواہی صرف دین اسلام میں ہے۔

2۔ جانوروں پر ظلم کرنا:

جانور بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی کسی بھی مخلوق پر ظلم کرنا، بہت بڑا جرم ہے اور جو شخص اس جرم کا ارتکاب کرتا ہے، وہ اوّلاً: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا کا مستحق

---

❶ صحيح بخاري، كتاب الأحكام، باب من استرعى رعية فلم ينصح، رقم: ٧١٥٠.

❷ سنن ابي داؤد، كتاب الخراج والامارة والفى، باب فيما يلزم الإمام من أمر الرعية والحجبة۔ مستدرك حاكم: ٤/ ٩٣، رقم: ٧١٠٩۔ امام حاکم، ذہبی اور شیخ البانی نے اس روایت کو ''صحیح'' کہا ہے۔

ہے، اور ثانیاً: یہ کہ ایسا جرم انسان کو جہنم میں لے جانے کا سبب ہے۔ چنانچہ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلَيْهِ حِمَارٌ قَدْ وُسِمَ فِي وَجْهِهِ فَقَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الَّذِي وَسَمَهُ.)) ❶

''نبی ﷺ کے پاس سے ایک گدھا گذرا جس کے منہ کو داغا گیا تھا، تو آپ نے فرمایا: اللہ اُس پر لعنت کرے جس نے اسے داغا ہے۔''

نیز سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا:

((دَخَلَتِ امْرَأَةٌ النَّارَ فِي هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ.)) ❷

''ایک عورت ''بلی'' کی وجہ سے جہنم میں گئی۔ اُس نے بلی کو باندھ دیا، اور اُسے کھانا دیا، نہ اُسے چھوڑا کہ وہ چل پھر کر زمین کے کیڑے مکوڑے کھالیتی۔''

(61) احسان جتلانا:

کسی کے ساتھ نیکی کر کے احسان جتلانا بہت بڑا گناہ ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تُبْطِلُواْ صَدَقَٰتِكُم بِٱلْمَنِّ وَٱلْأَذَىٰ ﴾

(البقرة: ٢٦٤)

''اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور اذیت پہنچا کر ضائع نہ کرو۔''

---

❶ صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينه، باب النهى عن ضرب الحيوان فى وجهه وسمه فيه، رقم: ٥٥٥٢.

❷ صحيح بخاري، كتاب بدء الخلق، باب إذا وقع الذباب فى شراب أحدكم فيلغمسه ...... الخ، رقم: ٣٣١٨.

احسان جتلانا جنت میں داخل نہ ہونے کا سبب ہے۔ جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنَّانٌ ، وَلَا عَاقٌّ ، وَلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ .)) ❶

''احسان جتانے والا، نافرمانی کرنے والا اور عادی شرابی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

نیز احسان جتلانا روزِ قیامت اللہ کی نظر رحمت سے محرومی، اور دردناک عذاب کا سبب ہے، جیسا کہ سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: الْمُسْبِلُ إِزَارَهُ ، وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ .)) ❷

''قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تین قسم کے آدمیوں سے نہ بات کرے گا، نہ ان کی طرف (نظرِ رحمت سے) دیکھے گا، اور نہ انھیں پاک کرے گا، اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ (وہ آدمی مندرجہ ذیل ہیں:) 1۔ احسان جتلانے والا، 2۔ اپنی شلوار یا پینٹ ٹخنے سے نیچے لٹکانے والا، 3۔ اپنا سامانِ تجارت جھوٹی قسم کے ذریعہ فروخت کرنے والا۔''

(62) غیبت:

کسی کی غیبت کرنا گناہِ کبیرہ ہے، اور اس گناہ کا ارتکاب کرنا گویا اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے غیبت سے منع فرمایا ہے، نیز اپنے بندوں کو غیبت

---

❶ سنن نسائي، كتاب الأشربة، باب الرواية فى المدمنين فى الخمر، رقم: ٥٦٧٢ ـ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان غلظ تحريم إسبال الإزار، رقم: ٢٩٣.

سے متنفر کرنے کے لیے ایک ایسی مثال بیان فرمائی، جس سے بلاشک وشبہ دل میں کراہت غیبت پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَ لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ﴾ (الحجرات : ١٢)

''اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے، کیا تم میں سے کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا گوارہ کرے گا، تم اُسے بالکل گوارا نہیں کرو گے۔''

غیبت کیا ہے؟ اس کی تعریف کے لیے رسول مکرم ﷺ کا ارشاد ملاحظہ ہو:

((اَتَدْرُونَ مَا الْغِيبَةُ؟ قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَعْلَمُ . قَالَ: ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ . قِيلَ: اَفَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ فِي اَخِي مَا اَقُولُ؟ قَالَ: اِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ .)) [1]

''کیا تم جانتے ہو، ''غیبت'' کسے کہتے ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ اور اُس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا اپنے بھائی کا ایسی بات کے ساتھ ذکر کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہو، غیبت ہے۔'' کسی نے کہا: اگر میرے بھائی میں وہ عیب پایا جاتا ہوتو؟ فرمایا: جو عیب تم بیان کر رہے ہو، اگر وہ اُس میں پایا جاتا ہے تو تم نے اُس کی غیبت کی، اور اگر وہ اُس میں نہیں پایا جاتا، تو تم نے اُس پر بہتان تراشا۔''

لیکن افسوس کہ آج غیبت کرنا ہماری اکثر و بیشتر مجالس کا جزوِ لازم بن چکا ہے۔ واضح ہو کہ جس مجلس و محفل میں کسی کی غیبت ہو رہی ہو تو اُس میں موجود ہر شخص کا فریضہ ہے کہ وہ اُس برائی سے منع کرے، اور اپنے اس بھائی کی عزت و آبرو کا دفاع کرے جس کی غیبت کی جارہی ہو۔

---

[1] صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب تحريم العيبة، رقم: ٦٥٩٣.

رسول اللہ ﷺ نے اس بات کی بہت زیادہ ترغیب دی ہے کہ لوگوں کو غیبت سے روکا جائے۔ چنانچہ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ؛ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيْهِ رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .)) ❶

''جو شخص اپنے کسی بھائی کی عزت کا دفاع کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُس کے چہرے سے جہنم کی آگ دور کردے گا۔''

(63) چغل خوری:

چغل خوری بھی بڑے گناہوں میں سے ایک بڑا گناہ ہے، اس لیے کہ فساد کی غرض سے ایک دوسرے کی باتیں بطورِ چغلی بیان کرنا، ہمیشہ سے انسانی تعلقات کی خرابی اور دلوں میں بغض وعداوت کی آگ جلانے کا ذریعہ اور سبب رہا ہے۔ لہٰذا چغل خوری کا ارتکاب جنت میں داخل نہ ہونے اور عذاب قبر میں مبتلا ہونے کا سبب ہے، اللہ تعالیٰ نے چغل خور کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَ لَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۝١٠ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ ۝١١﴾

(القلم: ۱۰، ۱۱)

''اور آپ ہر زیادہ قسم کھانے والے ذلیل انسان کی بات نہ مانیں۔ جو عیب جوئی کرنے والا، چغلی کھانے والا ہے۔''

اور سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ .)) ❷

---

❶ سنن الترمذي، كتاب البر والصلة، رقم: ۱۹۳۱۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحيح بخاری، كتاب الادب، باب ما يكره من النميمة، رقم: ۶۰۵۶.

''چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

چغل خوری عذابِ قبر کا سبب ہے، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

((مَـرَّ النَّبِیُّ ﷺ بِـحَـائِـطٍ مِـنْ حِیطَانِ الْمَدِینَةِ أَوْ مَكَّةَ فَسَمِعَ صَـوْتَ إِنْسَـانَیْنِ یُعَذَّبَانِ فِی قُبُورِهِمَا فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: یُعَذَّبَانِ وَمَا یُعَذَّبَانِ فِی كَبِیرٍ ثُمَّ قَالَ بَلَى كَانَ أَحَدُهُمَا لَا یَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ وَكَانَ الْآخَرُ یَمْشِی بِالنَّمِیْمَةِ .)) [1]

''نبی ﷺ کا مدینہ یا مکہ کے باغات میں سے ایک باغ کے پاس سے گذر ہوا، آپ ﷺ نے دو انسانوں کی آوازیں سنیں (جنہیں اُن کی قبروں میں عذاب دیا جارہا تھا) تو فرمایا: اِن دونوں کو عذاب دیا جارہا ہے اور کسی بڑے گناہ پر نہیں، پھر فرمایا: کیوں نہیں وہ گناہ واقعی کبیرہ یعنی بڑے ہیں، ان میں سے ایک شخص اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔''

چغلی کی ایک انتہائی گھٹیا اور بُری صورت یہ بھی ہے کہ ادارے میں ایک ملازم کی مدیر، یا مسؤل کے آگے شکایت کرنا، تاکہ اُسے ذہنی کوفت یا نقصان پہنچایا جاسکے۔

بہر حال چغل خوری قطعی ناجائز اور حرام ہے، اللہ ہم سب کو کسی کی چغلی کرنے سے محفوظ رکھے۔

(64) وعدہ خلافی:

خالق یا مخلوق سے کیے ہوئے وعدے کو پورا کرنا ایک کامل انسان اور مسلمان کی علامت ہے، اور وعدہ خلافی خواہ خالق سے ہو یا مخلوق سے انتہائی سنگین جرم ہے، اور ایسے شخص کے بارے میں قرآن واحادیث میں بڑی سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایفائے عہد کی تاکید میں ارشاد فرمایا:

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب من الكبائر أن لا يستتر من بوله، رقم: ٢١٦ .

﴿وَ اَوۡفُوۡا بِالۡعَہۡدِ ۚ اِنَّ الۡعَہۡدَ کَانَ مَسۡـُٔوۡلًا ﴿۳۴﴾﴾ (بنی اسرائیل: ۳۴)

''اور عہد و پیمان کو پورا کرو، بے شک عہد و میثاق کے بارے میں (قیامت کے دن) پوچھا جائے گا۔''

جو لوگ اللہ تعالیٰ سے ایفائے عہد نہیں کرتے، وہ لعنت کے مستحق ہیں اور ان کے لیے آخرت میں بُرا ٹھکانہ ہے، جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَ الَّذِیۡنَ یَنۡقُضُوۡنَ عَہۡدَ اللّٰہِ مِنۡۢ بَعۡدِ مِیۡثَاقِہٖ وَ یَقۡطَعُوۡنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖۤ اَنۡ یُّوۡصَلَ وَ یُفۡسِدُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ ۙ اُولٰٓئِکَ لَہُمُ اللَّعۡنَۃُ وَ لَہُمۡ سُوۡٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾﴾ (الرعد: ۲۵)

''اور جو لوگ اللہ سے کیا گیا پختہ وعدہ توڑتے ہیں، اور اللہ نے جن رشتوں کو جوڑنے کا حکم دیا ہے انہیں کاٹتے ہیں، اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں، ان پر اللہ کی لعنت ہوگی اور ان کے لیے آخرت میں بُرا گھر ہے۔''

جو لوگ وعدہ خلافی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے دلوں میں نفاق پیدا کر دیتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَ مِنۡہُمۡ مَّنۡ عٰہَدَ اللّٰہَ لَئِنۡ اٰتٰىنَا مِنۡ فَضۡلِہٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَ لَنَکُوۡنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّاۤ اٰتٰہُمۡ مِّنۡ فَضۡلِہٖ بَخِلُوۡا بِہٖ وَ تَوَلَّوۡا وَّ ہُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ ﴿۷۶﴾ فَاَعۡقَبَہُمۡ نِفَاقًا فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ اِلٰی یَوۡمِ یَلۡقَوۡنَہٗ بِمَاۤ اَخۡلَفُوا اللّٰہَ مَا وَعَدُوۡہُ وَ بِمَا کَانُوۡا یَکۡذِبُوۡنَ ﴿۷۷﴾﴾ (التوبہ: ۷۵، ۷۶)

''اور اُن میں سے بعض وہ لوگ بھی ہیں، جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ ہمیں اپنے فضل سے روزی دے گا، تو ہم ضرور صدقہ کریں گے اور نیک لوگوں میں سے ہو جائیں گے۔ پھر جب اُس نے اپنے فضل سے روزی دی تو یہ اس میں بخل کرنے لگے، اور منہ پھیر کر چل پڑے۔ تو اللہ نے بطورِ سزا ان

کے دلوں میں اس دن (قیامت) تک کے لیے نفاق پیدا کر دیا جب وہ اس سے ملیں گے، اور یہ اس سبب سے ہوا کہ انہوں نے اللہ سے جو وعدہ کیا تھا، اس کی خلاف ورزی کی تھی اور جھوٹ بولتے تھے۔''

نیز رسول اللہ ﷺ نے بھی وعدہ خلافی کرنے والے کو منافق قرار دیا ہے، چنانچہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ .)) ❶

''منافق شخص کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے، تو جھوٹ بولتا ہے۔ جب وعدہ کرے، تو خلاف ورزی کرتا ہے۔ جب اُس کے پاس (کوئی) امانت رکھی جائے، تو خیانت کرتا ہے۔''

نیز رسول اللہ ﷺ نے وعدہ خلافی کرنے والے کے کامل ایماندار ہونے کی نفی کی ہے، جیسا کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهٗ .)) ❷

''جو شخص ایفائے عہد نہیں کرتا، وہ کامل ایمان دار نہیں ہے۔''

(٦٥) پڑوسیوں سے بدسلوکی:

پڑوسیوں سے بدسلوکی کرنا اور انہیں ستانا انتہائی سنگین جرم ہے، اور جو شخص اِس جرم کا مرتکب ہے، اُس کا دل ایمان کی حلاوت اور چاشنی سے خالی ہے، اللہ تعالیٰ نے پڑوسیوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کی بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

❶ صحيح بخاری، كتاب الأدب، باب قول اللّٰهِ تعالى: (يا ايها الذين امنو اتقوا ......) رقم: ٦٠٩٥.

❷ مسند احمد، ١٣٥/٣، رقم: ١٢٨٣ ـ شعب الايمان، للبيهقی، رقم: ٤٣٥٤ـ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٧١٧٩ـ مشكوة المصابيح، رقم: ٣٥.

﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَۨا ۝۳۶﴾ (النساء: ٣٦)

''اور اللہ کی عبادت کرو، اور اُس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ، اور والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، اور رشتہ داروں اور یتیموں، مسکینوں، رشتہ دار پڑوسی، اجنبی پڑوسی، پہلو سے لگے ہوئے دوست، مسافر، غلام اور لونڈیوں کے ساتھ حسن سلوک کرو، بے شک اللہ اکڑنے والے اور بڑا بننے والے کو پسند نہیں کرتا۔''

رسول اللہ ﷺ نے بھی پڑوسیوں سے حُسنِ سلوک کرنے کی بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے، اور ان سے بدسلوکی کرنے اور انہیں ستانے سے منع فرمایا ہے، چنانچہ سیّدنا ابوشریح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُحْسِنْ اِلٰى جَارِهٖ .)) [1]

''جو شخص اللہ اور آخرت کے روز پر ایمان رکھتا ہے، اُسے اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہیے۔''

پڑوسیوں کے ساتھ بدسلوکی کرنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلاَ يُؤْذِىْ جَارَهٗ .)) [2]

''جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اُسے چاہیے کہ اپنے پڑوسی سے بدسلوکی نہ کرے۔''

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الحث علی اکرام الجار والضیف، رقم: ١٧٦.

[2] صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ١٧٤.

اور جس آدمی کا پڑوسی، اُس کی تکلیفوں اور غیر اخلاقی رویے سے محفوظ نہ ہو، وہ آدمی کامل ایماندار نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ سیّدنا ابوشریح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللَّهِ لَا يُؤْمِنُ قِيلَ: وَمَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: الَّذِى لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ .)) ❶

''اللہ کی قسم! وہ مؤمن نہیں ہوسکتا، اللہ کی قسم! وہ مؤمن نہیں ہوسکتا، اللہ کی قسم! وہ مؤمن نہیں ہوسکتا، عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! کون؟ فرمایا: جس کا پڑوسی اُس کی اذیتوں سے محفوظ نہ رہے۔''

معلوم ہوا پڑوسی کے ساتھ بدسلوکی کرنا بہت بڑا گناہ ہے، واضح رہے کہ ایسا آدمی جنت میں داخل نہیں ہوگا، جیسا کہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الجَنَّةَ مَنْ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ .)) ❷

''وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا، جس کا پڑوسی اُس کی بدسلوکیوں سے محفوظ نہ رہے۔''

نیز سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ فُلَانَةَ يُذْكَرُ مِنْ كَثْرَةِ صَلَاتِهَا وَصِيَامِهَا وَصَدَقَتِهَا ، غَيْرَ أَنَّهَا تُؤْذِى جِيْرَانَهَا بِلِسَانِهَا! قَالَ: هِيَ فِي النَّارِ ، قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَإِنَّ فُلَانَةَ يُذْكَرُ مِنْ قِلَّةِ صِيَامِهَا وَصَدَقَتِهَا وَصَلَاتِهَا ، وَأَنَّهَا تَصَدَّقُ بِالْأَثْوَارِ مِنَ

❶ صحيح بخاری، كتاب الأدب، باب اثم من لا يأمن جاره بوائقه، رقم: ٦٠١٦.

❷ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان تحريم ايذا الجار، رقم: ١٧٢.

الاَقِطِ ، وَلاَ تُؤْذِیْ جِیْرَانَهَا بِلِسَانِهَا! قَالَ: هِیَ فِیْ الجَنَّةِ .)) [1]

''ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! فلاں عورت بکثرت نماز، روزوں اور صدقات کی وجہ سے مشہور ہے، لیکن ساتھ ہی وہ پڑوسیوں کو اپنی زبان سے ستاتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ جہنم میں جائے گی۔ اُس نے کہا: اے اللہ کے رسول! فلاں عورت اپنی کم نماز، کم روزے اور کم صدقات کی وجہ سے مشہور ہے، اور (صدقہ کرتی ہے تو صرف) پنیر کا ایک بڑا ٹکڑا صدقہ کرتی ہے، لیکن اُس کے پڑوسی، اُس کی زبان سے محفوظ ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ جنت میں جائے گی۔''

(66) مزدور کو پوری اجرت نہ دینا:

مزدور کو اُس کی پوری اُجرت (خواہ مخواہ) وقت پر ادا نہ کرنا، بڑا سخت گناہ ہے، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے مزدور کو اُس کی اجرت جلد از جلد ادا کرنے کی ترغیب دی ہے، چنانچہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَعْطُوْا الْأَجِیْرَ أَجْرَهٗ قَبْلَ أَنْ یَجُفَّ عَرَقُهٗ .)) [2]

''مزدور کو اُس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اُس کی مزدوری ادا کرو۔''

ملازمین اور مزدوروں کے حقوق کی عدمِ ادائیگی کی مختلف صورتیں ہیں، جنہیں ہم اختصار کے ساتھ مندرجہ ذیل سطور میں نقل کر رہے ہیں۔

1...... ایک یہ کہ مالک یا حاکمِ ادارہ اپنے ملازم کا حق ادا کرنے سے کلیتًا (مکمل طور پر) انکار کر دے۔

---

[1] مسند احمد، ۲/ ٤٤٠، رقم: ۱۱۹ ـ صحیح ابن حبان، رقم: ٥٧٦٤ ـ الادب المفرد، رقم: ۱۱۹ ـ سلسلۃ الأحادیث الصحیحه، رقم: ۱۹۰.

[2] سنن ابن ماجه، کتاب الرهن، باب أجر الأجیر، رقم: ۲٤٤۳ ـ مشکوة المصابیح، رقم: ۲۹۸۷ ـ اِرواء الغلیل، رقم: ۱٤۹۸ ـ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

2......دوسری صورت یہ کہ مالک یا حاکم ادارہ اپنے ملازم کے حق سے کلیتًا انکار تو نہ کرے، لیکن اُس میں کچھ کمی کر دے۔

3......تیسری یہ کہ مالک یا حاکمِ ادارہ اپنے ملازم سے اضافی کام بھی لے، یا طے شدہ وقتِ ملازمت کو بڑھا دے، لیکن ملازم کو پرانی طے شدہ تنخواہ پر ہی ٹرخا دے، اور اس کے اضافی ٹائم کی اضافی اجرت ومزدوری ادا نہ کرے۔

4......چوتھی صورت یہ کہ مالک یا حاکمِ ادارہ ملازمین کو خواہ مخواہ وقت پر تنخواہ ادا نہ کرے، بلکہ بڑے اصرار، شکووں اور شکایتوں کے بعد ادا کرے۔

بہر حال مذکورہ بالا صورتوں میں سے کوئی بھی صورت ہو، ہر صورت انتہائی قبیح اور مکروہ ہے، اور ایسے ظالموں کے لیے حدیث میں بڑی سخت وعید وارد ہوئی ہے، چنانچہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((قَالَ اللّٰهُ ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَجُلٌ أَعْطٰى بِي ثُمَّ غَدَرَ ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ ، وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفٰى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِ أَجْرَهُ .)) [1]

''اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تین آدمی ایسے ہیں کہ روزِ قیامت میں اُن کا دشمن ہوں گا، (اور وہ تین آدمی یہ ہیں) ایک وہ جسے میرے نام سے کچھ دیا گیا اور وہ دھوکہ کر گیا، دوسرا وہ جس نے کسی آزاد انسان کو (غلام ظاہر کر کے) فروخت کر کے اُس کی قیمت کھائی، تیسرا وہ جس نے کوئی مزدور اجرت پر رکھا، اس سے پوری طرح کام لیا، لیکن اُسے اُس کی اجرت ادا نہیں کی۔''

(67) قرض ادا نہ کرنا:

طاقت کے باوجود قرض کی ادائیگی میں کوتاہی کرنا، انتہائی سخت گناہ ہے، قرض دراصل

[1] صحيح بخاری، كتاب البيوع، باب اثم من باع حراً، رقم: ٢٢٢٧.

ایک امانت ہے، اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے امانت کی ادائیگی کا بڑا سختی کے ساتھ حکم فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلَىٰٓ أَهْلِهَا﴾ (النسآء: ۵۸)

''بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اُن کے مالکوں تک پہنچا دو۔''

ہمارے معاشرے میں جہاں دوسری بہت سی خرابیاں پھیلی ہوئی ہیں، وہاں ایک خرابی قرض کی ادائیگی میں مجرمانہ غفلت برتنے کی بھی ہے، رسول اللہ ﷺ نے قرض کے ہیبت ناک انجام سے ڈراتے ہوئے فرمایا:

((مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيْدُ أَدَا ءَهَا أَدَّى اللّٰهُ عَنْهُ، وَمَنْ أَخَذَ يُرِيْدُ إِتْلَافَهَا أَتْلَفَهُ اللّٰهُ.)) [1]

''جو کوئی لوگوں سے بطورِ قرض مال لے اور اُسے ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو، تو اللہ تعالیٰ اُسے ادئیگی کی طاقت بخش دیتا ہے، اور جو کوئی لوگوں سے قرض ہڑپ کرنے کے ارادے سے لے، تو اللہ تعالیٰ اُسے ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔''

عام طور پر لوگ قرض کے معاملے میں غفلت برتتے ہیں، اور اسے بہت ہلکا تصور کرتے ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قرض کا معاملہ انتہائی سخت اور ہیبت ناک ہے، شہید باوجودیکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت زیادہ ثواب اور عظیم مرتبے کا مستحق ہے، مگر قرض کی عدم ادائیگی کی وجہ سے وہ بھی نہیں بچ پائے گا، چنانچہ سیّدنا محمد بن جحش رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((سُبْحَانَ اللّٰهِ! مَاذَا نُزِّلَ مِنَ التَّشْدِيْدِ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ، لَوْ أَنَّ رَجُلًا قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، ثُمَّ أُحْيِيَ، ثُمَّ قُتِلَ، ثُمَّ أُحْيِيَ ثُمَّ قُتِلَ، وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، مَا دَخَلَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يُقْضٰى عَنْهُ دَيْنُهُ.)) [2]

[1] صحیح بخاری، کتاب الاستقراض، باب من أخذ أموال الناس يريد اداءها واتلافها، رقم: ۲۳۸۷.

[2] سنن نسائی، کتاب البیوع، باب التغليظ فی الدين، رقم: ٤٦٨٤۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

''(سبحان اللہ) اللہ تعالیٰ نے قرض کے بارے میں کتنا سخت حکم نازل فرمایا ہے، مجھے اُس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر ایک آدمی اللہ کے راستے میں شہید کردیا جائے، پھر زندہ کردیا جائے، پھر شہید کردیا جائے، پھر زندہ کردیا جائے، اور پھر شہید کردیا جائے اور اُس پر قرض ہو، تو وہ آدمی اُس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوسکتا، جب تک اُس کا قرض ادا نہ کردیا جائے۔''

(68) چوری کرنا:

کسی کا مال چرانا انتہائی سنگین جرم اور بڑا گناہ ہے، شریعتِ اسلامیہ نے اِس جرم کی بڑی سخت سزا مقرر فرمائی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۳۸﴾ (المائدہ: ۳۸)

''چور اور چورنی کے ہاتھ کاٹ دیا کرو، یہ اُن کے کیے کا بدلہ اور اللہ کی طرف سے عذاب کے طور پر، اور اللہ قوت وحکمت والا ہے۔''

نیز جو شخص چوری کرتا ہے، وہ اُس وقت مؤمن نہیں رہتا، جیسا کہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَلاَ یَسْرِقُ حِیْنَ یَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ .)) [1]

''اور جب چور چوری کرتا ہے، تو وہ مؤمن نہیں رہتا۔''

ویسے تو چوری کی بہت سی صورتیں ہیں، لیکن سب سے خطرناک اور بھیانک چوری، مہمانانِ الٰہی یعنی حجاج کرام کی چوری ہے، اور ایسے چور کے بارے میں بڑی سخت وعید وارد ہوئی ہے، چنانچہ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (یہ حدیث

[1] صحیح بخاری، کتاب الحدود، باب ما یحذر من الحدود، رقم: ٦٧٧٢.

سورج گرہن کی نماز والے واقعہ کے موقع پر فرمائی)

((لَقَدْ جِيءَ بِالنَّارِ وَذٰلِكُمْ حِينَ رَأَيْتُمُونِي تَأَخَّرْتُ مَخَافَةً أَنْ يُصِيبَنِي مِنْ لَفْحِهَا وَحَتّٰى رَأَيْتُ فِيهَا صَاحِبَ الْمِحْجَنِ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ كَانَ يَسْرِقُ الْحَاجَّ بِمِحْجَنِهِ فَإِنْ فُطِنَ لَهُ قَالَ اِنَّمَا تَعَلَّقَ بِمِحْجَنِي وَإِنْ غُفِلَ عَنْهُ ذَهَبَ بِهِ .)) [1]

''میرے پاس جہنم کی ایک آگ لائی گئی، اور یہ اُس وقت جب تم نے مجھے اِس خوف سے پیچھے ہٹتے دیکھا کہ اُس کی لپٹ مجھ تک نہ آ پہنچے، یہاں تک کہ میں نے اُس جہنم میں ایک چھڑی والے (آدمی) کو دیکھا جو اپنی آنتیں جہنم میں گھسیٹتا ہوا پھر رہا تھا، وہ آدمی اُس چھڑی سے حجاج کرام کی چوری کرتا تھا، اگر کوئی حاجی دیکھ لیتا، تو کہتا کہ یہ کپڑا خود ہی چھڑی کے ساتھ اٹک گیا تھا، اور اگر کوئی نہ دیکھ پاتا، تو اُس مال کو لے جاتا۔''

بعض لوگ چھوٹی اور سستی اشیاء کی چوری کو معمولی تصور کرتے ہیں، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی پھٹکار کا مستحق ٹھہرایا ہے، چنانچہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ .)) [2]

''اللہ تعالیٰ کی ایسے چور پر لعنت ہو کہ جو ایک انڈہ چوری کرتا ہے، اور اس کے عوض اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے، اور ایک رسّی بھی چوری کرتا ہے تو اس کا

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الكسوف، باب ما عرض على النبى صلى الله عليه وسلم فى صلوة الكسوف من امر الجنة والنار، رقم: ٢١٠٠.

[2] صحيح بخارى، كتاب الحدود، باب قول اللّٰهِ تعالىٰ (والسارق والسارقة فاقطعوا ايدهما) رقم: ٦٧٩٩.

ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔''

(69) ڈاکہ ڈالنا:

زبردستی کسی کا مال چھیننا اور راہ گیر مسافروں کو لوٹنا بڑا سخت گناہ ہے اور جو شخص اِس گناہ کا مرتکب ہے، اُس کے لیے دنیا ورآخرت دونوں میں دردناک عذاب کی وعید ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا جَزَٰٓؤُا۟ ٱلَّذِينَ يُحَارِبُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَسْعَوْنَ فِى ٱلْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوٓا۟ أَوْ يُصَلَّبُوٓا۟ أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلَٰفٍ أَوْ يُنفَوْا۟ مِنَ ٱلْأَرْضِ ۚ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْىٌ فِى ٱلدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِى ٱلْءَاخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٣٣﴾﴾ (المائدہ : ۳۳)

''جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں، اور زمین میں فساد پھیلانے میں لگے رہتے ہیں، اُن کا بدلہ یہ ہے کہ اُنہیں قتل کر دیا جائے، یا اُنہیں سولی پر چڑھا دیا جائے، یا اُن کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے کاٹ دیے جائیں، یا اُنہیں جلا وطن کر دیا جائے، یہ رسوائی اُن کے لیے دنیا میں ہے اور آخرت میں انہیں عذاب عظیم دیا جائے گا۔''

واضح ہو کہ یہ آیت، آیتِ ''محاربہ'' کہلاتی ہے، اُس کا شرعی اصطلاح میں اطلاق کفر، ڈاکہ زنی اور لوٹ مار وغیرہ پر ہوتا ہے، نیز جو شخص ڈاکہ ڈالتا اور لوٹ مار کرتا ہے، وہ ایمان سے باہر ہو جاتا ہے، یعنی کامل مؤمن نہیں رہتا، جیسا کہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبْصَارَهُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ .)) [1]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الحدود، باب ما یحذر من الحدود، رقم: ۶۷۷۲.

''جب بھی کوئی لوٹنے والا لوٹتا ہے کہ لوگ ترستی ہوئی نگاہ سے اُسے دیکھ رہے ہوں، تو وہ مؤمن نہیں رہتا۔''

(71) جوا کھیلنا:

جوا کھیلنا گناہِ کبیرہ اور حرام ہے، خواہ وہ تاش پتوں کی صورت میں ہو، شطرنج کی صورت میں ہو، چوسر کی صورت میں ہو، میچ فکسنگ کی صورت میں ہو، پرچی بانڈز کی صورت میں ہو یا کسی اور صورت میں، بہرصورت ہر قسم کا جوا حرام ہے، اس لیے کہ یہ ایک شیطانی فعل ہے جو معاشرے کا امن وسکون خراب کرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں میں لڑائی جھگڑا اور نفرت پیدا کرنے کا سبب بھی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ''جوئے'' کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام قرار دیا ہے، چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝٩٠﴾ (المائدہ: ۹۰)

''اے ایمان والو! بے شک شراب، جوا، وہ پتھر جن پر بتوں کے نام سے جانور ذبح کیے جاتے ہیں، اور فال نکالنے کے تیر، ناپاک ہیں، اور شیطان کے کام ہیں۔ پس تم اُن سے بچو، شاید کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔''

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ ۖ فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ ۝٩١﴾

(المائدہ: ۹۱)

''بے شک شیطان شراب اور جوئے کے ذریعے سے تمہارے درمیان دشمنی اور بغض پیدا کرنا چاہتا ہے، اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روک دینا چاہتا ہے، تو کیا تم لوگ (اب) باز آ جاؤ گے۔''

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَىَّ الخَمْرَ وَالْمَيْسِرَ وَالْكُوْبَةَ .)) [1]

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے مجھ پر شراب، جوا اور شطرنج حرام قرار دیا ہے۔''

مذکورہ بالا تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ جوا کھیلنا حرام ہے، بلکہ جوا کھیلنا تو کجا اُس کے کھیلنے کی دعوت دینا بھی باعث کفر ہے، جس کی تلافی صدقہ کرنا ہے ۔ اِس کی دلیل وہ حدیث ہے، جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ .)) [2]

''جو شخص اپنے ساتھی سے کہے: آؤ جوا کھیلیں، تو اُسے چاہیے کہ صدقہ کرے، (تاکہ وہ اُس گناہ کا کفارہ بن سکے)''

(72) شراب نوشی:

ہر قسم کی شراب اور نشہ آور چیزوں کا استعمال قطعی حرام اور گناہِ کبیرہ ہے، اللہ تعالیٰ نے شراب نوشی سے اجتناب کرنے کا قطعی حکم فرمایا ہے، اور اُس کے حرام ہونے پر قوی اور پختہ دلیل مندرجہ ذیل ارشادِ الٰہی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٩٠﴾ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ ۖ فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ ﴿٩١﴾﴾ (المائدہ: ۹۱، ۹۲)

''اے ایمان والو! بے شک شراب، جوا، وہ پتھر جن پر بتوں کے نام سے جانور ذبح کیے جاتے ہیں، اور فال نکالنے کے تیر ناپاک ہیں، اور شیطان کے کام ہیں، پس تم اُن سے بچو شاید کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ بے شک شیطان شراب اور

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الأشربه، باب الأوعية، رقم: ۳۶۹۶۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب من لم یرا کفار من قال: ذلك متأولا أو جاهلا، رقم: ٦١٠٧.

جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان دشمنی اور بغض پیدا کرنا چاہتا ہے، اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روک دینا چاہتا ہے، تو کیا تم لوگ (اب) باز آ جاؤ گے۔''

حدیث میں شراب نوشی کرنے والے کے لیے بڑی سخت وعیدہ وارد ہوئی ہے، چنانچہ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عَهْدًا لِمَنْ يَشْرَبُ الْمُسْكِرَ اَنْ يَّسْقِيَهُ مِنْ طِيْنَةِ الْخَبَالِ قَالُوا: يَا رَّسُولَ اللّٰهِ! وَمَا طِيْنَةُ الْخَبَالِ؟ قَالَ: عَرَقُ اَهْلِ النَّارِ اَوْ عُصَارَةُ اَهْلِ النَّارِ .)) [1]

''اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے لیے اپنے اوپر عہد کر رکھا ہے کہ جو نشہ آور اشیاء استعمال کرتے ہیں، اُنہیں ''طینۃ الخبال'' میں سے ضرور پلائے گا، صحابہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ''طینۃ الخبال'' کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جہنم کا پسینہ اور اُن کی گندگیوں کا نچوڑ۔''

اور سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَمُسْكِرًا ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاتُهُ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا ، وَاِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ ، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ، وَإِنْ عَادَ فَشَرِبَ فَسَكِرَ ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلٰوةٌ أَرْبَعِيْنَ صَبَاحاً فَإِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ ، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيِهِ ، وَإِنْ عَادَ فَشِرَبَ فَسَكِرَ ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلٰوةٌ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحاً ، فَإِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ ، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ، وَإِنْ عَادَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ رَدْغَةِ الْخَبَالِ يَومَ الْقِيَامَةِ ، قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا رَدْغَةُ

[1] صحیح مسلم، کتاب الأشربه، باب بیان أن کل مسکر خمر وأن کل خمر حرام، رقم: ٥٢١٧.

الْخَبَالِ؟ قَالَ: عُصَارَةُ اَهْلِ النَّارِ .)) [1]

''جس شخص نے شراب نوشی کی اور نشہ میں مست ہوگیا، پس چالیس روز تک اُس کی نماز قبول نہیں کی جائے گی، اور اگر اِس حال میں مر گیا، تو (سیدھا) جہنم میں جائے گا، اور اگر توبہ کر لی، تو اللہ تعالیٰ اُسے معاف فرما دے گا، اگر دوبارہ شراب نوشی کی اور نشہ میں مست ہوگیا، تو اللہ تعالیٰ اُس کی مزید چالیس روز تک کوئی نماز قبول نہیں کرے گا، اور اگر اسی حالت میں مر گیا تو (سیدھا) واصل جہنم ہوگا، اور اگر توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دے گا، اور اگر پھر اُس نے شراب نوشی کی تو اللہ تعالیٰ اُس کی مزید چالیس روز تک کوئی نماز قبول نہیں فرمائے گا، اگر اسی حالت میں مر گیا، تو واصل جہنم ہوگا اور اگر توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دے گا، اگر (چوتھی بار) پھر شراب نوشی کی تو پھر اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اُسے روزِ قیامت ''ردغبة الخبال'' میں سے پلائے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ردغبة الخبال کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جہنم (کے زخموں کی گندگیوں) کا نچوڑ ہے۔''

(73) تمباکو نوشی:

اسلام نے جہاں دیگر نشہ آور چیزوں کا استعمال ناجائز اور حرام قرار دیا ہے، وہاں تمباکو نوشی یعنی حقہ وسگریٹ وغیرہ کا استعمال بھی ناجائز اور حرام قرار دیا ہے، کیونکہ تمباکو نوشی کا استعمال انسان کو بدنی اور مالی نقصانات سے دوچار کر دیتا ہے، جو کہ اسلامی تعلیمات کے صریح مخالف ہے۔

---

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الأشربه، باب من شرب الخمر، لم تقبل له صلوة، رقم: ٣٣٧٧۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

چنانچہ پروفیسر ڈائمنڈ انسانوں کی بیس ہزار مختلف حالتوں پر بڑی دیر تک ایک لمبی مدت تحقیق اور ریسرچ کرتے رہے، اُن میں سے اسراف (فضول خرچی) کرنے والے، اعتدال کی راہ والے اور برائیوں سے باز رہنے والے بھی تھے۔ پروفیسر صاحب نے جان ہوپکنز یونیورسٹی میں اُن میں سے ہر ایک کی فائل کھولی اور اس میں اس شخص کی عادات، صحت اور اس کی بیماریوں سے متعلق سب کچھ درج کر دیا۔ اس کی تحقیقات کا آغاز ۱۹۱۹ء میں ہوا اور یہ ۱۹۴۰ء میں جا کر مکمل ہوئیں۔ اس پوری جدو جہد اور کاوش کا نتیجہ مندرجہ ذیل نکلا:

''تمباکو نوشی انسانی زندگی پر بہت گہرا اثر ڈالتی ہے، اور تمباکو کی استعمالی مقدار کے مطابق اس کی زندگی میں کمی کر دیتی ہے، اس سے گریز کرنے والے اعتدال کی راہ والوں سے عمروں کے اعتبار سے زیادہ لمبی زندگی پاتے ہیں اور اعتدال والے تمباکو نوشی میں اسراف کرنے والوں سے زیادہ طویل زندگی پا جاتے ہیں۔'' [بحوالہ تمباکو نوشی مضر صحت، ص:۳۹]

تمباکو نوشی کے بدنی نقصانات:

☆ نظر کا کمزور ہو جانا۔

☆ دل کمزور اور دل کی دھڑکن کا نظام بے ترتیب ہو جانا۔

☆ پٹھوں میں کھچاؤ اور کمزوری کا آ جانا۔

☆ کھانسی، بلغم اور گلے کا گھٹنا جیسی بیماریوں کا پیدا ہو جانا۔

☆ بھوک میں کمی آ جانا۔

☆ سرطان کی بیماری لگ جانا۔

☆ سینے کی بیماریاں پیدا ہو جانا۔

☆ مردانہ قوت میں کمی واقع ہو جانا۔

☆ غذا سے مکمل طور پر فائدہ نہ پہنچنا۔

☆ خون کے خلیے خراب ہو جانا۔

تمباکو نوشی کے مالی نقصانات:

☆ مال کا ضیاع۔

☆ مقروض ہو جانا۔

علاوہ ازیں تمباکو نوشی آدمی کے منہ کو بدبو دار بنا دیتی ہے۔ اور یہ تو معلوم ہی ہے کہ تمباکو یعنی سگریٹ و حقہ نوشی، کی بدبو لہسن اور پیاز سے کم مکروہ نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا ، أَوْ فَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا أَوْ لِيَقْعُدْ فِيْ بَيْتِهِ .)) [1]

''جس نے لہسن یا پیاز کھایا ہو، اُسے چاہیے کہ ہم سے، اور ہماری مسجد سے جدا رہے، اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔''

اس حدیث نبوی سے معلوم ہوا کہ جب لہسن یا پیاز کھانے والا آدمی بدبو کی وجہ سے مسجد یا اسلامی اجتماعات میں شرکت نہیں کر سکتا، تو تمباکو نوشی کرنے والا آدمی بطریق اولیٰ مسجد یا اسلامی اجتماعات میں شرکت نہیں کر سکتا، کیونکہ تمباکو نوشی کی بدبو لہسن یا پیاز سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔

ہیروئین کی تباہی، ہلاکت:

گذشتہ لوگ افیون اور بھنگ جیسی نشہ آور اشیاء کا استعمال کرتے تھے، لیکن اب ہیروئن نے نسل انسانی میں تباہی مچا رکھی ہے، ایسی گھٹیا اور رذیل عادت کی ابتدا سکول و کالج، یونیورسٹی یا محلے سے ہوتی ہے۔ ایک بار کسی نے کش لگوا دیا، تو بس عمر بھر کے لیے تباہی

[1] صحيح بخارى ، كتاب الأذان، رقم: ٨٥٥.

و ہلاکت مسلط ہوگئی۔ انتہائی افسوس ناک بات تو یہ ہے کہ پہلے اس نشہ کا استعمال صرف لڑکے کرتے تھے، لیکن اس جدید دور میں لڑکیاں بھی اُن کے شانہ بشانہ ہیروئن اور دیگر نشہ آوَر چیزوں کا استعمال کرتی ہیں۔

واضح رہے کہ جدید نشہ آور چیزوں کے استعمال سے بڑی تیزی کے ساتھ بیماریاں لاحق بھی ہوتی ہیں، اور ساتھ ساتھ اثر انداز بھی بہت جلد ہوتی ہیں۔ (امراضِ عامہ)

افیون کا استعمال:

افیون کا استعمال انسانی صحت کے لیے انتہائی مضر ہے۔ جو لوگ افیون کا استعمال کرتے ہیں، ان کے اعصاب ڈھیلے پڑ جاتے ہیں، اور وہ عمومی طور پر بے ہوشی کی کیفیت میں مبتلا رہتے ہیں۔ چنانچہ افیون کے استعمال سے آدمی اپنی دُنیا بھول کر خیالاتی اور تصوراتی دنیا میں بھٹکتا رہتا ہے، نیز پست ہمتی اور بے شعوری اس کا مقدر بن جاتی ہے، حتی کہ وہ معاشرے کے لیے ناسور بن جاتا ہے۔

حشیش کے نقصانات:

حشیش بھنگ کا دوسرا نام ہے، اور یہ بھی انسانی صحت کے لیے انتہائی مضر ہے، اور اس کے استعمال سے خون کی کمی، بے ہمتی اور ذہنی انتشار لاحق ہو جاتا ہے، جو مجموعی اعتبار سے انسانی صحت پر انتہائی بُری طرح اثر انداز ہوتے ہیں، جس سے انسان کی صحیح فکر اور سوچ مفقود ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں حشیش کے کثرتِ استعمال سے آدمی بے قابو ہو جاتا ہے اور آخر کار موت کا شکار ہو جاتا ہے۔

(74) زنا کاری:

بیوی یا لونڈی کے علاوہ کسی اور سے جنسی خواہش پوری کرنا، بڑا سنگین جرم ہے، کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ عزت اور نسل کی حفاظت شریعت کے اہم ترین مقاصد میں سے ہے، بنابریں شریعت نے زنا کو حرام قرار دیا ہے، چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ۝﴾

(بنی اسرائیل : ۳۲)

''زنا کے قریب نہ جاؤ، بلاشبہ وہ بڑی بے شرمی کا کام ہے، اور بُرا راستہ ہے۔''

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَ الَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا يَزْنُوْنَ ۚ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝۶۸ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ يَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۝۶۹﴾ (الفرقان : ۶۸، ۶۹)

''اور جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے، اور جس جان کو اللہ نے حرام کیا ہے، اُسے ناحق قتل نہیں کرتے، اور نہ وہ زنا کرتے ہیں، اور جو کوئی ایسا کرے گا، وہ اپنے گناہوں کا بدلہ پائے گا، قیامت کے دن اُس کا عذاب دہرا کر دیا جائے گا، اور وہ اُسی میں ہمیشہ کے لیے ذلیل وخوار بن کر رہے گا۔''

مرتکب زنا ایمان سے خالی ہوجاتا ہے۔جیسا کہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِذَا زَنـٰى الـرَّجُـلُ خَـرَجَ مِنْهُ الْاِيْمَانُ كَانَ عَلَيْهِ كَالظُّلَّةِ ، فَاِذَا أَقْلَعَ رجَعَ اِلَيْهِ الْاِيْمَانُ .)) [1]

''جب کوئی بندہ زنا میں مشغول ہوتا ہے، تو اُس سے ایمان نکل کر سائبان کی طرح اُس کے سر پر ہوجاتا ہے، پس جب وہ (زنا سے) جُدا ہوتا ہے، تو اُس کا ایمان پھر واپس آجاتا ہے۔''

---

[1] سنن ابی داؤد، کتاب السنه، باب الدلیل علی زیادة الایمان ونقصانه، رقم: ۴۶۹۰۔ سنن ترمذی، کتاب الایمان، باب ماجاء لا یزنی الزانی وهو مؤمن، رقم: ۲۶۲۵۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

زنا کی وجہ سے اُس شخص کا معاملہ انتہائی خطرناک بن جاتا ہے، جو بڑھاپے اور قبر کے قریب پہنچ جانے کے باوجود زنا کا ارتکاب کرتا ہو، چنانچہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ثَـلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ ، قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ شَيْخٌ زَانٍ ، وَمَلِكٌ كَذَّابٌ ، وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ .)) [1]

''تین افراد ایسے ہیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ روزِ قیامت نہ کلام فرمائے گا، نہ انہیں پاک کرے گا، اور نہ ہی ان کی طرف نظر فرمائے گا، اور ان کے لیے درد ناک عذاب ہوگا، (اور وہ تین افراد مندرجہ ذیل ہیں)''

۱۔ بوڑھا آدمی جو زنا کرتا ہے۔

۲۔ جھوٹ بولنے والا بادشاہ۔

۳۔ متکبّر فقیر۔

(75) لواطت:

مَردوں سے جنسی خواہش پوری کرنا یا عورتوں کو غیر فطری راستے سے آنا، انتہائی قبیح گناہ اور غیر اخلاقی جرم ہے، اور ایسا مجرم روز قیامت اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت سے محروم ہوگا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قومِ لوط کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ٞ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَ تَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ۬ وَ تَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ؕ﴾ (العنکبوت: ۲۸،۲۹)

''اور ہم نے لوط کو نبی بنا کر بھیجا، جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: تم ایسی

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار، رقم: ۲۹۶.

برائی کرتے ہو کہ تم سے پہلے دنیا والوں میں سے کسی نے بھی نہیں کی۔ کیا تم مردوں سے اپنی خواہش پوری کرتے ہو، راہ چلتے مسافروں کو لوٹتے ہو اور اپنی مجلسوں میں بے حیائی کے کام کرتے ہو۔''

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلٰى رَجُلٍ أَتٰى رَجُلًا أَوْ اِمْرَأَةً فِي الدُّبُرِ .)) ❶

''اللہ تعالیٰ ایسے مرد کو (روزِ قیامت) نظرِ رحمت سے نہیں دیکھے گا، جو کسی مرد کے پاس شہوت سے آتا ہے، یا عورت کے پاس غیر فطری راستے سے آتا ہے۔''

شریعت اسلامیہ نے ایسے فعل کے مرتکب کی سزا قتل قرار دی ہے، نیز جس کے ساتھ یہ فعل کیا گیا ہے، اس کی رضامندی سے واقع ہوا ہو، تو بھی اُسے قتل کر دیا جائے گا، جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ وَجَدْتُمُوهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُولَ بِهِ)) ❷

''جس کسی کو تم قوم لوط کا عمل کرتے پاؤ، تو فاعل اور مفعول بہ دونوں کو قتل کر ڈالو۔''

شریعت اسلامیہ نے اس فعل بد کی جو سزا مقرر کی ہے، اُس کی حکمت بالکل واضح ہے کہ معاشرہ بے راہ روی کا شکار نہ ہو، اور اس فعل سے لگنے والی موذی اور جان لیوا بیماری کی بیخ کنی ہو، آج کل امریکہ، انگلینڈ اور انڈیا جیسے ممالک میں یہ بیماری بہت زیادہ پھیل رہی ہے۔

---

❶ سنن ترمذی، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی کراھیة ایتان النسآء فی أدبارھن، رقم: ١١٦٥۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

❷ سنن ابی داؤد، کتاب الحدود، باب فیمن عمل عملَ قوم لوط، رقم: ٤٤٦٢۔ سنن ترمذی، کتاب الحدود، باب ماجآء فی حد اللوطی، رقم: ١٤٥٦۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

(76) مشت زنی:

مشت زنی یعنی ہاتھ سے جنسی خواہش پوری کرنا، انتہائی گھٹیا اور غلط کام ہے۔ جنسی خواہشات کی تسکین یا تو بیوی کے ساتھ جائز ہے یا پھر لونڈی کے ساتھ، علاوہ ازیں اس کے جائز ہونے کی اور کوئی جائز صورت نہیں ہے، مشت زنی اِن دونوں صورتوں سے باہر ہے، لہٰذا جو شخص اِس کا مرتکب ہوگا، یقیناً وہ حد سے بڑھ جانے والا اور ملامت کا مستحق ٹھہرے گا، جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝۵ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝۶ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝۷﴾ (المؤمنون: ۵ تا ۷)

''اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، سوائے اپنی بیویوں اور مملوکہ عورتوں کے، ایسی صورت میں وہ لوگ لائق ملامت نہیں ہیں، جو لوگ اِس کے سوا کچھ اور چاہیں گے، وہی لوگ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔''

(77) تکبّر:

دوسروں کو حقیر اور گھٹیا سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو بڑا معزز اور پُر وقار سمجھنا کبیرہ گناہ ہے، اور ایسے شخص کا ٹھکانہ بہت بُرا ہے، نیز تکبّر اللہ تعالیٰ کی محبت سے دوری اور جنت میں داخل نہ ہونے کا سبب ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ۝۲۳﴾ (النحل: ۲۳)

''بے شک اللہ تکبر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔''

﴿وَ لَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَ لَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝۱۸﴾ (لقمان: ۱۸)

''اور لوگوں سے اپنا چہرہ پھیر کر بات نہ کر، اور زمین میں اکڑ کر نہ چل، بے شک

اللہ ہر اُس شخص کو پسند نہیں کرتا ہے، جو اکڑ کر چلنے والا، فخر کرنے والا ہوتا ہے۔''

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ ، قَالَ رَجُلٌ: إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنَةً ، قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ ، الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ .)) [1]

''جس کے دل میں ایک رتی برابر بھی تکبر ہوگا، وہ جنت میں نہیں جائے گا، ایک شخص نے عرض کی: (اے اللہ کے رسول!) آدمی چاہتا ہے کہ اُس کے کپڑے اچھے ہوں، اس کا جوتا عمدہ ہو، (تو یہ تکبر ہوگا؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ اور تکبر تو اپنی انانیت کی وجہ سے حق بات کو جھٹلانا اور دوسرے لوگوں کو حقیر سمجھنے کا نام ہے۔''

(78) کپڑا ٹخنوں سے نیچے رکھنا:

چادر، شلوار، قمیص اور عمامہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانا، بڑا سخت گناہ ہے، چنانچہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الازَارِ فِي النَّارِ .)) [2]

''تہبند کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے لٹکا ہو، وہ جہنم میں ہوگا۔''

نیز سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلٰى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَراً .)) [3]

''جو شخص اپنا تہبند غرور کی وجہ سے گھسیٹتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُس کی

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر و بیانه، رقم: ٢٦٥.

[2] صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب ما اسفل من الکعبین فهو فی النار، رقم: ٥٧٨٧.

[3] صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب من جر ثوبه من الخیلاء، رقم: ٥٧٨٨.

طرف نظر بھی نہیں کرے گا۔''

کپڑا نیچے لٹکانا ہر قسم کے لباس کے لیے حرام ہے، جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْـإِسْبَـالُ فِی الْإِزَارِ وَالْقَمِیصِ وَالْعَمَامَةِ ، مَنْ جَرَّ مِنْهَا شَیْئًا خُیَلَاءَ لَمْ یَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَیْهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ .)) ❶

''کپڑا لٹکانا، تہبند، قمیص اور پگڑی ہر لباس میں حرام ہے، جو شخص ان میں سے کوئی چیز بھی تکبر کرتے ہوئے لٹکائے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُس کی طرف نظر نہیں کرے گا۔''

((إِیَّاكَ وَالْإِسْبَال فَإِنَّهُ مِنَ الْمَخِیْلَةِ .))❷

''کپڑا نیچے لٹکانے سے بچو کیونکہ یہ تکبر کی وجہ سے ہوتا ہے۔''

(79) حسد کرنا:

کسی سے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت یا فضل پر حسد کرنا بہت بڑا گناہ ہے، اور حسد آدمی کے دین کو بالکل اُسی طرح مونڈھ کے رکھ دیتا ہے، جس طرح بیماری آدمی کے بالوں کو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہود کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ (النساء: ٥٤)

''یا اللہ نے اپنے فضل سے لوگوں کو جو دیا ہے، اُس پر حسد کرتے ہیں۔''

اور سیّدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((دَبَّ إِلَیْكُمْ دَاءُ الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ ، هِیَ الْحَالِقَةُ ، لَا أَقُولُ تَحْلِقُ الشَّعَرَ وَلَكِنْ تَحْلِقُ الدِّینَ .)) ❸

---

❶ سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی قدر موضع الازار، رقم: ٤٠٩٤۔ المشکوۃ، رقم: ٤٣٣٢۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ٢٧٧٠۔ ❷ سلسلة الصحیحة، رقم: ١١٠٩۔ ❸ سنن ترمذی، کتاب صفة القیامة والرقاق والورع، باب: ٦٥، رقم: ٢٥١٠۔ صحیح الأدب المفرد، رقم: ١٩٧۔

''تم میں گذشتہ امتوں کی بیماری حسد اور بغض پھیل گئی ہے، اور میں یہ نہیں کہتا کہ بیماریوں کی طرح یہ بالوں کو مونڈتی ہے، بلکہ یہ تو دین کو مونڈتی ہے۔''

(80) جھوٹ بولنا:

بات کرتے وقت جھوٹ بولنا انتہائی گھٹیا حرکت اور بڑا سخت گناہ ہے، چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴿١٠٥﴾﴾ (النحل: ١٠٥)

''جھوٹ تو وہ لوگ گھڑتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے، اور وہی لوگ جھوٹے ہیں۔''

اور جھوٹ بولنے والا شخص اللہ تعالیٰ کی لعنت کا مستحق ہے، جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ﴿٦١﴾﴾ (آل عمران: ٦١)

''پس جو کوئی آپ سے اس بارے میں آپ کے پاس علم آ جانے کے بعد جھگڑے، تو کہہ دیجئے کہ آؤ ہم اور تم اپنے اپنے بیٹوں، عورتوں اور اپنے آپ کو اکٹھا کریں پھر عاجزی کے ساتھ دُعا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں۔''

اور سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذَّابًا .)) [1]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب قول اللّٰہ تعالیٰ: (یایها الذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ و کونوا مع الصادقین) [التوبه: ١١٩] وما ینهی عن الکذب، رقم: ٦٠٩٤.

''اور بلاشبہ جھوٹ بُرائی کی طرف لے جاتا ہے، اور بُرائی جہنم کی طرف، اور ایک آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں بڑا جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔''

ویسے تو جھوٹ کے بہت سے ذیلی عنوان باندھے جاسکتے ہیں، لیکن ہم چند ایک عنوانات پر اکتفا کرتے ہیں، بتوفیق اللہ تعالیٰ وبعونہ.

(1) بدگمانی:

بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ أَکْذَبُ الْحَدِیْثِ .)) [1]

''بدگمانی سے بچو، کیونکہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے۔''

(2) جھوٹی گواہی:

کسی لالچ یا تعلق داری (وغیرہ) کی وجہ سے جھوٹی گواہی دینا بھی بڑا سنگین جرم ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹی گواہی دینے سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿٣٠﴾﴾

(الحج: ۳۰)

''پس تم لوگ گندگی یعنی بتوں کی عبادت اور جھوٹی بات کہنے سے بچو۔''

ایک دوسرے مقام پر اہل ایمان کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَالَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ﴾ (الفرقان: ۷۲)

''اور وہ لوگ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔''

[1] صحیح بخاری، کتاب الادب، باب (یایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا) [الحجرات: ۱۲. رقم: ۶۰۶۶۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحریم الظن والتجسس، رقم: ۶۵۳۶.

یعنی نہ تو وہ جھوٹ بولتے ہیں اور نہ جھوٹی گواہی دیتے ہیں، بلکہ اپنے نفس کو ان دونوں خبیث چیزوں سے بچاتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے جھوٹی گواہی کو سب سے بڑے گناہوں میں شمار کیا ہے، چنانچہ سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سیّدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَلا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟ قُلْنَا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ: قَالَ: الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ: أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ، وَشَهَادَةُ الزُّورِ، أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ، فَمَا زَالَ يَقُولُهَا حَتَّى قُلْتُ لَا يَسْكُتُ.)) [1]

''کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کی خبر دوں؟ (یہ بات رسول اللہ نے تین مرتبہ فرمائی) ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں، ضرور! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، تب آپ ﷺ ٹیک لگائے تشریف فرما تھے، پھر ایک دم اُٹھ کر بیٹھ گئے، اور فرمایا: خبردار! جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی بھی (سب سے بڑے گناہ ہیں) رسول اللہ ﷺ اسے مسلسل دہراتے رہے یہاں تک کہ میں نے سوچا کہ آپ ﷺ خاموش نہیں فرمائیں گے۔''

(3) جھوٹا خواب بیان کرنا:

لوگوں پر برتری حاصل کرنے، مالی فوائد سمیٹنے، کسی سے کوئی عداوت ہے تو اُسے خوف میں مبتلا کرنے یا کسی اور مقصد کے حصول کے لیے کوئی ایسا خواب بیان کرنا جو دیکھا نہ ہو، انتہائی سخت گناہ ہے۔

[1] صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب عقوق الوالدین من الکبائر، رقم: ٥٩٧٦.

حدیث میں جھوٹا خواب بیان کرنے والے کے لیے بڑی سخت وعید وارد ہوئی ہے، چنانچہ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلْمٍ لَمْ يَرَهُ كُلِّفَ أَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ وَلَنْ يَفْعَلَ .)) ❶

''جس شخص نے ایسا خواب بیان کیا جو اُس نے دیکھا ہی نہیں، قیامت کے روز اُسے مکلّف کیا جائے گا کہ جو کے دو دانوں کو گرہ لگائے، اور وہ یہ ہرگز نہیں کر پائے گا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹے خواب کو سب سے بڑا جھوٹ قرار دیا ہے، جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ مِنْ اَفْرَی الْفِرٰی أَنْ يُرِی عَيْنَهُ مَالَمْ يَرَ .)) ❷

''سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ آدمی وہ (خواب) بیان کرے جو اُس نے دیکھا ہی نہیں۔''

(4) لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنا:

لوگوں کو محض ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنا بھی بڑا سخت گناہ ہے، بلکہ موجب ہلاکت ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے:

((وَيْلٌ لِلَّذِی يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ وَيْلٌ لَهُ وَيْلٌ لَهُ))❸

''اُس آدمی کے لیے ہلاکت ہے، جو (محض) لوگوں کو ہنسانے کے لیے باتوں

---

❶ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب من کذب فی حلمه، رقم: ۷۰۴۲.

❷ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب من کذب فی حلمه ، رقم: ۷۰۴۳.

❸ سنن ابی داؤد، کتاب الأدب، باب فی التشدید فی الکذب، رقم: ۴۹۵۰ ـ سنن ترمذی، کتاب الزهد، باب فیمن تکلم بکلمة یضحك بها الناس، رقم: ۲۳۱۵ ـ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۷۱۳۶.

میں جھوٹ بولتا ہے، اس کے لیے ہلاکت ہے، اُس کے لیے ہلاکت ہے۔''

(5) جھوٹی قسم کھانا:

جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا، خواہ وہ کسی بھی معاملہ میں ہو بڑا سخت گناہ ہے، اور ایسا شخص قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی اور اُس کی نظرِ رحمت سے محروم ہوگا، نیز ایسا شخص دردناک عذاب کا مستحق ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٧﴾﴾ (آل عمران: ۷۷)

''بے شک جو لوگ اللہ سے کیے ہوئے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے میں کوئی معمولی قیمت قبول کر لیتے ہیں، آخرت میں اُن کو کوئی حصہ نہیں ملے گا، اور اللہ اُن سے بات نہیں کرے گا، اور قیامت کے دن اُن کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے گا بھی نہیں، اور نہ اُنہیں پاک کرے گا، اور اُن لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔''

یعنی جو لوگ دنیا کی حقیر سی رقم اور معمولی قیمت پر جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے عہد و پیمان کا پاس نہیں رکھتے، اُنہیں آخرت کی نعمتوں اور وہاں کے اجر میں کوئی حصہ نہیں ملے گا، بلکہ اُن کے لیے دردناک عذاب ہوگا، قسم کی تین انواع ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں۔

1۔ یمین لغو 2۔ یمین غموس 3۔ یمین معلقہ۔

(1) یمین لغو:

دورانِ گفتگو ارادے کے بغیر بے ساختہ قسم کھانا ''یمین لغو'' کہلاتا ہے، مثلاً اللہ کی قسم! تم اِسے پی لو، اللہ کی قسم! تم اسے پڑھ لو، وغیرہ، ایسی قسم پر نہ کوئی گرفت ہوتی ہے اور نہ کوئی کفارہ، اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝۲۲۵﴾ (البقرہ: ۲۲۵)

''اللہ تمہاری لغو قسموں پر تمہارا مواخذہ نہیں کرے گا، لیکن اُن (قسموں) پر تمہارا مواخذہ کرے گا، جو تم نے دل سے کھائی ہوں گی، اور اللہ مغفرت کرنے والا اور بڑا بردبار ہے۔''

(2) یمین غموس:

جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا ''یمین غموس'' کہلاتا ہے، اور ایسی قسم پر بڑا سخت مواخذہ ہوگا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْۗءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۹۴﴾

(النحل: ۹۴)

''اور تم لوگ ایسی قسموں کو آپس میں دھوکہ دہی کا ذریعہ نہ بناؤ، کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی کا قدم اسلام پر جمنے کے بعد (تمہارے اس برتاؤ کی وجہ سے) پھسل جائے، اور اللہ کی راہ سے روکنے کی وجہ سے تمہیں سزا بھگتنی پڑے، اور (آخرت میں) تمہارے لیے بڑا عذاب ہے۔''

نیز رسول اللہ ﷺ نے ایسی قسم کو بڑے گناہوں میں شمار کیا ہے، جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْكَبَائِرُ الاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ ، وَقَتْلُ النَّفْسِ ، وَالْيَمِينُ الْغَمُوْسُ .)) [1]

''کبیرہ گناہ (یہ ہیں کہ) اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی

[1] صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب الیمین الغموس، رقم: ٦٦٧٥.

کی ناحق جان لینا اور جھوٹی قسم کھانا۔''

(3) یمین معلقہ:

مستقبل میں کرنے والے کام سے متعلق قسم کھانا ''یمین معلقہ'' کہلاتا ہے، جیسے اللہ کی قسم! میں فلاں کام نہیں کروں گا، اللہ کی قسم! میں فلاں سے ہم کلام نہیں ہوں گا، وغیرہ۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ قسم سے متعلق حکمِ الٰہی یہ ہے کہ مسلمان جب قسم کھائے تو اُسے پورا کرے، لیکن اگر قسم ایسی ہو جو کسی عمل صالح کی راہ میں رکاوٹ بن رہی ہو، تو ایسی قسم توڑ دی جائے گی اور اُس نیک وصالح کام کو پورا کیا جائے گا، اور قسم کا کفارہ ادا کیا جائے گا، اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَ لَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَیْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَ تَتَّقُوْا وَ تُصْلِحُوْا بَیْنَ النَّاسِؕ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝۲۲۴﴾ (البقرہ: ۲۲۴)

''اور تم لوگ اپنی قسموں میں اللہ کو (اس طرح) نشانہ نہ بناؤ، تاکہ لوگوں کے ساتھ بھلائی، تقویٰ اور اُن کے درمیان اصلاح کا کام نہ کرو، اور اللہ خوب سننے اور خوب جاننے والا ہے۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَأَىٰ غَيْرَهَا خَيْراً مِنْهَا، فَلْيَأْتِ الَّذِیْ هُوَ خَيْرٌ، وَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِهٖ.)) [1]

''جو کوئی قسم کھائے، اور بعد میں اُس سے بہتر کوئی دوسری صورت نظر آئے، تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے، اور وہی کرے جو بہتر ہے۔''

نیز سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ندب من حلف یمیناً فرأی غیرها خیرا منها أن یأتی الذی هو خیر ویکفر عن یمینه، رقم: ۴۲۷۳.

((إِنِّی لَا أَحْلِفُ عَلٰی یَمِینٍ أَرٰی غَیْرَهَا خَیْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَیْتُ الَّذِی هُوَ خَیْرٌ .)) ❶

''بے شک میں کسی کام کو کرنے کی قسم کھاؤں، پھر مجھے خیال آئے کہ اُس کے خلاف کام بہتر ہے، تو میں اُس بہتر کام کو کروں گا۔''

بہرحال اللہ تعالیٰ ہم سب کو جھوٹ بولنے اور اُس کے زُمرے میں جو جو آتا ہے، اُن سب کے ارتکاب سے بچائے رکھے۔

(81) دیوثیت:

اپنے اہل وعیال میں اخلاقی بُرائی دیکھ کر خاموشی اختیار کرنا یا اُسے برداشت کرلینا، اپنی اور اپنے خاندان کی بدنامی کا باعث بننے کے ساتھ ساتھ وہ شخص گناہِ کبیرہ کا مرتکب بھی ہے، اور اِس پر مستزاد یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص پر جنت حرام قرار دی ہے، چنانچہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ قَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمُ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ الْخَمْرِ وَالْعَاقُّ، وَالدَّیُّوْثُ الَّذِیْ یُقِرُّ فِیْ أَهْلِهِ الْخُبُثَ .)) ❷

''تین آدمیوں پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کردی ہے،

۱...... ہمیشہ شراب پینے والا۔

۲...... والدین کی نافرمانی کرنے والا۔

۳...... اور دیوث جو اپنے اہل وعیال میں بے حیائی کو برداشت کرتا ہے۔''

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۴۲۶۹.

❷ مسند احمد، ۲/ ۱۳۴، رقم، ۶۱۸ـ شعب الایمان، رقم: ۱۰۷۹۹ـ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۳۰۵۲ـ سنن نسائی، کتاب الزکاة، باب المنان بما أعطی، رقم: ۲۵۶۲.

(82) حلالہ کرنا یا کروانا:

عورت تیسری طلاق کے بعد خاوند پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے۔ البتہ اگر وہ کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے، جو کہ شرعی اور دائمی ہو، اور وہ خاوند اپنی مرضی سے اُسے طلاق دے یا فوت ہو جائے، تو عدت پوری کرنے کے بعد وہ عورت اپنے پہلے خاوند سے نکاح کرنے کی مجاز ہوگئی، اس کے برعکس اگر دوسرے مرد سے نکاح عارضی طور پر کیا جائے، تا کہ ایک یا دو دن گذر جانے کے بعد طلاق دے کر پہلے مرد کے لیے اُسے حلال کر دے، اِسے حلالہ کہتے ہیں، اور ایسا کام کرنے یا کروانے والے دونوں پر لعنت کی گئی ہے، چنانچہ سیّدنا علی وحارث رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

((إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْمُحِلَّ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ .)) ❶

''یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلالہ کرنے اور کروانے والے (دونوں) پر لعنت فرمائی ہے۔''

اور ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِالتَّيْسِ الْمُسْتَعَارِ؟ قَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، قَالَ: هُوَ الْمُحَلِّلُ وَلَعَنَ اللّٰهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهٗ .)) ❷

''سنو! کیا میں تمہیں اُدھار کے سانڈھ کے بارے میں بتاؤں؟ صحابہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں ضرور، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ حلالہ کرنے والا ہے، اللہ تعالیٰ نے حلالہ کرنے والے اور کروانے والے (دونوں) پر لعنت برسائی ہے۔''

---

❶ سنن ترمذی، کتاب النکاح، باب ماجآء فی المحلل و المحلل له، رقم: ۱۱۱۹۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

❷ سنن ابن ماجه ، كتاب النكاح، رقم: ۱۹۳۶۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

(83) کنجوسی کرنا:

صلہ رحمی، جہاد یا اللہ کی راہ میں کسی بھی خیر کے کام میں خرچ کرنے میں کنجوسی برتنا بھی بڑا سخت گناہ ہے، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے اس سے بچنے کے لیے پناہ طلب کی ہے، نیز کنجوسی کرنا اللہ تعالیٰ کو بھلا دینے کے مترادف ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ؕ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ؕ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٦٧﴾﴾ (التوبه : ٦٧)

''منافق مرد اور منافق عورتیں سب کا حال ایک ہے، سبھی بُرائی کا حکم دیتے ہیں اور بھلائی سے روکتے ہیں اور اپنے ہاتھ بند رکھتے ہیں، اور اللہ کو بھول گئے، تو اللہ بھی انہیں بھول گیا، بے شک منافقین ہی فاسق لوگ ہیں۔''

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ ، وَالْحَزَنِ ، وَالْعَجْزِ ، وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ)) [1]

''اے اللہ! میں غم، عاجزی، کاہلی، بزدلی، کنجوسی، قرض چڑھ جانے اور لوگوں کے غلبہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

(84) فضول خرچی:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو رزق کی نعمت سے مالا مال کیا ہے، لہٰذا اُسے چاہیے کہ وہ اِس نعمت کو اعتدال اور میانہ روی سے استعمال میں لائے، تا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بن

[1] صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب الاستعاذة من الجبن والکسل، رقم: ٦٣٦٩.

سکے، اِس کے برعکس جو شخص اِس نعمت کا استعمال اعتدال اور میانہ روی کی بجائے، اس میں فضول خرچی اور اسراف کرتا ہے، تو وہ ناشکرا ہے، بلکہ ناشکری میں شیطان کی مانند ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاۗءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ۝ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۝﴾ (بنی اسرائیل: ۲۶تا ۲۹)

''اور رشتہ داروں کا، مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کرتے رہو اور فضول خرچی نہ کرو، بے شک فضول خرچ لوگ شیطان کے بھائی ہوتے ہیں، اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے، اگر تم اُن لوگوں سے پہلو تہی کرو، اپنے رب کی جانب سے اس روزی کی خواہش کرتے ہوئے جس کی تمہیں امید ہے، تو ان سے کوئی اچھی بات کہہ دو اور اپنے ہاتھ کو (بخل کی وجہ سے) اپنی گردن سے باندھا ہوا نہ رکھو، اور نہ (فضول خرچ بن کر) اُسے بالکل ہی کھول دو کہ پھر ملامت کیا ہوا درماندہ بیٹھ جائے۔''

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں فضول خرچی سے منع کیا گیا ہے، جیسے کوئی آدمی اپنا مال ناجائز کاموں میں خرچ کرے، یا ان لوگوں پر خرچ کرے جو شرعی اُصولوں کے مطابق مستحق نہ ہوں۔

علت یہ بیان کی گئی ہے کہ فضول خرچی کرنے والے لوگ ناشکری میں شیطان کے مانند ہیں۔ اور یہ انسان کی غایت خدمت ہے، کیونکہ شیطان سے زیادہ کوئی بُرا نہیں ہے۔ یا مفہوم یہ ہے کہ فضول خرچی کرنے والے لوگ جہنم میں شیطان کے ساتھی ہوں گے۔ آیت

کے آخر میں گزشتہ علت کی تکمیل ہے کہ شیطان سے بڑھ کر اللہ کا کوئی ناشکرا بندہ نہیں ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے جتنی صلاحیتیں دی ہیں ان سب کو اس نے ارتکابِ معاصی، زمین میں فساد پھیلانے، لوگوں کو گمراہ کرنے اور کفر کی طرف بلانے میں لگا دیا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی آدمی اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو اللہ کی بندگی کے بجائے ناجائز کاموں پر خرچ کرتا ہے تو گویا وہ شیطان کے مانند ہے۔ (تیسیر الرحمن: ۱/ ۸۰۵۔ ملخصًا)

(85) دنیا کی حرص:

عارضی چیز عارضی ہوتی ہے، خواہ وہ بظاہر کتنی ہی حسین اور خوبصورت نظر کیوں نہ آئے، یہی حال دنیا کا ہے کہ یہ بظاہر تو اپنی دلکشیوں اور اپنی زینتوں کی وجہ سے بہت خوبصورت نظر آتی ہے، جب کہ حقیقت میں یہ ایک دھوکہ اور فریب ہے، اور سادہ لوح انسان اس فریبی دنیا کے حرص کا شکار ہے۔ لیکن یاد رہے کہ جو شخص صرف دنیا کا حریص ہے، اُسے دنیا میں تو اپنی محنت کا صلہ مل جائے گا، لیکن آخرت میں اُسے سوائے آگ کے اور کچھ نہیں ملے گا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۞ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۞﴾

(ھود: ۱۵،۱۶)

’’جو شخص دنیا کی زندگی اور اُس کی زینت چاہتا ہے، تو ہم دنیا میں اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے دیتے ہیں، اور اس میں اُن کے ساتھ کوئی کمی نہیں کی جاتی، یہی وہ لوگ ہیں، جنہیں آخرت میں عذابِ نار کے سوا کچھ بھی نہیں ملے گا، اور جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا ہوگا، ضائع ہو جائے گا، اور جو کچھ وہاں کرتے رہے تھے (ایمان کے بغیر) بے کار ہی تھا۔‘‘

اور جو شخص آخرت کی زندگی پر دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتا ہے، وہ سمجھ لے کہ اس کا ٹھکانہ جہنم میں ہے۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿فَأَمَّا مَنْ طَغَىٰ ﴿٣٧﴾ وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿٣٨﴾ فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ﴿٣٩﴾﴾

(النازعات: ۳۷،۳۸،۳۹)

''جس نے سرکشی کی۔ اور دنیاوی زندگی کو ترجیح دی۔ تو بے شک جہنم اس کا ٹھکانہ ہے۔''

نیز جو شخص صرف دنیا کی فکر میں لگا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے معاملات میں کئی قسم کی پریشانیاں پیدا کر دیتا ہے، اور اُسے فقر و فاقہ کے اندیشے میں مبتلا کر دیتا ہے، جیسا کہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهُ فَرَّقَ اللّٰهُ أَمْرَهُ وَجَعَلَ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا كُتِبَ لَهُ.)) [1]

''جس کو صرف دنیا کی فکر ہوگی، اللہ اس پر اُس کا معاملہ مشکل کر دے گا، اور ہر وقت اُسے فقر کا اندیشہ رہے گا، اور دنیا میں سے بھی اُسے صرف وہی میسر ہوگا جو اُس کے مقدر میں ہوگا۔''

(86) سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا:

اسلام کسی بات کو تسلیم کر لینے کا نام ہے، تو جب اسلام میں کسی چیز کی ممانعت آ جائے یا اس کی حرمت کے بارے میں وضاحت آ جائے، تو اس وقت کسی بہانے کی یا کسی تاویل کی ضرورت و اہمیت نہیں ہوتی، اور اس کے بارے میں قیاس آرائیاں کرنا انسان کو گمراہی کے قریب کر دیتا ہے، تو اسی طرح اسلام میں سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے کی ممانعت آئی ہے۔ لہٰذا بحیثیت مسلمان ہمیں ان برتنوں کو استعمال کرنے سے رُک جانا چاہیے۔

[1] سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب الهم بالدنيا، رقم: ٤١٠٥۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

جیسا کہ ان برتنوں کو استعمال کرنے کی ممانعت کے بارے میں فرمان نبوی ﷺ ہے:

((الَّـذِی یَشْـرَبُ فِـی إِنَـاءِ الْـفِـضَّةِ إِنَّـمَا یُجَرْجِرُ فِی بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ)) ❶

''جو شخص سونے یا چاندی کے برتنوں میں کھاتا یا پیتا ہے، وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ انڈیل رہا ہے۔''

لہٰذا مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ سونے اور چاندی کے برتن میں کھانا یا پینا اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ انڈیلنے کے برابر ہے، نیز کی اس فعل سے ممانعت پر اللہ کے نبی ﷺ کی وعید بھی موجود ہے، جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَـنْ لَبِـسَ الْـحَـرِيْـرَ فِـیْ الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِیْ الآخِرَةِ، وَمَنْ يَشَـرَبِ الْـخَمْرَ فِیْ الدُّنْيَا لَمْ يَشْرَبْهَا فِیْ الآخِرَةِ، وَمَنْ يَّشْرَبْ فِـیْ آنِيَةِ الـذَّهَـبِ وَالـفِضَّةِ لَمْ يَشْرَبْ بِهَا فِیْ الآخِرَةِ، ثُمَّ قَالَ لِبَاسُ اَهْلِ الجَنَّةِ، شَرَابُ اَهْلِ الجَنَّةِ، وَآنِيَةُ اَهْلِ الجَنَّةِ)) ❷

''جو شخص دنیا میں ریشم پہنے گا تو آخرت میں وہ اس کو نہیں پہنے گا، اور جو شخص دنیا میں شراب پیئے گا، وہ اس کو آخرت میں نہیں پیئے گا، اور جو شخص چاندی اور سونے کے برتن میں پیئے گا، تو وہ آخرت میں نہیں پیئے گا، پھر فرمایا: اہل جنت کے لباس سے، اہل جنت کے شراب سے اور اہل جنت کے برتنوں سے محروم رہے گا۔''

(87) مردوں کا سونے کے زیور پہننا:

مردوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے سونا حرام کیا ہے، خواہ وہ انگوٹھی کی شکل میں ہو یا خواہ وہ

❶ صحیح بخاری، کتاب الاشربه، باب آنية الفضة: رقم: ٥٦٣٤.

❷ صحیح الترغیب والترهیب، کتاب الطعام، رقم: ٣٢١.

زنجیر کی شکل میں ہو، خواہ کسی اور شکل میں ہو، جیسا کہ نبی ﷺ کی حدیث ہے:

((رَاٰی خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ فِی یَدِ رَجُلٍ فَنَزَعَهٗ فَطَرَحَهٗ وَقَالَ یَعْمِدُ اَحَدُکُمْ اِلَی جَمْرَةٍ مِنْ نَّارٍ فَیَجْعَلُهَا فِیْ یَدِهٖ .)) ❶

''رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی، تو آپ ﷺ نے اسے اتار پھینکا اور فرمایا: تم میں سے کوئی ایک آگ کا انگارہ پکڑتا ہے، اور اسے اپنے ہاتھ میں پہن لیتا ہے؟''

اسی طرح آپ ﷺ نے ایک موقعہ پر اس صحابی سے اپنا رخ موڑ لیا، جس نے سونے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی، جیسا کہ ابوسعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔

((أَنَّ رَجُلاً قَدِمَ مِنْ نَجْرَانَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَیْهِ خَاتَمٌ مِنْ ذَهَبٍ فَأَعْرَضَ عَنْهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ اِنَّكَ جِئْتَنِیْ وَفِیْ یَدِكَ جَمْرَةٌ مِنْ نَارٍ .)) ❷

''ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں نجران سے آیا، اور اس نے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی، تو آپ ﷺ نے اس سے اعراض کیا، اور فرمایا: تو میرے پاس اس حالت میں آیا کہ تیرے ہاتھ میں آگ کا انگارہ ہے۔''

ایک اور روایت میں اس کی ممانعت کچھ اس طرح بیان کی گئی ہے۔

((اِتَّخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَاتَمَ الذَّهَبِ فَلَبِسَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِیْمَ الذَّهَبِ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّیْ كُنْتُ أَلْبِسُ هَذَا الْخَاتِمَ وَاِنِّیْ لَنْ اَلْبِسَهٗ اَبَداً ، فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِیْمِهِمْ .)) ❸

❶ صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب تحریم خاتم الذهب، رقم: ۲۰۹۰.

❷ سنن سنائی، کتاب الزهد، رقم: ۵۱۸۸۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ سنن نسائی، باب صفة خاتم النبی و نقشه ، رقم: ۵۲۷۵۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

''رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی لے کر پہنی تو لوگوں نے بھی سونے کے انگوٹھیاں لے لیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اس انگوٹھی کو پہنا تھا، اور اب بے شک میں اس کو کبھی نہیں پہنوں گا، لہٰذا آپ ﷺ نے اس انگوٹھی کو پھینک دیا، تو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔''

(88) خودکشی کرنا:

خودکشی ایک ایسا جرم ہے جس کے کرنے سے انسان یہ سمجھتا ہے کہ میں مصیبتوں اور پریشانیوں سے بچ گیا ہوں، لیکن حقیقت میں وہ ہمیشہ کی مصیبت میں اپنے آپ کو گرفتار کر لیتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ﴿٢٩﴾ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ عُدْوَانًا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيهِ نَارًا ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿٣٠﴾﴾ (النساء: ۲۹، ۳۰)

''اے ایمان والو! آپس میں مال ناجائز طریقہ سے مت کھاؤ، مگر یہ کہ تمہاری آپس کی رضا مندی سے خرید وفروخت ہو، اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نہایت مہربان ہے، اور جو شخص یہ (نافرمانیاں) سرکشی اور ظلم کرے گا، تو عنقریب ہم اس کو آگ میں داخل کریں گے، اور یہ اللہ پر آسان ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے خودکشی کرنے سے منع فرمایا ہے، اور واضح الفاظ میں بیان کر دیا ہے کہ جو شخص اپنی ذات پر ایسی زیادتی کرے گا، اس کے لیے اخروی ٹھکانا جہنم کی آگ ہے۔ نیز نبی ﷺ کی حدیث اس بات پر گواہ ہے، چنانچہ سیّدنا جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ بِهِ جُرْحٌ فَجَزِعَ فَأَخَذَ سِكِّينًا فَحَزَّ بِهَا يَدَهُ فَمَا رَقَأَ

الدَّمُ حَتَّى مَاتَ ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ: بَادَرَنِی عَبْدِی بِنَفْسِهِ حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ .)) ❶

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی زخمی ہوا وہ تکلیف پر صبر نہ کر سکا، اور وہ چھری سے اپنا ہاتھ کاٹ بیٹھا، لیکن خون بند نہ ہونے کی وجہ سے جان سے ہاتھ دھو بیٹھا، اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں فرمایا کہ میرے بندے نے اپنی جان کے بارے میں مجھ سے جلدی کی، لہٰذا میں نے اس پر جنت حرام کر دی ہے۔''

اسی طرح ''صحیح مسلم'' کی روایت میں اس کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے، اور اس کو سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

((قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَتَوَجَّأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا ، وَمَنْ شَرِبَ سَمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ تَرَدّٰى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ يَتَرَدّٰى فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا .)) ❷

''آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اپنے آپ کو تیز دھاری دار آلے کے ساتھ قتل کیا تو وہ تیز دھاری دار آلہ اس کے ہاتھ میں ہوگا، اور مسلسل جہنم کی آگ میں اس کے ساتھ اپنے پیٹ کو چاک کرتا رہے گا۔ اور جس شخص نے زہر پی کر اپنے آپ کو قتل کیا تو وہ ہمیشہ ہمیشہ تک جہنم کی آگ میں زہر پیتا رہے گا، اور جس نے کسی پہاڑ سے گر کر خودکشی کی تو وہ اسی طرح جہنم کی آگ میں ہمیشہ

❶ صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ذکر عن بنی اسرائیل، رقم: ۳۴۶۳.

❷ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ان من قتل نفسه بشیء رقم: ۱۰۹.

ہمیشہ کے لیے پہاڑ سے گر کر خودکشی کرتا رہے گا۔‘‘

(89) دوسروں کو دعوت عمل دینا اور خود بدعمل ہونا:

یہ ایک ایسا عمل ہے جس سے بچنے والا انسان بہت خوش قسمت ہے، جو جیسی دعوت دیتا ہے ویسا ہی عمل کرتا ہے، لیکن اس کے برعکس دوسروں کو دعوتِ عمل دینا، اور خود بے عمل اور بدعمل ہونا، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝٢ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝٣﴾ (الصف : ٢، ٣)

’’اے ایمان والو! تم ایسی بات کیوں کہتے ہو، جس پر خود عمل نہیں کرتے، یہ بات اللہ کو بہت ہی زیادہ ناپسند ہے، کہ تم وہ بات کہو جس پر خود عمل نہیں کرتے۔‘‘

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے جو کہ لوگوں کو تو دعوت عمل دیتے ہیں، لیکن خود اس سے محروم ہوتے ہیں، اور اسی کی مذمت میں نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ کچھ یوں ہے:

((يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُهُ فِي النَّارِ ، فَيَدُورُ كَمَا يَدُورُ الْحِمَارُ بِرَحَاهُ فَيَجْتَمِعُ أَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُولُونَ: أَيْ فُلَانُ مَا شَأْنُكَ؟ أَلَيْسَ كُنْتَ تَأْمُرُنَا بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ؟ قَالَ: كُنْتُ آمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا آتِيهِ ، وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَآتِيهِ .)) [1]

قیامت کے روز ایک آدمی لایا جائے گا اور اسے آگ میں ڈالا جائے گا، اس کی انتڑیاں (پیٹ سے باہر) آگ میں ہوں گی، وہ اپنی انتڑیوں کو لیے اس طرح گھومے گا جس طرح گدھا (کولھو کی) چکی کے گرد گھومتا ہے، اہل جہنم اس

[1] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق، باب صفة النار، رقم: ٣٢٦٧.

کے ارد گرد جمع ہو جائیں گے اور پوچھیں گے: اے فلاں! تمہارا یہ حال کیسے ہوا؟ کیا تم ہمیں نیکی کا حکم کرتے تھے، لیکن خود نیکی نہیں کرتے تھے، ہمیں برائی سے روکتے تھے، لیکن خود نہیں رکتے تھے۔''

(90) لوگوں کے گھروں میں بلا اجازت جھانکنا:

بغیر اجازت کسی کے گھر تانک جھانک کرنا گناہ کا کام ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ﴾ (النور: ۲۷)

''اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک کہ اجازت نہ لے لو اور وہاں کے رہنے والوں کو سلام نہ کرلو۔''

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اجازت لیے بغیر کسی کے گھر میں داخل ہونا جائز نہیں ہے، اجازت لینا اس لیے ضروری ہے کہ بلا اجازت داخلے میں گھر والوں کی (کسی بھی طرح کی) بے پردگی کا امکان ہوتا ہے، یہی علت رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث میں مذکور ہے:

((اَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ فِیْ جُحْرٍ فِیْ بَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، وَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِدْرًی يَحُكُّ بِهٖ رَاْسَهٗ ، فَلَمَّا رَآهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَوْ اَعْلَمُ اَنَّكَ تَنْتَظِرُنِی لَطَعَنْتُ بِهٖ فِیْ عَيْنِكَ ، وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِنَّمَا جُعِلَ الْاِذْنُ مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ .)) [1]

''ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے دروازے کے سوراخ سے جھانکا، اس وقت رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں ایک آلہ تھا، جس کے ساتھ آپ ﷺ اپنا سر کھجا رہے تھے، جب اس کو رسول اللہ ﷺ نے دیکھا، تو فرمایا: اگر مجھے

[1] صحیح مسلم، کتاب الادب، باب تحریم النظر فی بیت غیرہ، رقم: ۵۶۳۸.

علم ہوتا کہ تو مجھے دیکھ رہا ہے، تو میں اس کو تیری آنکھوں میں چبھو دیتا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اجازت کا حکم اس دیکھنے ہی کی وجہ سے تو مقرر کیا گیا ہے۔''

پس گذشتہ آیت کی وضاحت نبی ﷺ کی اس حدیث مبارکہ سے ہوگئی ہے کہ گھروں میں اجازت لے کر داخل ہونے کا حکم صرف اس آنکھ کے دیکھنے کی وجہ سے ہے، گویا کہ گھر میں جھانکنا اس گھر میں داخل ہونے کے مترادف ہے۔ اور پھر جو شخص ایسا کرے، تو ایسے آدمی کی آنکھ کو اگر پھوڑ دیا جائے، تو نبی ﷺ کی حدیث کے مطابق اس کا شریعت میں کوئی قصاص اور دیت نہیں ہے، کیونکہ گھروں میں جھانکنا ایک بہت بڑے فتنے کا باعث ہے، اور یہ فتنہ قتل سے بھی زیادہ سخت ہے، اس لیے کہ اس فتنے کی وجہ سے گھر برباد ہو جاتے ہیں، اس لیے نبی ﷺ نے گھروں میں جھانکنے سے منع فرمایا ہے، اللہ ہمیں ایسے عملوں سے محفوظ فرمائے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے۔ آمین

(91) دو آدمیوں کا تیسرے آدمی کو چھوڑ کر سرگوشی کرنا:

یہ بھی ایک سنگین گناہ ہے، اور شیطان کے لیے ذریعہ فساد ہے، جس کے ذریعے سے یہ مسلمانوں میں اختلاف ، باہمی عداوت اور بغض کے بیج بوتا ہے، مثال کے طور پر تین آدمیوں میں سے دو آدمی علیحدگی میں کوئی سرگوشی کرتے ہیں، خواہ وہ ان کے فائدے کے لیے ہو، لیکن شیطان تیسرے آدمی کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے کہ شاید یہ میرے خلاف کوئی منصوبہ بنا رہے ہیں، وغیرہ، ایسے خیالات ڈال کر وہ ان پر حملہ آور ہو جاتا ہے، اسی لیے نبی مکرم ﷺ نے اس فعل سے منع فرمایا ہے، جیسا کہ سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الْآخَرِ حَتّٰى تَخْتَلِطُوا بِالنَّاسِ مِنْ اَجْلِ اَنْ يُّحْزِنَهُ .)) [1]

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم تین ہو تو تیسرے کے بغیر دو آپس میں

[1] صحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحریم المناجات الاثنین، رقم: ٤٩٩٦.

سرگوشی نہ کرو، تا آنکہ اور لوگ آ جائیں، کیونکہ ایسا کرنا، یعنی دو آدمیوں کا علیحدہ ہوکر مشورہ کرنا اس تیسرے آدمی کوغمزدہ کرنے کا باعث ہے۔''

لہٰذا حدیث نبوی ﷺ سے اس کی حرمت واضح ہوگئی ہے، لہٰذا کسی بھی محفل میں جب تین آدمی ہوں تو ایسی سرگوشی کرنا سخت منع ہے، حتیٰ کہ اس محفل میں تعداد تین سے بڑھ جائے۔

(92) فحاشی وعریانی پرمبنی فلمیں دیکھنا:

نبی مکرم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے:

((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰى عَوْرَةِ الرَّجُلِ، وَلَا الْمَرْأَةُ اِلٰى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ، وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ وَّاحِدٍ، وَّلَا تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ.)) [1]

''یقیناً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مرد مرد کے ستر (شرمگاہ) کو نہ دیکھے، اور عورت عورت کے ستر (شرمگاہ) کو نہ دیکھے، اور مرد مرد کے ساتھ برہنہ ایک کپڑے میں نہ لیٹے، اور نہ عورت عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں برہنہ لیٹے۔''

اس حدیث مبارکہ میں اللہ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مرد وعورت کو ایک ایسا اصول بتایا ہے، جس کی وجہ سے وہ بہت سی ایسی بُرائیوں اور گناہوں سے بچ سکتے ہیں۔جن کی وجہ سے وہ ہمیشہ کے عذاب میں مبتلا ہو سکتے ہیں، تو اس حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ نے مرد کو مرد کی شرمگاہ اور عورت کو عورت کی شرمگاہ دیکھنے سے منع کیا ہے، لیکن مرد کے لیے غیر محرم عورت کے سرتا پاؤں کسی بھی حصے کی طرف دیکھنا جائز نہیں ہے، اسی طرح ہمارے معاشرے میں پیش کیے جانے والے ڈرامے اور فلمیں، ان میں اس چیز کا خصوصاً اہتمام ہوتا ہے، مرد کے سامنے عورت بے پردہ اور آدھی سے زیادہ برہنہ ہوتی ہے، اور ان فلموں میں ایسا کردار ادا

[1] صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب تحریم العو الی الصورات، رقم: ۷٦۸.

کیا جاتا ہے، جس سے نوجوان نسل خواہ مرد ہو یا عورت وہ شہوت سے مغلوب ہو کر وہی کچھ کرتے ہیں جو انہوں نے دیکھا ہوتا ہے۔ اس لیے حدیث نبوی ﷺ میں سَتر دیکھنے کی ممانعت ہے۔ اور ان کا برہنہ ہو کر مردوں کے ساتھ خلوت نشینی اور بدکرداری کا اظہار کرنا، وہ تو اس سے بھی سنگین جرم ہے۔ اور ایسی عورتوں اور مردوں کو جو اپنے ستر کی حفاظت نہیں کرتے، ان کے انہی اعضاء پر جہنم کی آگ لگائی جائے گی، ظاہراً تو دیکھنے والوں کے لیے لذت بھرا منظر ہوتا ہے، لیکن اخروی عذاب کے مقابلہ میں یہ انتہائی گھٹیا اور شرم ناک فعل ہوتا ہے۔

(93) حقیقی والد کی بجائے کسی دوسرے کی طرف نسبت کرنا:

کچھ لوگ رسمی کاغذات میں جھوٹے انساب کا اندراج کرا لیتے ہیں اور کچھ لوگ ایسا اس لیے کرتے ہیں کہ ان کے باپ نے انہیں بچپن ہی میں چھوڑ دیا ہوتا ہے، لہٰذا وہ ناراضگی اور نفرت جتانے کے لیے اپنی ولدیت بدل ڈالتے ہیں، جبکہ یہ سب حرام ہے اور اس کام کی حرمت شریعت میں وارد ہوئی ہے، حتیٰ کہ جو شخص ایسا کرتا ہے، اس پر جنت حرام ہو جاتی ہے۔ چنانچہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:

((مَنِ ادَّعٰی اِلیٰ غَیْرِ اَبِیْهِ وَهُوَ یَعْلَمُ فَالْجَنَّةُ عَلَیْهِ حَرَامٌ .)) [1]

''جو شخص اپنے حقیقی باپ کی بجائے دوسرے کی طرف منسوب ہو، اور اسے اس بات کا علم بھی ہو تو اس پر جنت حرام ہے۔''

ہر وہ چیز جو نسب ناموں میں جھوٹ پر مشتمل ہو شریعت نے اسے حرام قرار دیا ہے، بعض لوگ اپنی بیوی سے لڑائی جھگڑا کرتے کرتے اس حد تک پہنچ جاتے ہیں کہ اس پر زنا کی تہمت لگا کر بلا ثبوت اپنے بچے کو ولد الزنا (زنا کی وجہ سے جنم لینے والے بچے کو کہتے ہیں) قرار دے کر اس سے کنارہ کشی اختیار کر لیتے ہیں، حالانکہ وہ بچہ انہی کے فراش (بستر) پر جنم

[1] صحیح بخاری، کتاب المغازی، رقم: ٤٣٢٦، ٤٣٢٧.

لیتا ہے۔ اور ایسے ہی بعض بیویاں اپنے خاوندوں کے ساتھ خیانت کا ارتکاب کرتی ہیں، کہ وہ از طریق زنا حاملہ ہو کر اس بچے کو اپنے شوہر کی طرف منسوب کر دیتی ہیں، حالانکہ شوہر کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، ایسے گھناؤنے فعل کی شریعت میں پر زور مذمت اور بڑی شدید وعید بیان کی ہے۔

(94) بالوں کو سیاہ خضاب لگانا:

بالوں کو سیاہ خضاب لگانے کے بارے میں صحیح اور راجح بات یہی ہے کہ یہ حرام ہے کیونکہ نبی ﷺ کی حدیث میں اس فعل کو کرنے کی زبردست وعید آئی ہے، فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

((يَكُونُ قَوْمٌ يَخْضِبُونَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ بِالسَّوَادِ كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ، لَا يَرِيْحُونَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ.)) [1]

"آخری زمانے میں ایسے لوگ آئیں گے، جو کالے رنگ کا خضاب استعمال کریں گے، جس کی کیفیت کبوتر کے پیٹ کی مانند ہوگی، یہ لوگ جنت کی خوشبو نہیں پاسکیں گے۔"

تو مذکورہ بالا حدیث میں سیاہ خضاب استعمال کرنے کی ممانعت اور شدید وعید ہے کہ "ایسا کرنے والے لوگ جنت کی خوشبو بھی نہیں پاسکیں گے۔ سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ابو قحافہ کو جب فتح مکہ کے دن نبی ﷺ کے پاس لایا گیا، جبکہ ان کا سر اور داڑھی شدت بیاض (سخت سفید ہونے) کی وجہ سے "ثغامہ بوٹی" معلوم ہو رہی تھی تو نبی ﷺ نے فرمایا:

((غَيِّرُوْا هٰذَا بِشَيْءٍ وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ.)) [2]

---

[1] سنن ابی داؤد، باب ماجاء فی خضاب السواد، رقم: ٤٢١٢ ـ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

[2] صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب استحباب خضاب الشيب، رقم: ٥٥٠٩.

''بالوں کی اس سفیدی کو بدلو، اور سیاہ رنگ کے استعمال سے بچو۔''

(95) خوبصورتی کے لیے چہرے کے بال اکھاڑنا:

خوبصورتی کے لیے بال اکھاڑنا، خواہ مرد ہو یا عورت، یہ ایسا کام ہے جس کے کرنے والے کو ملعون قرار دیا گیا ہے، کیونکہ یہ تخلیق خداوندی کو تبدیل کرنے کے مترادف ہے، اور جو اللہ کی خلقت میں تبدیلی کرتا ہے، گویا کہ وہ شراکت کا اعتراف کرتا ہے، اس لیے نبی اکرم ﷺ نے اس فعل سے منع فرمایا ہے، جیسا کہ نبی مکرم ﷺ کی حدیث ہے:

((قَالَ لَعَنَ اللّٰہُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ ، وَالنَّامِصَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ)) [1]

''اللہ تعالیٰ نے خوبصورتی کے لیے جسم میں رنگ بھرنے وبھروانے والی پر بال اکھاڑنے واکھڑوانے والی پر اور دانتوں میں فاصلہ کرنے والی پر لعنت کی ہے، جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی کرتی ہیں۔''

تو اس حدیث مبارکہ سے مزید دو باتوں کا بھی علم ہوا کہ جسم کے کسی بھی حصے پر خواہ چہرہ ہو یا بازو، ان میں خوبصورتی کے لیے رنگ بھرنا بھی ملعون کام ہے، اور اسی طرح دانتوں میں فاصلہ کروانا یہ بھی ملعون کام ہے، جو لوگ خوبصورتی کے لیے ایسا کریں وہ اس گناہ اور لعنت کا مصداق ہیں۔ اور اسی طرح چہرے کے بال اکھاڑنا یا اکھڑوانا یہ بھی قابل مذمت فعل ہے، تو جو آدمی ایسا کام کرتا ہے، وہ بھی اور جو کرواتا ہے، وہ بھی خواہ مرد ہو یا عورت وہ نبی کائنات ﷺ کی لعنت کا مستحق ہے، جس پر نبی کائنات کی لعنت ہو، اس پر سارے فرشتوں کی لعنت ہے اور پھر خود رب العالمین کی ایسے لوگوں پر لعنت ہے۔

جو بات تھی حق کی وہ دی میں نے بتا
اس پہ عمل کرنا نہ کرنا تیرا کام ہے

[1] صحيح مسلم، كتاب اللباس، باب تحريم الواصلة والمستوصلة، رقم: ٥٥٧٣.

(96) داڑھی کا مذاق اڑانا:

داڑھی رکھنا فرض اور سنت نبوی ﷺ ہے۔ جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَحْفُوْا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوْا اللُّحیٰ .)) ❶

''داڑھیوں کو معاف کردو، (بڑھاؤ) اور مونچھیں کترواؤ۔''

اور اس سے اگلی حدیث میں نبی ﷺ یوں ارشاد فرماتے ہیں:

((جُزُّوا الشَّوَارِبَ ، وَأَرْخُوا اللُّحیٰ ، خَالِفُوا الْمَجُوسَ)) ❷

''مونچھوں کو کاٹو، اور داڑھیوں کو کھلا چھوڑ دو (مراد مت کاٹو) اور مجوسیوں (پارسیوں) کی مخالفت کرو۔''

اس بات کی مزید وضاحت کے لیے ایک اور حدیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام پیش خدمت ہے۔ جو کہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الْفِطْرَةُ خَمْسٌ أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: الْخِتَانُ، وَالِاسْتِحْدَادُ ، وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ ، وَنَتْفُ الْإِبِطِ ، وَقَصُّ الشَّارِبِ .)) ❸

''پانچ چیزیں، (فطرت) سنت ہیں: ختنہ کرنا، زیر ناف بال صاف کرنا، ناخن کاٹنا، بغل کے بال نوچنا اور مونچھیں ترشوانا۔''

یہاں فطرت سے مراد سنت ہے، اور یہاں فطرت کا لفظ استعمال کر کے اشارہ کیا گیا ہے کہ یہ پانچوں چیزیں ایسی ہیں کہ ان پر پہلے انبیاء علیہم السلام کا بھی عمل تھا، اور اسی طرح پہلے انبیاء میں مونچھیں کتراونے اور داڑھی بڑھانے کا طریقہ تھا، اب گذشتہ احادیث اور اس حدیث کی روشنی میں ثابت ہوا کہ مونچھیں کتراونا، اور داڑھی بڑھانا تمام انبیاء علیہم السلام کی

❶ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب فضل الفطرة، رقم: ٦٠٠.

❷ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، رقم: ٢٦٠.

❸ صحيح مسلم، كتاب، رقم: ٢٥١.

سنت ہے۔ اور جو لوگ سنت سمجھ کر داڑھی رکھتے ہیں تو وہ انبیاء علیہم السلام کی سنت پر عمل کرتے ہیں۔ اور جو لوگ داڑھی کا مذاق اڑاتے ہیں، وہ ایک سنت کا مذاق اڑاتے ہیں اور سنت بھی وہ جو کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت تھی، تو اب آپ خود ہی ایسے آدمی کے بارے میں فیصلہ کریں کہ جو انبیاء علیہم السلام کی سنت کا مذاق اڑاتا ہے، کیا اسے یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کی سنت کا مذاق اڑائے وہ تو پرلے درجے کا جاہل اور بے وقوف آدمی ہے جو انبیاء کی سنت کا مذاق اڑاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت نصیب فرمائے۔

(97) پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا:

پیشاب کے قطرے یا چھینٹے کپڑوں پر پڑ جانے کی وجہ سے بھی انسان سزا کا مستحق ہو جاتا ہے، اور عذاب میں مبتلا کیا جاتا ہے، جیسا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى قَبْرَيْنِ فَقَالَ: أَمَا إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ .)) [1]

''رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے قریب سے گزرے، وہ دونوں قبر والے قبر میں عذاب دیے جارہے تھے اور عذاب بھی کسی بڑے (گناہ) کی وجہ سے نہیں دیے جارہا تھا ان دونوں میں سے ایک چغلی کرتا تھا اور دوسرا اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔''

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں اس حدیث پر باب قائم کیا ہے: ''بَابُ مِنَ الْكَبَائِرِ اَنْ لَا يُسْتَتَرَ فِي بَوْلِهِ'' ''باب اس بارے میں کہ پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا کبیرہ گناہ ہے۔''

اور ایک دوسری حدیث میں اس کے بارے میں نبی ﷺ سے یوں منقول ہے:

((عَامَّةُ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ ، فَتَنَزَّهُوا مِنَ الْبَوْلِ .)) [2]

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الطهاره، باب الدليل على نجاسة البول، رقم: ٢٩٢.

[2] سنن دارقطني، كتاب الطهاره، باب نجاسة البول، رقم: ١٢٨/١ـ مستدرك حاكم: ١٨٣/١، رقم: ٦٨٠ـ حاکم نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

''پیشاب سے بچو کیونکہ قبر کا عام عذاب پیشاب کی وجہ سے ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قرآن مجید میں حکم دیا کہ:

﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝﴾ (مدثر: ٤)

''اور اپنے کپڑے پاک رکھو۔''

اللہ تعالیٰ کا اپنے پیغمبروں کو بھی یہی حکم تھا اور امتیوں کے لیے بھی پاک رہنے کا حکم ہے، تو جو اس کی مخالفت کرتا ہے خصوصاً پیشاب کے معاملے میں احتیاط نہیں کرتا، تو ایسے لوگوں پر قبر سے ہی عذاب شروع ہو جاتا ہے، لہٰذا ہمیں اس معاملہ میں احتیاط کرنی چاہیے۔

(98) قبروں پر بیٹھنا، قبروں کو روندنا اور قبرستان میں قضائے حاجت کرنا:

قبروں پر بیٹھنا، قبروں کو روندنا، اور قبرستان میں قضائے حاجت کرنا شرعاً ناجائز ہے۔

قبر پر بیٹھنے کے بارے میں نبی ﷺ یوں ارشاد فرماتے ہیں:

((لَاَنْ يَّجْلِسَ اَحَدُكُمْ عَلٰى جَمْرَةٍ تَحْرِقُهُ، خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّجْلِسَ عَلٰى قَبْرٍ.)) [1]

''کوئی شخص آگ کے انگارے پر بیٹھے جو اس کے کپڑوں کو جلاتا ہوا کھال تک جا پہنچے، تو یہ اس کے لیے کسی قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔''

تو اس حدیث مبارکہ سے واضح ہو گیا کہ قبر پر بیٹھنا مشروع نہیں ہے۔ اور اس کو نبی ﷺ نے اس انداز میں بیان فرمایا کہ جس طرح کوئی شخص آگ کے انگارے پر بیٹھنا پسند نہیں کرتا، ویسے ہی قبر پر بیٹھنا بھی پسند نہیں کرتا۔ اور اسی طرح قبروں کو روندنے کے بارے میں نبی مکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

---

[1] سنن ابن ماجه، باب في ماجاء عن المشي على القبور والجلوس عليها، رقم: ١٥٦٦۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

((لأن أَمْشِيْ عَلىٰ جَمْرَةٍ أَوْ سَيفٍ ، أَوْ أَخْصِفَ نَعْلِيْ بِرِجْلِيْ ، اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ أَنْ أَمْشِيْ عَلىٰ قَبَرِ مُسْلِمٍ .)) [1]

''میں آگ کے انگاروں یا تلوار کی دھار پر چلوں یا اپنے جوتے کو پاؤں کے ساتھ سی لوں، یہ سب کچھ میرے لیے کسی مسلمان کی قبر پر چلنے سے بہتر ہے۔''

قبروں کو روندنا اور قبروں میں مدفون میتوں کا احترام نہ کرنا، اس بارے میں صاف الفاظ کے ساتھ وضاحت کردی گئی ہے کہ کسی بھی مسلمان کی قبر کو روندنا، اس کی تحقیر کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ نبی مکرم ﷺ نے ایسا کام کرنے کو آگ پر چلنے یا تلوار کی دھار پر چلنے یا اپنے جوتوں کو اپنے پاؤں کے ساتھ سینے سے تشبیہ دے کر یہی سمجھانا چاہا ہے کہ ایسا فعل کرنا حرام ہے، تو اب وہ لوگ جو قبرستان کی زمین پر قبضہ کر لیتے ہیں، اور اس پر تجارتی یا رہائشی پروجیکٹ بنا کر بیٹھ جاتے ہیں، وہ کس قدر قبرستان کے احترام کو پامال کرتے ہیں۔ اور پھر ان لوگوں کا کیا انجام ہوگا جو کہ پیغمبرِ کائنات ﷺ کی حدیث اور ان کے عمل کے ہوتے ہوئے ایسا شنیع فعل سرانجام دیتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو کہ قبرستان میں کچرا پھینکتے ہیں یا قضائے حاجت کرتے ہیں، تو یہ بھی قبرستان کے احترام کے خلاف ہے، اس کے بارے میں بنی مکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

((وَمَا أُبَالِي أَوَسْطَ الْقُبُورِ قَضَيْتُ حَاجَتِي ، أَوْ وَسْطَ السُّوقِ)) [2]

''میرا اس طرح قضاء حاجت کرنا قبروں کے درمیان ہے، یا بازار کے وسط میں۔''

(99) عورتوں کا باریک، تنگ اور چھوٹا لباس پہننا:

آج کے دور میں اسلام دشمنوں نے ہمارے خلاف بہت سے محاذ جنگ کھول رکھے ہیں، ان میں سے ایک محاذ کپڑوں کے نت نئے فیشنوں اور ڈیزائنوں کا ہے، اس کے علاوہ

[1] سنن ابن ماجه، كتاب الجنائز ، رقم: ١٥٦٧ ۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔
[2] سنن ابن ماجه، كتاب ايضا، رقم: ١٥٦٧ ۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

چھوٹا، باریک، شفاف اور تنگ لباس جو کہ بے پردگی و بے حیائی کا باعث ہے، لیکن ہمارے معاشرے کی مائیں اور بہنیں سمجھ بوجھ کے باوجود فیشن اور بے حیائی کو فروغ دیتی ہیں، لیکن اس سلسلہ میں نبی کائنات ﷺ کی ایک حدیث ہے، جس میں سخت وعید ہے، چنانچہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَاَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ ، وَنِسَآءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُؤُسُهُنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ ، وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا ، وَاِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا .)) [1]

''میری امت کے دو قسم کے افراد ایسے ہیں، جو کہ جہنمی ہیں، جنہیں میں ابھی تک نہیں دیکھ سکا، یعنی وہ ابھی تک ظاہر نہیں ہوئے ایک وہ جن کے ہاتھوں میں گائے کی دموں کی طرح کوڑے ہوں گے، جنہیں وہ لوگوں پر برسایا کریں گے، دوسری وہ عورتیں ہیں جنہوں نے لباس تو پہنا ہوگا، لیکن لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی، مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی ہوں گی اور خود مردوں کی طرف مائل ہونے والی ہوں گی، ان کے سر لمبی گردنوں والی اونٹنیوں کی کوہانوں کی مانند ہوں گے، یہ عورتیں جنت میں داخل نہیں ہوسکیں گی، بلکہ جنت کی خوشبو تک نہ پاسکیں گی، حالانکہ جنت کی خوشبو سالہا سال کی مسافت کی دوری سے محسوس ہوجائے گی۔''

اس حدیث میں بھی ان عورتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو کہ لباس کی کٹنگ، اس کی فٹنگ اور اس کے باریک ہونے کو، جس سے جسم ظاہر ہوتا ہے، فیشن سمجھتی ہیں۔ ایسا لباس پہننے

[1] صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب النساء الکاسیات، رقم: ٥٥٨٢.

والی عورتیں ہوں گی، سر پر کیا گلے میں بھی ڈوپٹہ نہیں۔ اپنے بالوں کی بناوٹ، اس کی کٹنگ اور فیشن کے ذریعے سے غیر مردوں کو اپنی طرف راغب کرتی ہیں۔ جس کے ضمن میں وہ ایسے ایسے گناہوں کی مرتکب ہوجاتی ہیں۔ جس کا تذکرہ نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک حدیث مبارکہ میں فرمایا کہ ایسے مرد اور عورتیں جو کہ دنیا کے اندر زنا کرتے تھے قیامت والے دن وہ جھنم میں ننگے کر کے الٹے لٹکا دیئے جائیں گے، اور ان کی چیخ و پکار سننے والا بھی کوئی نہیں ہوگا۔ اور پھر نبی مکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ ایسی صفات سے متصف عورتیں جنت میں کیا داخل ہوں گی، جنت کی خوشبو بھی نہ پاسکیں گی، جبکہ اس کی خوشبو دور دور تک پھیلی ہوگی جس کا انسان تصور بھی نہیں کرسکتا۔

اب آپ خود فیصلہ کریں کہ وہ کون سی ایسی ماں اور بہن ہے جو جنت کی بجائے جہنم کو پسند کرتی ہے۔ سکھ کے بجائے دکھ کو پسند کرتی ہے۔ انعام کی بجائے ذلت کو پسند کرتی ہے۔ ہدایت کی بجائے ضلالت کو پسند کرتی ہے۔ دنیا کی ہر چیز عارضی اور فنا ہونے والی ہے۔ دنیا کی ۵۰ یا ۶۰ سال کی زندگی گزر ہی جائے گی، لیکن اصل بات تو آخرت کی زندگی کی ہے جو کہ نہ ختم ہونے والی اور اس کی نعمتیں بھی غیر متناہی اور لازوال ہیں اور اس کی سزائیں بھی ہمیشہ رہنے والی ہیں۔ اس لئے دنیا کی بجائے آخرت کو پسند فرمائیں۔

(100) مردوں کا عورتوں کی اور عورتوں کا مردوں کی مشابہت اختیار کرنا:

فطرت الٰہی کا تقاضا یہ ہے کہ مرد اپنی مردانگی کی حفاظت کرے، اور عورت اپنی نسوانیت کی حفاظت کرے، جو لوگ اللہ کی اس فطرت میں تبدیلی کرنا چاہتے ہیں، خواہ مرد ہو یا عورتیں، ایسے لوگ کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔ جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ)) [1]

[1] صحيح بخاری، كتاب للباس ، باب المتشبهين بالنساء، رقم: ۵۸۸۵.

''رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر، اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔''

ایک دوسری حدیث میں اس کی مزید وضاحت یوں آئی ہے:

((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لُبْسَةَ المَرأَةِ، وَالْمَرأَةَ تَلْبِسُ لُبْسَةَ الرَّجُلِ)) [1]

''اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے ایسے مرد پر لعنت کی جو عورتوں والا لباس پہنتا ہے، اور ایسی عورت پر بھی لعنت کی جو مردوں والا لباس پہنتی ہے۔''

یہ مشابہت خواہ بال کٹوانے میں ہو یا لباس پہننے میں ہو، جیسا کہ مرد عورتوں جیسے بال رکھ لیتے ہیں، اور عورتیں مردوں جیسے بالوں کی کٹنگ کروا لیتی ہیں۔ جبکہ عورتوں کے لیے بال کٹوانا شرعاً حرام ہے، لیکن حج کے موقعہ پر اللہ کا حکم خاص ہے، اس کے علاوہ کسی طریقے سے بھی عورت اپنے بالوں کی کٹنگ نہیں کروا سکتی۔ ایک اور حدیث اس فعل کی قباحت کو واضح کرتی ہے:

((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ)) [2]

''رسول اللہ ﷺ نے ان مردوں پر جو مخنث بنتے ہیں، اور ان عورتوں پر جو مرد بننے کی کوشش کرتی ہیں، لعنت فرمائی ہے۔''

(101) عورت کا خوشبو لگا کر باہر نکلنا:

عورتوں کا خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلنا شرعاً حرام ہے، اور جو عورتیں ایسا کام کرتی ہیں، ان کے بارے میں نبی مکرم ﷺ فرماتے ہیں:

---

[1] سنن ابی داؤد، باب فی لباس النساء، رقم: ٤٠٩٨۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب اخراج المتشبهين بالنساء، رقم: ٥٨٨٦.

((اَيُّمَ امرَأَةٍ اِسْتعطَرَتْ ثُمَّ مَرَّتْ عَلَى الْقَوْمِ لِيَجِدُوْا رِيْحَهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ .))[1]

''جو عورت عطر استعمال کرے، پھر لوگوں کے پاس سے گزرے تا کہ وہ اس کی خوشبو کو پالیں تو وہ زانیہ ہے۔''

تو ایسی عورتیں جو خوشبو لگا کر گھر سے باہر سکول و کالج میں جاتے وقت، بازار سے سودا سلف لینے کے لیے جاتے وقت، سفر کرتے وقت یا جب بھی عورت گھر سے باہر نکلے گی اس حالت میں تو وہ عورت زانیہ ہے، اس پر شریعت نے زانیہ کا حکم لگا دیا ہے۔

(102) عورت کا محرم کے بغیر سفر کرنا:

عورت کا اپنے محرم کے بغیر سفر کرنا شرعاً ممنوع و حرام ہے۔ جیسا کہ نبی مکرم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُسَافِرُ مَسِيرَةَ يَوْمٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ)) [2]

''کسی بھی ایسی عورت کے لیے جو کہ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے، اس کے لیے ایک دن اور ایک رات جتنی مسافت کا سفر کرنا حلال (جائز) نہیں ہے، مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا محرم ہو۔''

اسی طرح ایک اور حدیث مبارکہ میں اس کی وضاحت نبی ﷺ کی زبان اقدس سے یوں ہوئی ہے:

''کسی بھی ایسی عورت کے لیے جو کہ اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے تین دن یا اس سے زائد سفر حلال (جائز) نہیں ہے مگر یہ کہ

---

[1] مسند احمد: ٤/ ٤١٤، رقم: ١٧٩١١۔ شیخ شعیب نے اسے ''جید الإسناد'' کہا ہے۔

[2] صحيح مسلم، كتاب الحج، باب سفر المرأة مع محرم ، رقم: ٣٢٦٨.

اس کے ساتھ اسکا والد ہو، یا اس کا بیٹا، یا اسکا خاوند ہو یا اس کا بھائی ہو، یا کوئی بھی محرم ہو۔'' [1]

مذکورہ بالا ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ عورت اپنے محرم کے بغیر کہیں بھی سفر نہیں کرسکتی۔ اور مزید یہ کہ جس مرد سے اسکا نکاح شرعاً جائز نہیں ہے، وہ اس کا محرم ہے، شریعت کے ایسے باعزت اور سنہری اُصول ہیں کہ اگر ہم ان پر عمل کریں تو بہت سے فتنوں اور فساد سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

(103) مرد وعورت کا مصنوعی بال لگوانا:

مرد وعورت کا مصنوعی بال لگوانا شرعاً ممنوع ہے، چنانچہ سیّدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے مروی:

((جَآئَتِ امْرَاَةٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَتْ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ! اِنَّ لِی ابْنَةً عُرَیِّسًا اَصَابَتْهَا حَصْبَةٌ فَتَمَرَّقَ شَعْرُهَا اَفَاَصِلُهٗ ؟ فَقَالَ: لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ)) [2]

''ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی، اور عرض کرنے لگی کہ میری بیٹی کی شادی ہے، اور بیماری کی وجہ سے اس کے بال جھڑ گئے ہیں، کیا اس کو مصنوعی بال لگا دوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے (مصنوعی بال) لگانے والی اور لگوانے والی پر لعنت کی ہے۔''

(104) بغیر عذر کے خاوند کا بستر ترک کرنا:

انسان خطاؤں کا پتلا ہے، بسا اوقات اس سے ایسا فیصلہ ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے میاں بیوی کا اختلاف ہو جاتا ہے۔ یا کوئی ایسی بات ہو جائے جو کہ ناراضگی کا باعث ہو تو

[1] صحیح مسلم، کتاب الحج، رقم: ۳۲۷۰.

[2] صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب تحریم فصل الواصلة المستوصلة، رقم: ۵۵۶۵.

ایسی حالت میں بھی عورت کو اپنے خاوند کے تابع رہنا چاہیے، اور اس کی بات ماننے سے انکار نہیں کرنا چاہیے، اور بالخصوص اگر خاوند عورت کو بستر پر بلائے، اور وہ نہ جائے تو ایسی عورتوں کے بارے میں نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

((إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ)) [1]

''جب شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے، اور وہ انکار کردے، اور وہ شوہر رات بھر ناراض رہے تو صبح ہونے تک فرشتے اس عورت پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔''

اپنے خاوند کے بلانے پر اس کے بستر پر نہیں جاتیں، تو ایسی عورتوں پر اللہ کے فرشتے ساری رات لعنتیں برساتے رہتے ہیں، اور جبکہ اس معاملہ میں نبی مکرم ﷺ کا فرمان یوں ہے:

((اِذَا دَعَا الرَّجُلُ اِمْرَأَتَهُ اِلَى فِرَاشِهِ فَلْتَجِب وَاِنْ كَانَتْ عَلَى ظَهْرِ قَتَبٍ.)) [2]

''جب شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے تو وہ فوراً قبول کرلے خواہ وہ بیوی اونٹ پر سوار کیوں نہ ہو۔''

(105) بلا عذر شرعی عورت کا طلاق مانگنا:

طلاق یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کو شریعت نے ناپسند کیا ہے، کیونکہ اس کی وجہ سے بڑے بڑے فساد بپا ہوتے ہیں۔ خاندان ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں بچے دھتکار دیئے جاتے ہیں، لیکن اس وقت عورت اور مرد دونوں ندامت اور پریشانی کا شکار ہوتے ہیں۔ لیکن اس وقت اسکا کوئی حل نہیں ہوتا۔ انہی وجوہات کی بناء پر نبی کریم ﷺ نے بلا عذر طلاق طلب کرنے والی عورت کے بارے میں فرمایا:

---

[1] صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب اذا باتت المرأة مهاجرة فراش زوجها، رقم: ۵۱۹۳.

[2] صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۵۳۳.

((عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ مَرْفُوعاً: اَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا الطَّلَاقَ مِنْ غَيْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ)) ❶

''سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورت اپنے شوہر سے بلا وجہ طلاق طلب کرے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔''

نبی کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک اور حدیث پیش خدمت ہے:

((عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ مَرْفُوعًا: اِنَّ الْمُخْتَلِفَاتِ وَالْمُنْتَزِعَاتِ هُنَّ الْمَنَافِقَاتِ)) ❷

''سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلا وجہ خلع اور طلاق کا مطالبہ کرنے والی اور جھگڑالو عورتیں منافق ہیں۔''

مذکورہ بالا دونوں حدیثوں سے واضح ہو گیا کہ اگر عورت بلا وجہ طلاق مانگے تو ایسی عورتوں پر جنت تو دُور کی بات ہے جنت کی خوشبو بھی حرام ہے، اور ایسی جھگڑالو عورتوں کو منافق کہا گیا ہے، ہاں! اگر خاوند میں کوئی شرعی عذار ہو، مثلاً بے نماز ہو یا نشہ آور اشیاء کے استعمال کا عادی ہو یا بیوی کو کسی حرام کام پر مجبور کرے، اور اس پر مار کٹائی کرتا ہو، یا اس کے شرعی حقوق کی ادائیگی سے قاصر ہو، اور اس سلسلہ میں اصلاح کی کوشش کامیاب ہوتی دکھائی نہ دے تو ایسی صورت میں عورت اپنے خاوند سے خلع طلب کرسکتی ہے تا کہ اس کی ذات اور دین محفوظ رہیں۔

(106) غیر محرم عورت سے مصافحہ کرنا (ہاتھ ملانا)

غیر محرم عورت سے مصافحہ کرنا یہ شرعی طور پر ناجائز اور حرام ہے، خواہ وہ غیر محرم عورت رشتے دار ہو یا غیر رشتے دار۔ اپنے ملک اور علاقے سے تعلق رکھنے والی ہو یا کسی غیر ملک یا کسی غیر علاقے سے تعلق رکھنے والی ہو، نوجوان ہو یا بوڑھی ہر حال میں غیر محرم عورت سے ہاتھ ملانا

---

❶ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٢٧٠٦ .

❷ صحيح الجامع الصغير ، رقم: ١٩٣٨ .

درست نہیں، جیسا کہ نبی کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

((لَاَنْ يُّطْعَنَ فِيْ رَأْسِ اَحَدِكُمْ بِمِخْيَطٍ مِنْ حَدِيْدٍ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ أَنْ يَّمُسَّ اِمْرَأَةً لَا تَحِلُّ لَهُ .)) ❶

''تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کی میخ ٹھونک دی جائے تو یہ چیز اس سے بہتر ہے کہ کسی ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لیے حلال نہیں ہے۔ (نا محرم عورت کو چھوئے)''

اور مزید آپ ﷺ کا فرمان اس مسئلہ کو اُجاگر کر رہا ہے:

((اِنِّيْ لَا اُصَافِحُ النِّسَاءَ)) ❷

''بے شک میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔''

((اِنِّيْ لَا اَمُسُّ اَيْدِيْ النِّسَاءِ)) ❸

''میں بیعت لیتے ہوئے عورتوں کے ہاتھوں کو نہیں چھوتا۔''

اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مزید اس بات کو درج ذیل حدیث سے واضح فرما رہی ہیں:

((عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: وَلَا وَاللّٰهِ مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَدَ امْرَاَةٍ قَطُّ غَيْرَ اَنَّهُ يُبَايِعُهُنَّ بِالْكَلَامِ)) ❹

''سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں (بیعت لیتے ہوئے) رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ مبارک کسی بھی عورت سے نہیں چھوا، آپ ﷺ تو بس کلام کے ذریعہ بیعت لیا کرتے تھے۔''

❶ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٥٠٤٥.

❷ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٢٥١٥.

❸ معجم كبير للطبراني: ٢٣٢/٢٤۔ معجم اوسط، رقم: ٦٢٢٧۔ مجمع الزوائد: ٣٢/٦، رقم: ٩٨٧٠۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ٥٢٩.

❹ صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب كيفية بيعة النساء، رقم: ٤٨٣٤.

(107) غیر محرم عورت کو دیکھنا:

غیر محرم عورت کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا حرام وممنوع ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿٣٠﴾ ﴾ (النور: ۳۰)

''مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہی ان کے لیے پاکیزگی ہے، لوگ جو کچھ کریں یقیناً اللہ تعالیٰ سب سے خبردار ہے۔''

رسول مکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((فَزِنَا العَيْنِ النَّظْرُ .)) [1]

''یعنی اجنبی عورتوں کو دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے۔''

لہٰذا غیر محرم عورتوں کو قصداً دیکھنا یا نگاہ شہوت سے دیکھنا گناہ کا باعث ہے، اور اسی طرح نبی کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک حدیث اس طرح ہے:

((يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعُ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّ لَكَ الْأُولَى وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ)) [2]

''اے علی! تو نظر کے پیچھے نظر مت لگا یعنی کہ لگا تار دیکھے جانا پس تیرے لیے پہلی (نظر) جائز ہے، اور دوسری (نظر) تیرے لیے جائز نہیں ہے۔''

یعنی کہ پہلی دفعہ اگر اچانک کسی عورت پر نظر پڑ گئی ہے تو اس کا تو کوئی گناہ نہیں لیکن اگر اس کے باوجود آدمی دیکھتا رہے تو پھر اس کے دیکھنے پر گناہ ہوگا، اب یہ دیکھنا شہوتاً ہو تب بھی اور اگر اقصداً ہو تو وہ بالائی گناہ میں شامل ہے۔ اس لیے مومن مردوں کے لیے اور

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، رقم: ٦٢٤٢.

[2] سنن ترمذی، باب ما جاء فی نظرة المفاجاة، رقم: ٢٧٧٧۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

مومن عورتوں کے لیے بھی یہی حکم ہے کہ وہ اپنی نظروں کو جھکا کر رکھیں۔

(108) دورانِ حیض عورت سے جماع کرنا:

دورانِ حیض عورت سے جماع کرنا جائز نہیں ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۭ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاۗءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَ لَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ﴾ (البقرہ: ۲۲۲)

''لوگ آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں، کہہ دیجیے کہ وہ گندگی ہے، حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک کہ وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ۔''

معلوم ہوا کہ شوہر کے لیے جائز نہیں ہے وہ اپنی بیوی سے اس وقت تک جماع کرے جب تک کہ وہ حیض سے پاک ہو کر غسل نہ کر لے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس کلام میں فرمایا ہے:

﴿فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ۭ﴾ (البقرہ: ۲۲۲)

''(ہاں) جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے تمہیں اللہ نے اجازت دی ہے۔''

اس فعل کی قباحت اور شناعت کا ثبوت نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے:

((مَنْ اَتَى حَائِضًا أَوْ اِمْرَأَةً فِیْ دُبُرِهَا اَوْ كَاهِنًا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ)) [1]

''جو شخص حائضہ عورت سے جماع کرے یا بیوی کی دبر میں جماع کرے، یا کسی کاہن کے پاس جائے تو اس نے محمد ﷺ پر نازل کردہ شریعت کا انکار

[1] سنن ترمذی، کتاب الطھارۃ، باب ما جاء فی کراھیۃ آتیان الحائض، رقم: ۱۳۵۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

کر دیا۔‘‘

لہٰذا مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ حالت حیض میں عورت سے جماع نہیں کرنا چاہیے۔

(109) عورت کی غیر فطری جگہ میں جماع کرنا:

یہ ایک کبیرہ گناہ ہے اور اس فعل کا مرتکب وہی آدمی ہوتا ہے جس کا ایمان کمزور ہوتا ہے۔ اور یہ ایک گھٹیا، فطرت سے ہٹ کر اور بدنما فعل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص پر لعنت فرمائی ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَلْعُوْنٌ مَنْ اَتٰی اِمْرَأَتَهُ فِیْ دُبُرِهَا .)) [1]

’’جو شخص اپنی بیوی کی دبر میں جماع کرتا ہے وہ معلون ہے۔‘‘

لہٰذا معلوم ہوا کہ عورت کی غیر فطری جگہ یعنی دبر میں جماع کرنا ایک کبیرہ گناہ ہے، اور اس کا مرتکب ملعون ہے۔

(110) عدل وانصاف برقرار نہ رکھنا:

اللہ کے اوامر میں سے ایک امر یہ بھی ہے کہ بیویوں کے درمیان عدل وانصاف قائم رکھا جائے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۭ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴾ (النسآء : ۱۲۹)

’’تم سے یہ تو کبھی نہ ہو سکے گا کہ اپنی تمام بیویوں میں ہر طرح عدل کرو، گو تم اس کی کتنی ہی خواہش و کوشش کر لو، اس لیے بالکل ہی ایک طرف مائل ہو کر دوسری کو ادھڑ ادھڑ لٹکی ہوئی نہ چھوڑو، اور اگر تم اصلاح کرو اور تقویٰ اختیار کر لو

[1] صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۵۸۸۹.

تو بے شک اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت و رحمت والا ہے۔‘‘

اسی کی وضاحت میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کچھ یوں ہے:

((مَنْ كَانَتْ لَهُ اِمْرَأَتَانِ فَمَالَ اِلَى اِحْدَاهُمَا جَآءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَائِلٌ)) [1]

’’جس شخص کی دو بیویاں ہوں، اور وہ ان دونوں میں سے ایک کی طرف زیادہ جھکاؤ اختیار کرے تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا ایک پہلو جھکا ہوا (ٹیڑھا) ہوگا۔‘‘

عدل سے مراد یہ ہے کہ ہر بیوی کے پاس رات بسر کرے، کھانے پینے، پہننے اور دیگر نفقات میں عدل روا رکھے۔ قلبی محبت میں عدل مطلوب نہیں ہے، کیونکہ یہ وہ معاملہ ہے کہ جو کسی بندے کے اختیار میں نہیں ہے، لیکن جو لوگ ایک سے زائد شادیاں کر کے ایک ہی بیوی کے ہو کر رہیں، اسی کے ناز ونخرے اُٹھائیں، اور اسی کے پاس زیادہ شب باشی کریں، اور باقی بیویوں کو چھوڑ دیں، تو ایسا کرنا قطعی طور پر حرام ہے، اور ایسے شخص کی روزِ قیامت جو حالت ہوگی اسے مذکورہ بالا حدیث میں بیان کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا عدل و انصاف کا لحاظ اس معاملے میں بہت ضروری ہے۔

(111) پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا:

پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا انتہائی سخت گناہ ہے، اور ایسے گناہ کا مرتکب لعنت الٰہیہ اور دردناک عذاب کا مستحق ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٢٣﴾﴾ (النور: ٢٣)

---

[1] سنن ابی داؤد، کتاب فی القسم من النساء، رقم: ۲۱۳۳۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔

''جو لوگ پاک دامن، بے خبر، ایمان دار عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں تو دنیا اور آخرت میں ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ اور ان کو بہت بڑا عذاب دیا جائے گا۔''

اسی طرح نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے:

((اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ ، وَالسِّحْرُ ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ ، وَأَكْلُ الرِّبٰو وَالتَّوَلِّيْ يَوْمَ الزَّحْفِ ، وَقَذْفُ الْمُحْصِنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ)) [1]

''سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے پرہیز کرو، عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ کون سی ہیں؟ فرمایا: شرک کرنا، جادو کرنا، جس کا قتل کرنا جائز نہ ہو اس کو ناحق مار ڈالنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جہاد کے دن پیٹھ پھیرنا، پاک دامن بھولی بھالی ایمان والی عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔''

✪✪✪✪

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الکبائر واکبرھا، رقم: ٢٦٢.

دوسرا حصہ

باب نمبر 1

توبہ کا معنی ومفہوم

1 ......توبہ کا لغوی معنی

توبہ لغت عرب میں " تَــوبٌ" مادہ سے ماخوذ ہے، یہ کلمہ مجرد ہونے کی صورت میں رجوع اور پلٹنے کا معنی دیتا ہے۔عرب لوگ اپنے گناہوں سے توبہ کرنے والے شخص کے متعلق " تَابَ وَاَنَابَ" کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

2......قرآن مجید سے توبہ کے مختلف معانی

1۔توبہ بمعنی (ندامت)

﴿فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِىٕكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ﴾ (البقرة: ٥٤)

"پس تم اپنے پیدا کرنے والے کے سامنے شرمندہ ہو جاؤ، اپنے نفسوں کو آپس میں قتل کرو۔"

﴿وَ تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝﴾

(النور: ٣١)

"اورتم سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو، اے مومنو! تاکہ تم نجات پاجاؤ۔"

2۔توبہ بمعنی (توجہ کرنا):

﴿لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ﴾ (التوبہ: ١١٧)

"اللہ نے پیغمبر کے حال پر توجہ فرمائی، اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی۔"

3۔توبہ بمعنی (رجوع کرنا):

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی زبان پر فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿سُبۡحٰنَكَ تُبۡتُ اِلَيۡكَ﴾ (الاعراف: ۱۴۳)

''(اے اللہ!) تو پاک ہے، میں تیری جناب میں (تیرے دیدار کے سوال سے) رجوع کرتا ہوں۔''

3......شریعت میں توبہ سے مراد:

گناہ کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے خوف سے ترک کر دینا، اسے قبیح جاننا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر پشیمان ہونا، اور ساتھ اس بات کا عزم مصمم کرنا کہ حتی الوسع آئندہ ایسا عمل دوبارہ نہیں کروں گا، اور جن اعمال کا تدارک ممکن ہو، ان کا تدارک کرنا، یہ سب اُمور توبہ کے مفہوم میں شامل ہیں۔

توبہ: ...... دلی طور پر گناہ کو ترک کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹنے، اور اس کے حقوق کو صحیح طور پر ادا کرنے کو کہتے ہیں۔

یعنی احسن انداز سے گناہ کو ترک کر دینے سے مراد توبہ ہے، اور یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عذر پیش کرنے کی بہترین شکل ہے۔

باب نمبر 2

توبہ کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے تمام مومنوں کو اللہ کے حضور صدق دل سے توبہ کرنے کی نصیحت کی ہے، یعنی وہ ان تمام اعمال سے تائب ہو جائیں جن سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔ اور ان تمام اچھے اعمال کو اپنائیں، جنہیں اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَ تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۳۱﴾ (النور: ۳۱)

''اے مومنو! تم سب اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو، تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔''

اور توبہ قبول کرنے کا وعدہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَ هُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ﴾ (الشوریٰ: ۲۵)

''اور وہی ذات ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔''

اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ)) [1]

''یقیناً جب بندہ اپنے گناہ کا اعتراف کر لیتا ہے پھر توبہ کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔''

اور اللہ نے اپنی عفو و مغفرت کا دروازہ کھول رکھا ہے، اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ گناہوں کی معافی، پردہ پوشی اور اپنی توبہ کی قبولیت کے طلب گار بنتے ہوئے اس کے کرم وجود کی بارشوں کی طرف پلٹیں، نہ کوئی انہیں اللہ کی رحمت سے دور کرنے والا دور کر سکتا ہے، اور نہ ہی ان کے اور اللہ کے درمیان کوئی دروازہ بند کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

---

[1] صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث الإفك، رقم: ٤١٤١.

﴿قُلۡ يٰعِبَادِيَ الَّذِيۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤى اَنۡفُسِهِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَةِ اللّٰهِ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِيۡعًا‌ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ ۝۵۳﴾

(الزمر : ۵۳)

''آپ کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش، بڑی رحمت والا ہے۔''

امام شوکانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ''یہ آیت قرآنِ کریم کی سب سے زیادہ اُمید بھری آیت ہے۔ اس میں اللہ نے بندوں کی نسبت اپنی طرف کی ہے۔ اور پھر انہیں گناہوں کے ارتکاب میں حد سے متجاوز ہونے کی صورت میں اپنی رحمت سے نا اُمید ہونے سے منع فرمایا ہے، اور یہ کہہ کر مزید کرم فرمایا کہ وہ تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔'' (فتح القدير : ۲/ ۵٦٥)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ رقم طراز ہیں: ''اس آیت میں تمام نافرمانوں کو گو وہ مشرک و کافر بھی ہوں، توبہ کی دعوت دی گئی ہے، اور بتایا گیا ہے کہ اللہ کی ذات غفور و رحیم ہے۔ وہ ہر تائب کی توبہ قبول کرتا ہے۔ ہر جھکنے والے کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ توبہ کرنے والے کے اگلے گناہ بھی معاف کر دیتا ہے، گو وہ کیسے ہی ہوں، کتنے ہی ہوں، کبھی کے ہوں۔''

(تفسير ابن كثير : ٤/ ٤٩٢)

جو توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی توبہ قبول کرتا ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِيۡنَ اِذَا فَعَلُوۡا فَاحِشَةً اَوۡ ظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسۡتَغۡفَرُوۡا لِذُنُوۡبِهِمۡ وَمَنۡ يَّغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (آل عمران : ۱۳۵)

''اور جب ان لوگوں سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ فی الواقع اللہ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟''

اللہ تعالیٰ نے اپنے متقی اور ہمیشہ اپنے گناہوں سے معافی مانگنے والے بندوں کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

﴿اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اَلصّٰبِرِيْنَ وَ الصّٰدِقِيْنَ وَ الْقٰنِتِيْنَ وَ الْمُنْفِقِيْنَ وَ الْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝﴾ (آل عمران: ۱۶، ۱۷)

''جو لوگ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم ایمان لا چکے، اس لیے ہمارے گناہ معاف فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا، وہ صبر کرنے والے، سچ بولنے والے، فرماں برداری کرنے والے، اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے اور پچھلی رات کو بخشش مانگنے والے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ وَلَجَاء بِقَوْمٍ يُذْنِبُوْنَ فَيَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ فَيَغْفِرُلَهُمْ.)) [1]

''اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تمہیں اٹھالیتا، اور تمہاری بجائے گناہ کرنے والی قوم کو لاتا۔ وہ اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے تو رب کریم انہیں معاف کر دیتا۔''

تائب (توبہ کرنے والا) اللہ کا محبوب بن جاتا ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۝﴾ (البقرة: ۲۲۲)

''یقیناً اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

اپنے گناہوں کی معافی مانگنے والا، اور توبہ کرنے والا، اللہ تعالیٰ کی مہربانی کے لائق، اور اس کی رحمت کا اہل ہوتا ہے، تائب کے مال میں برکت ڈال دی جاتی ہے، مشکلات و

[1] صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب سقوط الذنوب بالإستغفار توبة، رقم: ۲۷۴۹.

پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ۖ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ﴿١٠﴾ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا ﴿١١﴾ وَيُمْدِدْكُم بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَل لَّكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَل لَّكُمْ أَنْهَارًا ﴿١٢﴾ ﴾

(نوح: ۱۰-۱۲)

''تم سب اپنے رب سے مغفرت طلب کرو، وہ بے شک بڑا مغفرت کرنے والا ہے، وہ آسمان سے تمہارے لیے موسلا دھار بارش بھیجے گا، اور تمہیں مال و دولت اور لڑکوں سے نوازے گا، اور تمہارے لیے باغات پیدا کرے گا، اور تمہارے لیے نہریں نکالے گا۔''

باب نمبر 3

سچی توبہ کے وجوب کا بیان

بے شک تمام اُمت مسلمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ سچی توبہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔
اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَآأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا تُوبُوٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا﴾ (التحریم : ۸)

''اے ایمان والو! اللہ کے حضور صدق دل سے توبہ کرو۔''

''توبہ نصوح'' کا مطلب یہ ہے کہ جب آدمی ایک گناہ کی معافی مانگ لے تو پھر دوبارہ اس گناہ کی طرف نہ لوٹے۔ اور توبہ نہ کرنے والوں کی مذمت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴾ (الحجرات : ۱۱)

''اور توبہ نہ کرنے والے ہی ظالم لوگ ہیں۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَـآ أَيُّهَا النَّاسُ تُوبُوْا إِلَى اللّٰهِ فَإِنِّى أَتُوْبُ إِلَيْهِ فِى الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ)) [1]

''اے لوگو! اللہ سے توبہ کرو، پس بے شک میں ایک دن میں (کم ازکم) سو (۱۰۰) مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔''

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

((وَاتَّفَقَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى اَنَّ التَّوْبَةَ فَرْضٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ)) [2]

''امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ بے شک توبہ مومنوں پر فرض ہے۔''

[1] صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب استحباب الاستغفار والاکثار منه، رقم: ٦٨٥٩.
[2] الجامع لاحکام القرآن، للقرطبی: ٥/ ٩٠.

اور ابن قدامہ المقدسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((اَلْاِجْـمَاعُ مُنْعَقِدٌ عَلٰی وُجُوْبِ التَّوْبَةِ لِاَنَّ الذُّنُوْبَ مُهْلِكَاتٌ مُبْعِدَاتٌ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰی فَيَجِبُ الْهُرُوْبُ مِنْهَا عَلَى الْفَوْرِ .)) [1]

''توبہ کے واجب ہونے پر اجماع منعقد ہوا ہے کیونکہ گناہ (انسان کو) اللہ سے دور کرنے اور ہلاک کرنے والے ہیں۔ پس فوری طور پر (گناہ سے) دور ہونا واجب ہے۔''

اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''ریاض الصالحین'' میں رقم طراز ہیں:

((قَالَ الْعُلَمَاءُ : التَّوْبَةُ وَاجِبَةٌ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ .))

''علماء کا کہنا ہے کہ توبہ ہر گناہ سے واجب ہے۔''

کیوں کہ انسان غلطی کا پتلا ہے، ہر انسان غلطی کرسکتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كُلُّ ابْنِ آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ .)) [2]

''تمام بنی آدم خطا کار ہیں، اور خطا کاروں میں سے بہتر وہ ہیں جو توبہ کرلیں۔''

✪✪✪✪

---

[1] مختصر منهاج القاصدين، ص: ۲۰۱.

[2] صحيح سنن ترمذی، ابواب صفة القيامة، باب استعظام المؤمن ذنوبه، رقم: ۲٤۹۹۔ سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة ،رقم: ٤۲٥۱۔ مصنف ابن ابی شيبه: ۱۸۷/۱۳۔ مسند أحمد: ۱۹۸/۳۔ مسند أبی يعلى، رقم: ۲۹۲۲۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٤٥۱٥.

باب نمبر 4

گناہوں سے بچاؤ کی تدابیر

گناہوں کو حقیر سمجھنا اور ان کے ارتکاب میں تساہل برتنا ہلاکت کا سبب ہے۔ لہٰذا گناہوں سے بچاؤ کے لیے چند تدابیر پیش خدمت ہیں:

1۔ چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بھی بچنا:

اس لیے کہ جب تمہارے چھوٹے گناہ جمع ہو جائیں، اور تم ان سے توبہ نہ کرلو، تو یقیناً وہ تمہیں ہلاک کر دیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

((إِيَّاكُمْ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ ، فَإِنَّمَا مَثَلُ مُحَقِّرَاتِ الذُّنُوْبِ كَقَوْمٍ نَزَلُوْا فِي بَطْنِ وَادٍ ، فَجَاءَ ذَا بِعُوْدٍ ، وَجَاءَ ذَا بِعُوْدٍ ، حَتَّى حَمَلُوْا مَا أَنْضَجُوْا خُبْزَتَهُمْ ، وَإِنَّ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ مَتَى يُؤْخَذْ بِهَا صَاحِبُهَا تُهْلِكْهُ .)) [1]

''گناہوں کو حقیر سمجھنے سے بچو! پس گناہوں کو حقیر سمجھنے کی مثال اس طرح ہے کہ ایک قوم ایک وادی میں اُتری، تو ان میں سے ایک آدمی لکڑیاں لایا، پھر دوسرا بھی لایا حتی کہ انہوں نے اپنی روٹیاں پکانے کے لیے لکڑیاں جمع کرلیں (اور ایسے ہی جیسے انہوں نے ایک ایک کر کے لکڑیاں اکٹھی کرلیں تھیں) بے شک چھوٹے گناہ کے مرتکب کا مواخذہ کیا جاتا ہے، تو وہ گناہ اس کو ہلاک کر دیتے ہیں۔''

مزید آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ ، فَإِنَّهُنَّ يَجْتَمِعْنَ عَلَى الرَّجُلِ حَتَّى يُهْلِكْنَهُ ، وَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَرَبَ لَهُنَّ مَثَلاً كَمَثَلِ

[1] مسند احمد: ٥/ ٣٣١۔ صحیح الجامع الصغیر ، رقم : ٢٦٨٦.

قَوْمٍ نَزَلُوْا أَرْضَ فَلَاةٍ فَحَضَرَ صَنِيعَ الْقَوْمِ، فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْطَلِقُ فَيَجِيْءُ بِالْعُوْدِ، وَالرَّجُلُ يَجِيْءُ بِالْعُوْدِ، حَتَّى جَمَعُوْا سَوَادًا وَأَجَّجُوْا نَارًا وَأَنْضَجُوْا مَا قَذَفُوْا فِيْهَا .)) ❶

''گناہوں کو چھوٹا سمجھنے سے بچو، پس بے شک وہ آدمی پر اکٹھے ہوتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اس کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ اس آدمی کی طرح جو بیاباں زمین میں تھا پس وہ قوم کے طریقے (رواج) کو حاضر ہوا، پس ایک آدمی لکڑی لے کر آنے لگا اسی طرح دوسرا آدمی لکڑی لے کر آنے لگا، یہاں تک کہ انہوں نے ایک ڈھیر اکٹھا کرلیا، اور اس کو آگ لگائی (جس سے) وہ سب (لکڑیاں) راکھ ہوگئیں۔''

لہٰذا برائی کی طرف نہ دیکھیں (کہ وہ چھوٹی ہے یا بڑی) بلکہ اس ذات کی عظمت و جلال کو مدنظر رکھنا چاہیے جس کی (اطاعت کی بجائے) نافرمانی کی جاتی ہے۔

2۔ صغیرہ گناہوں کو بھی کبیرہ سمجھنا:

چند لوگ بعض گناہوں کو صغیرہ گناہ سمجھتے ہیں، حالانکہ وہ بڑے گناہ ہوتے ہیں، اس بارے میں سیّدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:

((إِنَّكُمْ لَتَعْمَلُوْنَ أَعْمَالاً هِيَ أَدَقُّ فِي أَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ، كُنَّا نَعُدُّهَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْمُوبِقَاتِ (اَىْ الْمُهْلِكَاتِ)) ❷

''بے شک تم جو (برے) اعمال کرتے ہو، تمہاری نظروں میں وہ بال سے بھی زیادہ باریک ہیں (لیکن یہی گناہ) ہم نبی ﷺ کے زمانے میں ہلاک کرنے والے گناہوں میں شمار کرتے تھے۔''

---

❶ مسند أحمد: ۴۰۳/۱۔ مسند حمیدی رقم: ۹۸۔ طبرانی کبیر رقم: ۱۰۵۰۰۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۲۶۸۷.

❷ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب ما یتقی من محقرات الذنوب، رقم: ۶۴۹۲۔ مسند احمد: ۳/۳.

پس آپ گناہ کو حقیر جاننے سے احتراز کریں اگر چہ لوگ اس کو چھوٹا جانتے رہیں۔

3۔ گناہوں کو ظاہر کرنے اور لوگوں کو بتانے سے بچنا:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((كُلُّ أُمَّتِي مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرِيْنَ ، وَإِنَّ مِنَ الْمُجَاهَرَةِ أَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا ، ثُمَّ يُصْبِحَ وَقَدْ سَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَيَقُوْلَ: يَا فُلَانُ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا ، وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللّٰهِ عَنْهُ .)) [1]

''سوائے (گناہ کو) ظاہر کرنے والے کے میری ساری اُمت کے لیے معافی ہے، اور بے شک (گناہوں کو) ظاہر کرنے والوں میں (وہ شخص بھی ہے) جو رات کو کوئی عمل کرتا ہے، پھر وہ اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اللہ نے اس پر پردہ ڈالا ہوتا ہے، پس وہ (کسی بندے سے) کہتا ہے: اے فلاں! میں نے رات کو یہ یہ کام کیا ہے، حالانکہ پوری رات اس کے رب نے اس پر پردہ ڈالا تھا (پھر بھی) وہ صبح کرتے ہی (بذاتِ خود) اس کو ظاہر کرتا ہے جس پر اللہ نے پردہ ڈالا تھا۔''

گناہوں کو ظاہر کرنے والا گویا اپنے گناہ کو ظاہر کر کے لوگوں کے درمیان فحاشی پھیلانے میں مدد دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿١٩﴾﴾

(النور: ١٩)

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب ستر المؤمن علی نفسه، رقم: ٦٠٦٩۔ صحیح مسلم، کتاب الرقاق، باب النهی عن هتك الانسان ستر نفسه، رقم: ٧٤٨٥.

''بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں فحاشی رواج پائے ان کے لیے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم کچھ بھی نہیں جانتے۔''

اس بات کا یہ مطلب نہیں کہ انسان جب لوگوں کی نظروں سے دور ہو یا وہ گناہ کر کے لوگوں پر ظاہر کرنے والا نہ ہو (تو گناہ کرنا) جائز ہے۔ یا وہ یہ کہے کہ ایسے گناہ کا ارتکاب کرنے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ سابقہ حدیث کا معنی ہے کہ اگر انسان سے جان بوجھ کر یا غلطی سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو پھر لوگوں کو اپنے گناہ بتاتا نہ پھرے، بلکہ گناہ کو اپنے نفس میں چھپائے رکھے، اور لوگوں کے سامنے اس کو ظاہر نہ کرے، اور جب وہ علیحدہ (اکیلا) ہو تو بھی گناہ کرنے سے بچے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((لَأَعْلَمَنَّ أَقْوَامًا مِنْ أُمَّتِي يَأْتُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحَسَنَاتٍ أَمْثَالِ جِبَالِ تِهَامَةَ بِيْضًا ، فَيَجْعَلُهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ هَبَاءً مَّنْثُوْرًا ، أَمَا إِنَّهُمْ إِخْوَانُكُمْ وَمِنْ جِلْدَتِكُمْ ، وَيَأْخُذُوْنَ مِنَ اللَّيْلِ كَمَا تَأْخُذُوْنَ ، وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ إِذَا خَلَوْا بِمَحَارِمِ اللّٰهِ انْتَهَكُوْهَا .)) [1]

''میں اپنی اُمت میں ایسی قوموں کو جانتا ہوں جو قیامت کے دن تہامہ کے پہاڑوں جیسی نیکیاں لے کر آئیں گے، لیکن اللہ انہیں اُڑتا ہوا گرد و غبار بنا دے گا۔ یاد رکھو! وہ تمہارے ہی بھائی تمہارے قبیلے سے ہی ہوں گے، جیسے تم رات کو اللہ کی عبادت کرتے ہو وہ بھی کریں گے، لیکن وہ اللہ کی حرام کردہ چیزوں کی حرمت پامال کر دیں گے۔''

پس ہمیں اعلانیہ گناہ کرنے سے بچنا چاہیے، اللہ کی قسم! جو ہم چھپاتے ہیں یا ظاہر

[1] سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر الذنوب، رقم: ٤٢٤٥ ـ صحيح الجامع الصغير: ٥٠٢٨

کرتے ہیں، سب اللہ جانتا ہے کیونکہ وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنْ تُبْدُوا مَا فِيٓ أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ﴾

(البقرہ: ۲۸۴)

''اور تمہارے دل میں جو کچھ ہے، اُسے ظاہر کرو یا چھپاؤ، اللہ اُس پر تمہارا محاسبہ کرے گا۔''

4۔توبہ کرنے میں تاخیر نہ کرنا:

کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ کب ہم پر موت آ جائے گی، یقیناً موت خیال سے بھی زیادہ قریب ہے، اور ہمیشہ اچانک ہی آتی ہے (جب موت آتی ہے تو پھر) اللہ اس وقت توبہ قبول نہیں کرتا۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَالَمْ يُغَرْ غِر .)) ❶

''بے شک اللہ تعالیٰ بندوں کی توبہ قبول کرتا رہتا ہے، جب تک کہ اس کے غرغرے کا وقت نہیں آ جاتا۔''

پس ہر گناہ سے توبہ کرنے میں جلدی کرو، اور سستی مت کرو۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((مَا مِنْ عَبْدٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا فَيُحْسِنُ الطُّهُوْرَ، ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، إِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ .)) ❷

''جو بندہ کوئی گناہ کر لینے کے بعد اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر کھڑے ہو کر دو

❶ مسند احمد: ۲/ ۱۳۲،۱۵۳۔ سنن الترمذی، ابواب الدعوات، رقم: ۳۵۳۷۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۶۲۸.

❷ مسند احمد: ۱/ ۱۰۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۵۷۳.

رکعت پڑھتا ہے، اور اللہ سے اپنے گناہ کی معافی مانگتا ہے، تو اللہ اسے معاف کر دیتے ہیں۔''

5۔ گناہ پر اصرار نہ کرنا:

اہل ایمان کی صفات بیان کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ الَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۠ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿١٣٥﴾﴾ (آل عمران: ۱۳۵)

''جب ان سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں، تو فوراً اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں سے استغفار کرتے ہیں۔ فی الواقع اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟ اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی بُرے کام پر اڑ نہیں جاتے۔''

6۔ دوسرے لوگوں کو دیکھ کر گناہ کا ارتکاب نہ کرنا:

تجربے کی بات ہے کہ اکثر لوگ واجبات چھوڑ دیتے ہیں، اور محرمات سے اجتناب نہیں کرتے۔ پس شیطان ان پر حاوی ہو جاتا ہے، اور ان کے لیے یہ مزین کرتا ہے کہ وہ کہیں: یہ واجب نہیں یا یہ حرام نہیں ہے۔ اور اس بات پر وہ بحث ومباحثہ کرتے ہیں۔ اور وہ اس بات کا بھی یقین رکھتے ہیں کہ انہوں نے خود کو اللہ کے ہاں جوابدہ ہونے سے بری کر لیا ہے۔ اور وہ انکار کر کے سزا وعقوبت سے بچ جائیں گے، لیکن اس عمل سے یہ لوگ دین سے دور ہو گئے ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سینوں میں پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے، پس آپ شیطان کے ان داخلی راستوں سے بچ جائیں کیونکہ ہر شخص نے اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔

7۔ عارضی دنیاوی نعمت سے دھوکا نہ کھانا:

ہم گناہوں پر اصرار کے باوجود دنیاوی نعمتیں حاصل کر کے اس خوش فہمی میں نہ رہیں کہ ہمارا گناہ کے کام کرنا بہتر ہے، کیونکہ برائی میں مبتلا ہونے کے باوجود یہ نعمتیں ہمارے

لیے اللہ کی طرف سے مہلت ہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((إِذَا رَأَيْـتَ اللّٰهَ يُعْطِي الْعَبْدَ مِنَ الدُّنْيَا عَلَى مَعَاصِيهِ مَا يُحِبُّ فَإِنَّمَا هُوَ اسْتِدْرَاجٌ .)) [1]

''جب تو کسی شخص کو گناہوں پر اصرار کرنے کے باوجود اللہ کی طرف سے اس پر کوئی دنیاوی نعمت دیکھے جسے وہ پسند کرتا ہو تو یہ بات یاد رکھنا کہ یہ اللہ کی طرف سے مہلت ہوتی ہے۔''

اور یہ سارا نظام اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ قوانین اور اُصولوں کے مطابق ہے جیسا کہ ''مسند احمد'' میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَإِنَّ الـلّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُعْطِي الدُّنْيَا مَنْ يُحِبُّ وَمَنْ لَّا يُحِبُّ وَلَا يُعْطِي الدِّيْنَ إِلَّا مَنْ أَحَبَّ .)) [2]

''یقیناً اللہ تعالیٰ دنیا اپنے پسندیدہ و ناپسندیدہ لوگوں کو عطا کرتا ہے، لیکن دین صرف اپنے محبوب بندوں کو ہی عطا کرتا ہے۔''

8۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّآلُّوْنَ ۝٥٦ ﴾ (الحجر: ٥٦)

''اور اپنے رب کی رحمت سے صرف گمراہ لوگ ہی مایوس ہوتے ہیں۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝٥٣ ﴾ (الزمر: ٥٣)

---

[1] مسند احمد: ٤/ ١٤٥۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ٥٦١.

[2] مسند احمد: ١/٣٨٧۔ دار قطنی فی العلل: ٥/ ٢٧١۔ شعیب ارناؤوط فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ''موقوف صحیح'' ہے۔

”(میری جانب سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو جاؤ۔ بالیقین اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش، بڑی رحمت والا ہے۔“

9۔دینی کاموں میں سستی نہ کرنا:

کیونکہ انسان جب نیک کام سرانجام دیتا ہے تو بُرے کاموں سے اجتناب کے زیادہ مواقع ہوتے ہیں، اور توبہ و رجوع بھی ممکن ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دینی اُمور میں سستی کرنے سے ڈراتے ہوئے فرمایا:

﴿وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝٥٤﴾ (الزمر: ٥٤)

”تم (سب) اپنے پروردگار کی طرف جھک پڑو، اور اس کی حکم برداری کیے جاؤ، اس سے قبل کہ تمہارے پاس عذاب آ جائے، اور پھر تمہاری مدد نہ کی جائے گی۔“

باب نمبر 5

توبہ کی شروط

علماء اُمت نے قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ سے توبہ کی چند شرائط استنباط کی ہیں، کیونکہ توبہ کوئی ایسا کلمہ نہیں جو محض زبان سے ادا کر دیا جائے، لازمی ہے کہ توبہ ان درج ذیل شرائط کے ساتھ کی جائے، جو تائب کے صدق پر دلالت کریں۔ اور وہ شرائط یہ ہیں:

1 ...... گناہ سرزد ہو جانے پر ندامت:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((اَلنَّدْمُ تَوْبَةٌ .)) [1]

''ندامت ہی توبہ ہے۔''

2 ...... فوراً گناہ سے باز آ جانا۔

جیسا کہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَأُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًاo﴾

(النساء: ۱۷)

''اللہ کے نزدیک صرف ان لوگوں کی توبہ قبول ہوتی ہے جو نادانی میں گناہ کر بیٹھتے ہیں، پھر جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں، تو اللہ ان کی توبہ قبول کرتا ہے، اور اللہ بڑا علم والا، بڑی حکمتوں والا ہے۔''

3 ...... دوبارہ ایسی حرکت نہ کرنے کا عزم کرنا۔

[1] سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، رقم: ٤٢٥٢ ۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

4......کسی کی حق تلفی کی ہے تو اس سے معافی طلب کرنے یا اس کے حقوق لوٹانے سے توبہ قبول ہوگی۔

مثال کے طور پر کسی نے کوئی چیز چوری کی تو وہ اس کے مالک کو لوٹانا واجب ہے، یا کم از کم اس سے معاف کروالے۔

5......اور اس معصیت پر مصر نہ رہنا۔

دلیل کے طور پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ملاحظہ ہو:

﴿وَ الَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۫ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝﴾ (آل عمران: ١٣٥)

''اور جب ان سے کوئی بدکاری ہو جاتی ہے، یا اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں، تو اللہ کو یاد کرتے ہیں، اور اپنے گناہوں کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں، اور اللہ کے علاوہ کون گناہوں کو معاف کرسکتا ہے، اور اپنے کیے پر، جان بوجھ کر اصرار نہیں کرتے۔''

6......جس طرح توبہ دل اور زبان کے ساتھ ہوتی ہے اس کا عملی نمونہ عمل صالح کے ذریعہ ہونا چاہیے۔

7......اور توبہ کی شروط میں سے یہ بھی ایک اہم شرط ہے کہ وہ زمانہ قبول میں ہو۔ نہ کہ اس وقت توبہ کی جائے جب وہ قبول نہیں ہوتی۔ اور یہ بات یاد رہے کہ قیامت سے پہلے تک توبہ کا دروازہ کھلا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَابَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ .)) [1]

''اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کی توبہ قبول کرے گا جس نے سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے توبہ کرلی۔''

[1] صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب استحباب الإستغفار والإستكثار منه، رقم: ٦٨٦١.

اور جب موت حاضر ہو جائے تب بھی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ﴾ (آل عمران: ۱۸)

''اور ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوگی جو معصیات کا ارتکاب کرتے ہیں، یہاں تک کہ جب ان کے کسی کو موت حاضر ہو تو وہ کہے کہ میں اب توبہ کرتا ہوں۔''

8...... خالص اللہ کے لیے توبہ ہو:

یہ شرط بھی ضروری ہے کہ توبہ خالص اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے ہو نہ کہ کسی دوسری غرض کے لیے یعنی کوئی شخص گناہ کرنے پر قدرت ہی نہ رکھتا ہو، اور وہ توبہ کرے، مثلاً کوئی چوری کے لیے نکلتا ہے لیکن کچھ ملتا نہیں تو کہتا ہے کہ میں توبہ کرتا ہوں، یا وہ شراب کو چھوڑ دیتا ہے اس وجہ سے کہ ڈاکٹر نے اس کے نقصان سے اس کو ڈرایا ہے، یا وہ شراب خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتا، تو کہتا ہے کہ میں شراب پینے سے توبہ کرتا ہوں، تو اس شخص کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا كَانَ لَهُ خَالِصًا وَابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُهُ .)) [1]

''بے شک اللہ صرف اسی عمل کو قبول کرتا ہے جو خالص اس کی رضا کے لیے کیا جائے۔''

اور امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ عَمَلِيْ كُلَّهُ صَالِحًا ، وَاجْعَلْهُ لِوَجْهِكَ خَالِصًا ، وَلَا تَجْعَلْ لِأَحَدٍ فِيْهِ شَيْئًا .))

''اے اللہ! میرے اس سارے کے سارے عمل کو صالح بنا دے، اور اس کو خالص اپنی رضا کے لیے کرلے، اور کسی کے لیے اس میں کچھ حصہ نہ بنا۔''

[1] صحيح سنن النسائی، كتاب الجهاد، باب من غزا يلتمس الذكر والأجر، رقم: ۳۱۴۲.

باب نمبر 6

توبہ پر ہمیشگی کرنے میں معاون امور

1۔ تمام اعمال میں اور خصوصاً توبہ میں نیت خالص ہو۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:
((إِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا كَانَ لَهُ خَالِصًا وَابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُهُ.)) [1]
''بے شک اللہ صرف اسی عمل کو قبول کرتا ہے جو خالص اس کی رضا کے لیے کیا جائے۔''
((مَنْ تَرَكَ شَيْئًا لِلّٰهِ عَوَّضَهُ اللّٰهُ خَيْرًا مِنْهُ.)) [2]
''جو اللہ کے لیے کسی چیز کو چھوڑتا ہے تو اللہ اس کو اس سے بہتر عطا فرما دیتا ہے۔''

2۔ تائب انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق نیک اعمال کرے، جو اس کو خیر کے راستے پر ثابت قدم رکھیں، اور اس کی نیکیوں کے میزان میں اضافہ کریں، اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی چھوٹی چھوٹی غلطیاں معاف ہوتی رہیں گی۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:
﴿إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ﴾ (هود: ١١٤)
''یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کرتی ہیں۔''
جب نبی ﷺ نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجنے کا ارادہ کیا تو انہیں وصیت

[1] سنن النسائی، کتاب الجهاد، باب من غزا يلتمس الأجر والذكر، رقم: ٣١٤٢۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ١٨٥٦.
[2] كشف الخفاء: ٢/٢٣٨، ٥/٧٨ وسنده صحيح.

فرمائی:

((يَـا مُعَاذُ اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ ، وَأَتْبِعْ السَّيِّئَةَ بِالْحَسَنَةِ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ .)) ❶

''اے معاذ! جہاں بھی ہو اللہ سے ڈرتے رہنا، اور برائی کے بعد نیکی کرنا (کیونکہ) وہ اس کو مٹا دے گی، اور لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا۔''

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((فَالْكَيِّسُ هُوَ الَّذِىْ لاَ يَزَالُ يَأْتِىْ مِنَ الْحَسَنَاتِ بِمَا يَمْحُوْا السَّيِّئَاتِ .)) ❷

''کہ عقل مند آدمی وہ ہے جو ہمیشہ ایسی نیکیاں کرے جو اس کی خطاؤں کو مٹا دیں۔''

3۔ جو شخص گناہ کا مرتکب ہو اسے چاہیے کہ دنیا و آخرت میں اس گناہ کا بوجھ اور اس کے نقصان کو معلوم کرے۔

4۔ انسان اس جگہ سے ہی دور ہو جائے جہاں پر اس نے گناہ کیا ہو، کہیں دوبارہ اس جگہ پر آنے سے پھر اسی گناہ کا ارتکاب نہ کر لے۔

5۔ ان چیزوں کو توڑ دے یا پھینک دے جن سے وہ گناہ کرتا تھا، جیسے آلات موسیقی یا نشہ آور چیزیں وغیرہ۔

6۔ (توبہ کرنے کے بعد) وہ اپنے نفس کو اچھی مجالس میں بیٹھنے پر آمادہ کر لے، اور ان بری مجلسوں کو چھوڑ دے جہاں وہ بیٹھ کر برے عمل کرتا تھا۔

---

❶ مسند احمد: ۵/۱۵۳، ۱۵۸، ۱۷۷۔ سنن ترمذی، ابواب الصبر والصلة، باب ما جاء فی معاشرة الناس، رقم: ۱۹۸۷۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۷۹.

❷ الوصية الجامعة، ص: ۳.

7۔ کتاب وسنت میں موجود ایسی آیات واحادیث کے مطالعہ پر مواظبت یعنی ہمیشگی کرے جن میں گناہ کرنے سے ڈرایا گیا ہو۔

8۔ یہ بات ہر وقت ذہن نشین رکھے کہ کسی بھی وقت اللہ کی طرف سے گرفت ہوسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿وَ اَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَ اَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۴﴾﴾ (الزمر: ٥٤)

''اور اپنے رب کی طرف جھک پڑو اور اس کے فرمانبردار ہو جاؤ، اس سے پہلے کہ تم عذاب کا شکار ہو جاؤ اور تمہاری کسی طرف سے بھی مدد نہ ہوسکے۔''

9۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر کو اپنی مستقل عادت بنالے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر شیطان کو بھگانے، اور اس کے شر سے حفاظت کے لیے بڑے عظیم ہتھیاروں میں سے ہتھیار ہے، خصوصاً صبح وشام اور رات کو سوتے وقت کے اذکار مسنونہ شیطان سے بچاؤ کا بہترین ہتھیار ہیں۔

باب نمبر 7

رحمت الٰہی کی وسعتیں

اللہ کی رحمت وشفقت پانی کے قطرات، ریت کے ذرات، ہوا کے جھونکوں، سورج کی کرنوں اور زمین و آسمان کی وسعتوں سے بھی زیادہ وسعتیں لیے ہوئے ہے۔ رب کریم کا ارشاد ہے:

﴿وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۚ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٥٦﴾﴾ (الأعراف: ١٥٦)

''میری رحمت نے ہر چیز کو اپنے دامن میں لے رکھا ہے، اور اس کے مستحق وہ لوگ ہیں جو تقویٰ اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے ساتھ ہماری نشانیوں پر ایمان رکھتے ہیں۔''

رب کریم کی رحمت اس قدر وسیع وعریض ہے جیسے بحر بیکراں، اگر کوئی چڑیا سمندر سے ایک چونچ بھر لے تو کیا سمندر کو کوئی فرق پڑتا ہے؟ اگر کائنات کے تمام جن و انس کی حاجات اور تمناؤں کو پورا کر دیا جائے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے سمندر میں چڑیا کے چونچ بھرنے کے برابر بھی کمی واقع نہیں ہوتی۔ مومنوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔

﴿إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٦﴾﴾ (الأعراف: ٥٦)

''یقیناً اللہ کی رحمت نیک لوگوں کے قریب ہوا کرتی ہے۔''

پھر اس فضل و کرم کی انتہا یہ ہے کہ اس کی ذاتِ مہربان نے اپنے لیے یہ پسند فرمایا کہ میری شفقت میرے غضب پر ہر آن غالب رہے گی۔ اس نے عرش معلیٰ پر اپنے کرم سے یہ لکھ رکھا ہے۔

((إِنَّ رَحْمَتِي تَغْلِبُ غَضَبِي)) [1]

''یقیناً میری رحمت ہمیشہ میرے قہر وغضب پر غالب ہے۔''

انسان کو اس کی رحمت کا اس طرح طلب گار ہونا چاہیے کہ اے اللہ! میں نے اپنے گلشنِ حیات کو گناہوں کے جھکڑوں، غلطیوں اور جرائم کی آندھیوں سے برباد کرلیا ہے۔ میری وادیِ حیات کو تیرے بغیر کوئی سیراب نہیں کرسکتا۔ مجھے تیرے ہی در کی امید اور تیری ہی رحمتوں کا سہارا ہے۔ جس طرح تو ویران وادیوں، تپتے ہوئے صحراؤں، اجڑے ہوئے باغوں کو اپنے کرم کی بارش سے سرسبز وشاداب بنادیتا ہے، اسی طرح مجھے حیات نو سے ہمکنار کردے۔ جب یہ کہتے ہوئے اس کا دل موم اور اس کی آنکھیں پرنم ہوجاتی ہیں تو اتنی دیر میں رحمتِ الٰہی اس کی روح کو تھپکیاں اور دل کو تسلیاں دیتے ہوئے ان الفاظ میں اسے حیاتِ نو کی امید دلاتی ہے:

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۵۳﴾

(الزمر: ۵۳)

''آپ فرمادیں! اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف کردیتا ہے۔ یقیناً وہ بہت زیادہ معاف کرنے والا اور نہایت مہربان ہے۔''

سیدنا اُبوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعُقُوْبَةِ مَا طَمِعَ بِجَنَّتِهِ أَحَدٌ، وَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَاللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ مَا قَنَطَ مِنْ جَنَّتِهِ أَحَدٌ.)) [2]

---

[1] صحيح مسلم ،كتاب التوبة،باب كتب الله ان رحمتي سبقت غضبي، رقم: ٦٩٦٩.

[2] صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب فى سعة رحمة اللّٰه تعالىٰ وأنها تغلب غضبه، رقم: ٦٩٧٩.

’’اگر کسی مومن کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب کس قدر سخت ہے تو کوئی بھی جنت کی امید نہ رکھے۔ اور اگر کسی کافر کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت معلوم ہو جائے تو کوئی کافر بھی اس کی جنت سے مایوس نہ ہونے پائے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ لِيَتُوبَ مُسِيْءُ النَّهَارِ ، وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوْبَ مُسِيءُ اللَّيْلِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا .)) [1]

’’بے شک اللہ تعالیٰ رات کے وقت اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے۔ تاکہ دن میں گناہ کرنے والا اپنے گناہ کی توبہ کر لے۔ اور اسی طرح دن کو ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات کو گناہ کرنے والا توبہ کر لے۔ (یہ معاملہ اسی طرح چلتا رہے گا) یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو جائے۔‘‘

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۱۱۰﴾ (النّسآء: ۱۱۰)

’’اور جس کسی نے بھی کوئی برائی کی یا اپنی جان پر ظلم کیا، پھر اللہ سے معافی مانگی، تو وہ اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔‘‘

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا أَسْلَمَ الْعَبْدُ فَحَسُنَ إِسْلَامُهُ يُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنْهُ كُلَّ سَيِّئَةٍ كَانَ زَلَّفَهَا وَكَانَ بَعْدَ الْقِصَاصِ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ ، وَالسَّيِّئَةُ بِمِثْلِهَا إِلَّا أَنْ يَّتَجَاوَزَ اللّٰهُ .)) [2]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الدعوات والأذکار، باب کلما استغفر العبد غفره الله، رقم: ٦٩٨٩.

[2] صحیح بخاری ، کتاب الإیمان، باب حسن إسلام المرء، رقم: ٤١.

''جب کوئی بندہ مسلمان ہو جاتا ہے اور اچھی طرح اطاعت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے جو اس نے کیے تھے، اور اسی طرح قصاص کے بعد گناہ مٹ جاتے ہیں ہر نیکی کا اجر دس گنا سے لے کر سات سو گنا سے بھی بڑھ جاتا ہے، اور گناہ کا بدلہ اس کے برابر ہی ملتا ہے، الّا یہ کہ اللہ تعالیٰ اس سے درگزر فرمادے۔''

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۴۹﴾ (الحجر: ٤٩)

''میرے بندوں کو یہ بات بتادیں کہ بے شک میں بخشنے والا مہربان ہوں۔''

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قیدی لائے گئے، پس قیدیوں میں سے ایک عورت اپنا دودھ پیتا بچہ تلاش کر رہی تھی، جب اسے بچہ مل گیا تو اس نے اسے پکڑا، اُسے اپنے سینے کے ساتھ لگالیا، اور اسے دودھ پلایا۔ پس ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تمہارے خیال میں یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں پھینک دے گی؟ ہم نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! وہ اسے کبھی نہیں پھینکے گی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے زیادہ رحمت کے ساتھ پیش آتا ہے بنسبت اس عورت کے اپنے بچے کے ساتھ رحمت سے پیش آنے کے۔'' [1]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لاَ يُدْخِلُ أَحَدًا مِّنْكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ وَلاَ يُجِيْرُهُ مِنَ النَّارِ وَلاَ أَنَا إِلاَّ بِرَحْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ .)) [2]

''تم میں سے کسی شخص کو اس کے اعمال نہ جنت میں داخل کر سکتے ہیں، اور نہ آگ

[1] صحيح مسلم ، كتاب التوبة ، باب في سعة رحمة الله وأنها تغلب غضبه، رقم: ٦٩٧٨.

[2] صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب لن يدخل أحد الجنة بعمله، بل برحمة اللّٰه تعالى، رقم: ٧١٢١.

سے بچا سکتے ہیں، اور میں بھی اس کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل نہیں ہوسکتا۔‘‘

فائدہ :...... جنت میں داخلہ اللہ کی رحمت سے ملے گا، اور اعمال بلندی درجات کا سبب ہوں گے، جس کے اعمال جتنے زیادہ اچھے ہوں گے مرتبہ کے اعتبار سے وہ اتنا ہی بلند ہوگا۔

پس اے ہمارے مسلم بھائیو! توبہ کرنے کی طرف جلدی کرو، اور سستی نہ کرو کہ اللہ کا عذاب بڑا دردناک ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ اَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَ اَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝﴾ (الزمر: ٥٤)

’’اور اپنے رب کی طرف جھک جاؤ اور اس کے فرمانبردار بن کے رہو قبل اس کے کہ تمہارے پاس عذاب آ جائے، اور تمہاری مدد نہ کی جا سکے۔‘‘

✪✪✪✪

باب نمبر 8

توبہ کے فوائد وثمرات

1 ......توبہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لاَ ذَنْبَ لَهُ .)) [1]

”گناہوں سے توبہ کرنے والا گناہوں سے اس طرح پاک ہوجاتا ہے گویا اس کا کوئی گناہ ہی نہ ہو۔“

2 ......توبہ گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیتی ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝﴾ (الفرقان : ۷۰)

”سوائے اس شخص کے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا، اور اچھے عمل کیے، ایسے لوگوں کے گناہ اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

3 ......توبہ تائب کے دل کو پاک صاف کردیتی ہے:

نبی مکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا أَخْطَأَ خَطِيئَةً نُكِتَتْ فِي قَلْبِهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فَإِذَا هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ صُقِلَ قَلْبُهُ ، وَإِنْ عَادَ زِيدَ فِيهَا حَتَّى تَعْلُوَ عَلَىٰ قَلْبِهِ ، وَهُوَ الرَّانُ الَّذِي ذَكَرَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿ كَلَّا بَلْ رَانَ

[1] سنن ابن ماجه ، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة، رقم: ٤٢٥٠ ـ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٣٠٠٨ .

عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴾.)) ❶

''بے شک جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نشان لگ جاتا ہے، پس اگر تو وہ گناہ چھوڑ دے اور توبہ کرے، تو اس کے دل کا نشان صاف ہو جاتا ہے، اور اگر وہ گناہ کی طرف ہی لگا رہے تو وہ نشان زیادہ ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ اسکے دل پر سیاہی چھا جاتی ہے، اور ایسے زنگ آلود ہو جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ'' ہرگز نہیں بلکہ ان کے کرتوتوں کے سبب ان کے دل زنگ آلود ہو چکے ہیں۔''

4......توبہ آدمی کی زندگی میں سکون واطمینان کا سبب ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ۭ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ③﴾ (هود: ٣)

''اور یہ کہ تم لوگ اپنے گناہ اپنے رب سے معاف کراؤ، پھر اسی کی طرف متوجہ رہو، وہ تم کو وقت مقررہ تک اچھا سامان (زندگی) دے گا، اور ہر زیادہ عمل کرنے والے کو زیادہ ثواب دے گا۔ اور اگر تم منہ پھیر لو تو میں تم پر بڑے دن کے عذاب سے خوف رکھتا ہوں۔''

5......توبہ رزق اور قوت میں زیادتی کا سبب ہے:

اللہ تعالیٰ نے سیّدنا نوح علیہ السلام کی زبان سے اعلان کرایا:

﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ⑩ يُّرْسِلِ السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ

❶ مسند احمد: ٢٩٧/٣۔ سنن الترمذی، ابواب التفسیر، باب ومن سورة ویل للمطففین، رقم: ٣٣٣٤۔صحیح الجامع الصغیر، رقم: ١٦٧٠.

مِّدْرَارًا ﴿۱۱﴾ وَّ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ يَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ﴿۱۲﴾﴾ (نوح: ۱۰-۱۲)

''اپنے رب سے اپنے گناہ بخشواؤ (معافی مانگو) وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے، اور وہ تم پر آسمان (بارش) کو خوب برستا ہوا چھوڑ دے گا، اور تمہیں خوب پے درپے مال اور اولاد میں ترقی دے گا، اور تمہیں باغات دے گا، اور تمہارے لیے نہریں نکال دے گا۔''

6......توبہ دنیا وآخرت میں کامیابی کا زینہ ہے:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ﴿۶۷﴾﴾ (القصص: ٦٧)

''پس بہرحال جس نے توبہ کی اور ایمان لایا، اور اچھے اعمال کیے، پس عنقریب ایسا شخص کامیاب لوگوں میں سے ہو جائے گا۔''

مزید اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَ لَا يُظْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ﴿۶۰﴾﴾ (مریم: ٦٠)

''سوائے اس شخص کے جس نے توبہ کی، اور ایمان لایا، اور نیک عمل کیے، پس یہی لوگ جنت میں اس حال میں داخل ہوں گے کہ ان پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔''

7......توبہ محبت الٰہی کا ذریعہ ہے:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿۲۲۲﴾﴾ (البقرة: ٢٢٢)

''یقیناً اللہ توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

باب نمبر 9

میں کیسے توبہ کروں؟

توبہ کرنے کا پہلا مرحلہ یہ ہے کہ آپ جس گناہ سے توبہ کرنا چاہتے ہیں بغیر کسی تردّد کے اسے جڑ سے ختم کر دیں۔ (اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر آپ میں تمام گناہوں کو جڑ سے ختم کرنے کی طاقت نہیں، اور یہی سوچتے ہوئے آپ بعض گناہوں کو بھی ترک نہ کریں) جبکہ تمام گناہوں کو چھوڑنا افضل ہے۔ پھر آپ دل میں یہ پختہ نیت اور عزم کرتے ہوئے کہ آپ دوبارہ یہ کام نہیں کریں گے، اور اس گناہ پر شرمندہ ہوتے ہوئے، ان تمام آلات و اشیاء سے جان بچاتے ہوئے جن کے ذریعے آپ گناہوں کا ارتکاب کرتے تھے، اللہ کے سامنے کھڑے ہوں آپ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھیں۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((مَا مِنْ عَبْدٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا فَيُحْسِنُ الطُّهُورَ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ إِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ .))

''کوئی بھی انسان گناہ کا ارتکاب کرتا ہے، اور اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر وہ اللہ کے سامنے کھڑا ہو کر دو رکعتیں پڑھتا ہے، پھر اللہ سے معافی مانگتا ہے، تو اللہ اسے معاف کر دیتے ہیں۔''

پھر نبی کریم ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

﴿وَ الَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۪ وَ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۫ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝۱۳۵﴾ (آل عمران : ۱۳۵)

''جب ان سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے، یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا

ذکر اور اپنے گناہوں کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ فی الواقع اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟ اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی برے کام پر اڑ نہیں جاتے۔'' ❶

اور ہر حالت میں اللہ کا ذکر اور استغفار زیادہ کرو اور جتنی استطاعت ہو اتنے زیادہ اعمال صالحہ کرنے کی کوشش کرو، کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ﴾ (هود: ١١٤)

''بے شک نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔''

نیز نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((وَأَتْبِعْ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا .)) ❷

''برائی کے پیچھے نیکی کرو، وہ اس کو مٹا دے گی۔''

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝﴾ (الفرقان: ٧٠)

''مگر جو شخص توبہ کرے گا، اور ایمان لے آئے گا، اور نیک عمل کرے گا تو اللہ اس کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے گا، اور اللہ تعالیٰ بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے۔''

اور وہ اچھے اعمال جن کے بارے میں نبی ﷺ سے صحیح نص وارد ہو، ان پر عمل بھی گناہوں کو ختم کرنے کا ایک ذریعہ ہے

---

❶ صحيح ابن حبان: ٢/ ٣٩٠، رقم: ٢٣٢ـ مسند احمد: ١/ ١٠ـ صحيح الترغيب والترهيب للالبانی، رقم: ٢٧٧.

❷ مسند احمد: ٥/ ١٥٣، ١٥٨ـ سنن ترمذی، ابواب البر والصلة، باب ما جاء في معاشرة الناس، رقم: ٩٨٧ـ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٧٩.

بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا، کرم کرنے والا، محبت کرنے والا اور مہربان ہے۔ وہ اپنے بندوں پر ماں کے اپنے بیٹے پر رحم کرنے سے بھی زیادہ مہربان ہے، پس تم اللہ کی طرف مائل ہو جاؤ (اور اپنے گناہوں پر) نادم ہوتے ہوئے، اور توبہ کرتے ہوئے اس کی طرف رجوع کرو۔ جب بندہ اس کی طرف اس کی وسیع رحمت کی امید رکھتے ہوئے متوجہ ہوتا ہے، تو اللہ اپنے بندے سے منہ نہیں موڑتا۔

لہٰذا توبہ سے غافل نہ ہو، کیونکہ تم نہیں جانتے کہ تمہیں موت کب آلے گی، گناہوں میں جب کبھی ایک طویل عرصہ گزرتا ہے، تو گناہ کے اثرات بھی مضبوط ہو جاتے ہیں۔

''اور (کسی معاملے کو) ٹالنے والے کی مثال اس شخص جیسی ہے جو درخت کے تنے کو کاٹنا چاہتا ہے لیکن وہ اس کی مضبوطی کو دیکھتا ہے، تو کہتا ہے کہ اسے اکھیڑنے کے لیے کافی قوت کی ضرورت ہے، میں اس کام کو ایک سال کے لیے مؤخر کرتا ہوں، پھر اس کی طرف لوٹوں گا، پس ایسی صورتحال میں وہ کیسے اسے کاٹنے پر قادر ہو سکتا ہے؟ جبکہ ایسے شخص کی کمزوری میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے، اور درخت اپنی مضبوطی میں بڑھ رہا ہے۔''[1]

ایک حدیث قدسی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا ، وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا ، وَمَنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً .))[2]

''جو شخص ایک بالشت میرے قریب آتا ہے، میں ایک ہاتھ اس کے قریب جاتا ہوں۔ اور جو ایک ہاتھ قریب آتا ہے میں دو ہاتھ اس کے قریب جاتا ہوں۔ اور جو چل کر میری طرف آتا ہے میں دوڑ کر اس کے پاس آتا ہوں۔''

پس توبہ کرتے ہوئے اللہ کی طرف دوڑ کر جاؤ، اور جو تم نے کیا اس پر نادم ہوتے

---

[1] منهاج القاصدين، ص: ٢٦٧.

[2] صحيح مسلم، كتاب الدعوات والأذكار، رقم: ٦٨٣٢.

ہوئے خود کو اللہ کے سامنے پیش کر دو، پس ندامت ہی توبہ ہے۔ اور جب تم ایسا کرو گے تو تمہارا اس ذات کے بارے میں کیا گمان ہے جو ماں کے بیٹے پر رحم کرنے سے زیادہ اپنے بندے پر رحم کرنے والا ہے؟

حدیث قدسی میں ہے؛ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي ، إِنْ ظَنَّ بِيْ خَيْرًا فَلَهُ ، وَإِنْ ظَنَّ شَرًّا فَلَهُ .)) [1]

''میں اپنے بندے کے، میرے متعلق خیال کے مطابق پاس ہوتا ہوں' اگر وہ میرے متعلق اچھا خیال کرے تو (اچھائی) اس کے لیے ہے، اور اگر وہ برا خیال کرے تو یہ (برائی) بھی اس کے لیے ہے۔''

پس اللہ ارحم الراحمین کے بارہ میں اچھا گمان رکھو، اور یہ یقین رکھتے ہوئے توبہ کرو کہ اللہ کے علاوہ لوٹنے کا کوئی ٹھکانہ نہیں، اور اچھے کاموں میں جلدی کرو، اور اس کے صالح بندوں کے ساتھ دوستی رکھو۔ اور اس شاعر کی طرح کہو' جس کے کا یہ کہنا ہے:

یا رب ان عظمت ذنوبی کثرۃ   فلقد علمت بان عفوك اعظم
ان کان ذا یرجوك الا محسنًا   فبمن یلوذ ویستجیر المجرم
ربی دعوتك ما امرت تضرعًا   فاذا رددت یدي فمن ذا یرحم

''اے میرے رب! اگرچہ میرے گناہ بہت زیادہ ہوگئے ہیں...... پس بے شک میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ کی معافی بڑی ہے...... تجھ سے امید کرنے والا صرف محسن ہی ہے...... پس کس سے سرکش اور مجرم پناہ طلب کرے گا...... اے میرے رب! میں نے آپ کے حکم کے ساتھ عاجزی کرتے ہوئے آپ کو پکارا...... اگر تو نے میرے ہاتھوں کو (خالی) لوٹا دیا تو پس کون ہے رحم کرنے والا؟''

---

[1] مسند احمد: ۲/ ۳۹۱، وسندہ صحیح.

اے ہمارے بھائی! تم سستی نہ کرو، اور نہ ہی ٹال مٹول سے کام لو۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ١٣٣﴾ (آل عمران : ۱۳۳)

''اور اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف تیزی سے لپکو، جس کی چوڑائی زمین و آسمان کے برابر ہے، اور وہ پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔''

✪✪✪✪

باب نمبر 10

توبہ کس سے ٹوٹتی ہے

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک آدمی اپنی تمام تر غلطیاں، خطائیں یاد کر کے توبہ کر لیتا ہے لیکن کچھ عرصے بعد وہی گناہ کرنے شروع کر دیتا ہے، جس سے اس نے توبہ کی تھی تو کیا دوبارہ وہی گناہ کرنے سے پہلی توبہ ختم ہو جائے گی، یا اس کے ذمہ اب جو دوبارہ گناہ کیے ہیں صرف یہی لکھے جائیں گے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ جن چیزوں سے توبہ کر لی گئی تھی وہ تو معاف ہو گئے ہیں، اور جو گناہ اب ہوئے ہیں ان کے اثرات پہلی توبہ پر مرتب نہیں ہوں گے۔ یعنی پہلی کی ہوئی توبہ نہیں ٹوٹے گی، بہر حال توبہ پر مستمر رہنے کے لیے، اچھے دوستوں کی صحبت اختیار کرنا، قرآن وسنت کا مطالعہ کرنا، اور اللہ کی خشیت اپنے اندر پیدا کرنا انتہائی ضروری ہے۔ [1]

اگر کوئی شخص گناہ سے توبہ کرتا ہے، پھر توبہ کے بعد اس گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو توبہ ٹوٹنے کے باوجود بھی اسے پہلے گناہ کی سزا نہیں ملے گی۔ کیونکہ توبہ ایک نیکی ہے اور دوبارہ گناہ کرنا برائی ہے، لہٰذا یہ بعد میں آنے والی برائی پہلے کی نیکی کو ختم نہیں کرے گی۔ جس طرح کہ توبہ کے بعد گناہ اس کے بعد میں آنے والی نیکی کو باطل نہیں کرے گا۔ واللہ اعلم

✪✪✪✪

[1] فتاوی سماحة الشيخ عبدالعزيز بن باز رحمه الله : ٢٥٣/١ـ٢٥٥

باب نمبر 11

توبہ کرنے والوں کے درجات

توبہ کرنے والوں کے مندرجہ ذیل چار درجات ہیں:

پہلا درجہ :......ان لوگوں کا ہے جو اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں، اور آخر دم تک اس پر استقامت اختیار کرتے ہیں' کبھی بھی دوبارہ اس گناہ والے رستے پرنہیں آتے' اورتوبہ کرنے والوں کا سب سے اعلیٰ درجہ یہی ہے۔

دوسرا درجہ :......ان لوگوں کا ہے جو اپنے رب کے ہاں توبہ کرتے ہیں، اور اس پر پکے رہنے کا عزم کرلیتے ہیں، لیکن بغیر قصد کے کبھی ان سے گناہ سرزد ہوجاتے ہیں، اور گناہ سرزد ہونے کے بعد وہ نفس کو ملامت کرتے ہیں، اور اپنے کیے پر شرمندہ ہوتے ہیں، اورتوبہ کا یہ بھی بڑا عظیم درجہ ہے لیکن پہلے درجہ سے کم۔

تیسرا درجہ :......ان لوگوں کا ہے جو عرصہ تک توبہ پر مستمر رہتے ہیں، اور آخر معاصی میں واقع ہوتے ہیں تو شھوات ان پر غالب آجاتی ہیں، نیک اعمال کے ساتھ ساتھ برے اعمال بھی کرتے ہیں، اور پھر ان برے اعمال پر ندامت بھی کرتے ہیں' اور خیال کرتے ہیں کہ ہم اس سے مرنے سے پہلے باز آجائیں گے لیکن ان کو اچانک موت آجاتی ہے، اور وہ توبہ سے پہلے ہی مرجاتے ہیں۔ اب ان کی شرمندگی کا ان کو کوئی فائدہ ہی نہیں۔

چوتھا درجہ :......ان لوگوں کا ہے جنھوں نے توبہ کی اور ایک وقت تک اس پر قائم رہے لیکن نفس اُمارہ نے انھیں برائی پہ ابھارا اور شہوات نے انھیں بہکایا، تو وہ گناہ میں ایسے پڑے کہ اس سے واپس آنے کا نام نہیں لیتے، ایسے لوگوں کے سوء خاتمہ کا ڈر ہے، اگر وہ اپنے نفس کی خواہشات کے مطابق چلتے رہیں۔

باب نمبر 12

بے مثال توبہ کے چند واقعات

1۔آدم علیہ السلام کی توبہ:

اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سمیت سب کو سکھایا ہے کہ وہ ہر حال میں اپنے رب کی حمد و ثنا بیان کرتے رہیں، اور اس سے مغفرت و رحمت کی دُعا کرتے رہیں۔ چنانچہ سیّدنا آدم علیہ السلام سے جب غلطی سرزد ہوئی، اور انہیں احساس ہوا، تو اللہ سے اپنی لغزش کی معافی مانگنا چاہی، تو اللہ تعالیٰ سے وہ ہی الفاظ سیکھے جن کے ذریعے انہوں نے اللہ سے مغفرت طلب کی۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝۳۷﴾

(البقرہ: ۳۷)

’’پھر آدم نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھے، تو اللہ نے ان کی توبہ قبول کر لی۔ بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔‘‘

وہ کلمات جو اللہ تعالیٰ نے سیّدنا آدم علیہ السلام کو سکھائے تاکہ ان کے ذریعہ اپنی توبہ کا اعلان کریں۔ وہ یہ تھے:

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا ۫ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۲۳﴾ (الاعراف: ۲۳)

’’اے ہمارے رب! ہم نے اپنے اوپر بہت ظلم کیا، اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا، اور ہمارے حال پر رحم نہ کیا، تو ہم بے شک خسارہ پانے والوں میں سے ہوں گے۔‘‘

بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ آدم عَلَیْہِ السَّلَام کے اندر پانچ خوبیاں پائی گئیں:

1۔ انہوں نے خطا کا اعتراف کیا۔

2۔ اس پر نادم ہوئے۔

3۔ اپنے نفس پر ملامت کی۔

4۔ فوراً توبہ کی۔

5۔ اور اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہیں ہوئے۔

اور اس کے برعکس ابلیس لعین میں پانچ برائیاں پائی گئیں:

1۔ اپنے گناہ کا اعتراف نہیں کیا۔

2۔ اس پر نادم نہیں ہوا۔

3۔ اپنے نفس پر ملامت نہیں کی، بلکہ اپنے رب پر اعتراض کیا۔

4۔ توبہ نہیں کی۔

5۔ اور اللہ کی رحمت سے نا اُمید ہو گیا۔

2۔نوح عَلَیْہِ السَّلَام کی توبہ:

نوح عَلَیْہِ السَّلَام کو اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم کو دعوتِ اسلام دینے کے لیے نبی بنا کر بھیجا، کہا جاتا ہے کہ ان کے کفر وشرک اور شر وفساد سے زمین بھر گئی تھی۔ چنانچہ نوح عَلَیْہِ السَّلَام نے ان سے کہا کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ لوگو! اللہ کے سوا دوسروں کی عبادت نہ کرو، ورنہ مجھے ڈر ہے کہ اللہ کا دردناک عذاب تمہیں اپنی گرفت میں لے لے گا۔

﴿اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ ۲۶﴾

(ھود: ۲٦)

''نوح علیہ السلام کی قوم کے سرداروں نے ان کی دعوت کو ردّ کر دیا، اور ان کے نبی ہونے میں شبہات کا اظہار کیا۔ نوح علیہ السلام مسلسل تبلیغ کرتے رہے۔ دلائل و براہین کے ذریعے انہیں دعوت دیتے رہے۔ جب قوم کے پاس کفر و عناد پر قائم رہنے کی کوئی دلیل نہیں رہی، اور نوح علیہ السلام کے دلائل و براہین کے آگے انہوں نے اپنے آپ کو یکسر عاجز پایا، تو کہنے لگے کہ اے نوح! ہم تمہارے مناظروں سے تنگ آ گئے ہیں۔ اگر تم سچے ہو تو جس عذاب کا وعدہ کرتے آئے ہو اسے لا کر دکھا دو، تو نوح علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ میرے اختیار میں نہیں ہے، جب اللہ چاہے گا عذاب آئے گا، اور اس وقت تم اسے عاجز نہ بنا سکو گے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو خبر دی کہ جو لوگ اب تک ایمان لا چکے ہیں، ان کے علاوہ اب کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ حسن بصری رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ''جب اللہ نے نوح علیہ السلام کو بذریعہ وحی خبر دے دی تو وہ ان کے ایمان لانے سے نا اُمید ہو گئے۔ اور ان کے حق میں بددُعا کر دی کہ اے اللہ! اب کسی کافر کو زمین پر نہ رہنے دے۔''

جب عذاب کا آنا یقینی ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم دیا اور اس کی تعلیم دی، تاکہ وہ ان کے ماننے والے مسلمان طوفان سے بچ سکیں، اور کافروں کی نجات کے لیے شفاعت کرنے سے منع فرما دیا، اس لیے کہ ان کے بارے میں اللہ کا فیصلہ صادر ہو چکا تھا کہ ان کو طوفان کی نذر ہو جانا ہے۔

جب قوم کی ہلاکت کا حکم آ گیا، اور پانی پوری شدت کے ساتھ اُبلنے لگا تو اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ زمین پر پائے جانے والے تمام جانوروں اور چڑیوں وغیرہ کے جوڑے کشتی میں رکھ لیں، اور دیگر مسلمانوں کے ساتھ صرف رشتہ داروں کو سوار کر لیں، جو ان پر ایمان لائے تھے۔ قتادہ اور ابن جریر کے قول کے مطابق ان کی تعداد آٹھ تھی، نوح، ان کی بیوی، ان کے تین بیٹے اور ان کی بیویاں۔ ان کا بیٹا کنعان اور ان کی بیوی اُم کنعان مومن نہیں تھے۔ اس لیے ان کے ساتھ کشتی پر سوار نہیں ہوئے۔

جب نوح اور ان کے ساتھی ''بسم اللہ'' کہہ کر سوار ہو گئے، کشتی پہاڑوں کے مانند اونچے موجوں کے درمیان چلنے لگی، اس وقت نوح نے اپنے بیٹے کو پکارا جو کافر ہونے کی وجہ سے کشتی میں سوار نہیں ہوا تھا، کہ اے میرے بیٹے! اب بھی موقع ہے کہ ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ، اور ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جاؤ اور کافروں کا ساتھ چھوڑ دو۔

نوح علیہ السلام نے شفقت پدری سے متاثر ہو کر اپنے رب سے دُعا کی، اور کہا کہ اے میرے رب! میرا بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے، اور تیرا وعدہ برحق ہے، تو نے کہا کہ اپنے گھر والوں کو بھی کشتی پر سوار کر لو تاکہ سب طوفان سے بچ جائیں۔ تو آج تو اسے توفیق دے دے کہ ایمان لائے اور ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جائے۔

﴿وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿٤٥﴾﴾ (ھود: ٤٥)

''اللہ تعالیٰ نے پھر نوح کو اپنا حتمی فیصلہ بتا دیا کہ اے نوح! وہ ایمان نہیں لائے گا، اس لیے کہ وہ آپ کے گھر والوں میں سے نہیں ہے، آپ کے گھر والے تو دین و شریعت کے پابند اور اہل اصلاح ہیں اور وہ صالح نہیں ہے، اس لیے وہ طوفان سے نہیں بچے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو تنبیہ کی کہ جس مقصد کے پورے طور پر صائب ہونے کا آپ کو علم نہ ہو اس کا اللہ سے سوال مت کیجیے، اس لیے کہ ایسا کرنا نادانوں کا شیوہ ہوتا ہے:

﴿يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنِّيْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿٤٦﴾﴾

(ھود: ٤٦)

فائدہ:...... علماء نے اس سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ جس بات کا مطابق شرع ہونے کا آدمی کو علم نہ ہو اس کی دُعا نہیں کرنی چاہیے۔

بہر حال جب نوح علیہ السلام کو اس بات کا علم ہو گیا کہ ان کا سوال شریعت کے مطابق

نہیں تھا، اور یہ محض ان کا وہم تھا کہ ممکن ہے کنعان مسلمان بن کر کشتی پر سوار ہو جائے، تو اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور اللہ سے مغفرت و رحمت طلب کی:

﴿رَبِّ اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُ بِکَ اَنۡ اَسۡـَٔلَکَ مَا لَیۡسَ لِیۡ بِہٖ عِلۡمٌ ؕ وَ اِلَّا تَغۡفِرۡ لِیۡ وَ تَرۡحَمۡنِیۡۤ اَکُنۡ مِّنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ﴿۴۷﴾﴾ (ھود: ٤٧)

''اے میرے رب! میں تیرے ذریعہ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تجھ سے کوئی ایسا سوال کروں جس کا مجھے علم نہیں۔ اور اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا، اور مجھ پر رحم نہ کیا تو میں گھاٹا اُٹھانے والوں میں ہو جاؤں گا۔''

3۔ یونس علیہ السلام کی توبہ:

یونس بن قس علیہ السلام کو ''موصل'' کے علاقے نینوی والوں کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا تھا، تاکہ لوگوں کو توحید باری تعالیٰ، عدل و انصاف اور اخلاق حسنہ کی دعوت دیں، لیکن انہوں نے ان کی دعوت کو قبول نہیں کیا، بلکہ دن بدن ان کی شر انگیزی بڑھتی ہی گئی۔ آخر کار ان کے کفر سے تنگ آ کر انہیں دھمکی دی کہ اگر وہ ایمان نہیں لائیں گے تو ان پر اللہ کا عذاب آ کر رہے گا، اور خود وہاں سے نکل کر بیت المقدس آ گئے۔ اور پھر وہاں سے ''یافا'' کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور ''ترشیش'' کی طرف جانے والی ایک کشتی میں سوار ہو گئے۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ تیز آندھی چلنے لگی اور کشتی کو خطرہ لاحق ہو گیا تو لوگوں نے کشتی کا بوجھ کم کرنے کے لیے اپنا سامان سمندر میں پھینک دیا، اس کے بعد بھی خطرہ نہ ٹلا تو انہوں نے سوچا کہ کشتی میں ضرور کوئی ایسا آدمی موجود ہے جس کی وجہ سے خطرہ لاحق ہے۔ چنانچہ قرعہ اندازی کی تو یونس علیہ السلام کا نام قرعہ نکلا، اس لیے لوگوں نے انہیں سمندر میں پھینک دیا تو طوفان رُک گیا۔ اللہ نے مچھلی کو بھیجا جس نے انہیں نگل لیا۔ تین دن تک مچھلی کے پیٹ میں رہے، پھر دُعا کی، اپنے آپ کو ظالم کہا تو اللہ رب العزت نے ان کی دُعا قبول کر لی اور مچھلی نے ساحل پر آ کر اپنے پیٹ سے انہیں باہر پھینک دیا۔

﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴾

(الانبیاء: ۸۷)

''تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، تو تمام عیوب سے پاک ہے، میں بے شک ظالم تھا۔''

دعا کی فضیلت:

''ترمذی، نسائی اور حاکم وغیرھم نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت لی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یونس کی دُعا جب وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے: ﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴾ تھی۔ جب بھی کوئی مسلمان اپنے رب سے کسی حاجت کے لیے یہ دُعا کرے گا قبول کی جائے گی۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ احمد، حاکم اور ترمذی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آیت میں ''ظلمات'' یعنی تاریکیوں سے مراد رات کی تاریکی، مچھلی کے پیٹ کی تاریکی اور سمندر کی تاریکی ہے۔'' (تیسیر الرحمن، ص: ۹۳۷)

4......سو آدمیوں کے قاتل کی توبہ:

سیدنا ابوسعید بن مالک بن سنان الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم سے پہلے زمانے میں ایک آدمی تھا، جس نے ننانوے (۹۹) قتل کیے تھے، اس نے روئے زمین کے سب سے بڑے عالم کے بارے میں دریافت کیا تو اسے ایک راہب کا پتہ بتایا گیا، وہ راہب کے پاس حاضر ہوا، اور کہا: میں نے ننانوے (۹۹) قتل کیے ہیں، کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ راہب نے کہا: نہیں' اس پر اس نے راہب کو بھی قتل کرکے سو کا عدد پورا کردیا' اس نے پھر زمین کے سب سے بڑے عالم کے بارے میں دریافت کیا، تو اسے ایک عالم دین کا پتہ بتایا گیا، اس نے عالم سے کہا: میں نے سو قتل کیے ہیں، کیا میری توبہ قبول ہونے کی کوئی صورت ہے؟ عالم دین نے کہا: ہاں! فلاں علاقے

میں چلے جاؤ، وہاں کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، تم بھی ان کے ساتھ مل کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اور اپنی اس زمین کی طرف واپس مت آنا، یہ برائی کی زمین ہے۔ وہ آدمی وہاں سے چل پڑا، جب ٹھیک درمیان راستے میں پہنچا تو اس کی موت کا وقت آ گیا، اس کے بارے میں رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے آپس میں جھگڑ پڑے، رحمت کے فرشتوں نے کہا: یہ توبہ کر کے چلا تھا، اور اپنے دل کو اللہ کی طرف موڑ چکا تھا۔ عذاب کے فرشتوں نے کہا: اس نے قطعاً کوئی نیک کام نہیں کیا، اب ایک فرشتہ آدمی کی صورت میں ان کے پاس آیا، فرشتوں نے اس آدمی نما فرشتے کو اپنا فیصل بنالیا' اس فیصلہ کرنے والے فرشتے نے کہا:

((قِيْسُوْا مَا بَيْنَ الْاَرْضَيْنِ فَاِلٰى اَيَّتِهِمَا كَانَ اَدْنَى فَهُوَ لَهٗ، فَقَاسُوْا فَوَجَدُوْهُ اَدْنَى إِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ اَرَادَ فَقَبَضَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ)) [1]

''دونوں مقامات کے درمیان کا فاصلہ ناپ لو، جس مقام سے وہ قریب ہے اسی میں اس کا شمار کرلو' فرشتوں نے پورے فاصلے کو ناپا تو جس علاقے کی طرف اس کا رخ تھا، وہ قریب تر نکلا، لہٰذا رحمت کے فرشتوں نے اس کی روح قبض کی۔''

ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں کہ:

((فَكَانَ إِلَى الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ أَقْرَبَ مِنْهَا بِشِبْرٍ فَجُعِلَ مِنْ أَهْلِهَا .)) [2]

''وہ آدمی نیک لوگوں کی بستی کے ایک بالشت قریب تھا، چنانچہ اسے نیک لوگوں میں شمار کیا گیا۔''

ایک اور روایت میں ہے:

((فَاَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلٰى هٰذِهِ اَنْ تَبَاعَدِيْ، وَاِلٰى هٰذِهِ اَنْ

[1] صحيح مسلم، كتاب الدعوات والأذكار، باب قبول توبة القاتل، رقم: ٧٠٠٨.

[2] صحيح مسلم. أيضًا: رقم، ٧٠٠٩.

تَـقَـرَّبِـیْ وَقَـالَ: قِیْسُـوْا مَـا بَیْنَهُمَا فَوُجِدَ اِلٰی هٰذِهٖ اَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَلَهٗ)) ❶

''اللہ تعالیٰ نے برے علاقے کی زمین کو حکم دیا کہ تو دور ہو جا (لمبی ہو جا) اور نیک علاقے کی زمین کو حکم دیا کہ تو قریب ہو جا۔ نیز اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ان دونوں علاقوں کا رقبہ ناپ لو۔ چنانچہ اسے نیک علاقے کی طرف ایک بالشت قریب پایا گیا (نتیجتاً) اس کی بخشش ہوگئی۔''

5......سیّدنا ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ کی توبہ:

ہم اس اُمت کے ابتدائی اور درخشاں دور یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے دور میں توبہ کا ایک نمونہ پیش کرتے ہیں، سیّدنا بریدہ الاسلمی بیان کرتے ہیں: ماعز بن مالک الاسلمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے، اور زنا کر بیٹھا ہوں، میری خواہش ہے کہ آپ مجھے پاک کر دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واپس بھیج دیا، اگلے دن وہ پھر آ گیا، اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوبارہ واپس لوٹا دیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قوم کو پیغام بھیج کر دریافت کیا کہ تمہارے علم کے مطابق ماعز کی عقل میں کوئی فتور تو نہیں، یا تم اسے بدلا سا تو نہیں پاتے ہو؟ قوم والوں نے جواب دیا: ہماری معلومات کے مطابق وہ کامل عقل کا مالک ہے، اور ہمارے خیال کے مطابق وہ نیک آدمی ہے، ماعز تیسرے دن پھر آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں دوبارہ دریافت فرمایا، تو قوم والوں نے کہا: نہ تو اس کا کردار بدلا ہے، اور نہ ہی اس کی عقل میں کوئی کوتاہی واقع ہوئی ہے۔ چنانچہ چوتھے روز ان کے لیے

❶ صحیح بخاری، کتاب الانبیاء، رقم: ۳۴۷۰.

ایک گڑھا کھودا گیا، پھر آپ ﷺ کے حکم سے انہیں سنگسار کر دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ماعز نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اسے ایک قوم پر تقسیم کر دیا جائے، تو وہ انہیں وافر ٹھہرے۔ [1]

6...... غامدیہ خاتون کی توبہ:

ایک غامدیہ خاتون بھی آئی اور اس نے درخواست کی کہ اے اللہ کے رسول! میں زنا کر بیٹھی ہوں مجھے پاک کر دیں۔ آپ ﷺ نے اسے بھی واپس لوٹا دیا۔ اگلے دن اس نے پھر آ کر کہا کہ اے اللہ کے رسول! آپ مجھے کیوں واپس لوٹاتے ہیں، شاید آپ مجھے بھی اس طرح واپس لوٹانا چاہتے ہیں جس طرح ماعز کو واپس لوٹایا تھا۔ اللہ کی قسم! میں تو حاملہ ہو چکی ہوں! آپ نے یہ بیان سننے کے بعد فرمایا: تب تو سزا نافذ نہیں ہو سکتی، جاؤ اور ولادت کے بعد آنا۔ جب غامدیہ نے بچے کو جنم دے لیا تو اسے ایک کپڑے میں لپیٹ کر لے آئی، اور کہا: میں بچے کو جنم دے چکی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: اسے لے جاؤ، اور دودھ پلاؤ، یہاں تک کہ تم اس کا دودھ چھڑا دو، جب اس نے دودھ چھڑوایا تو بچے کو لے آئی، اور اس کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا۔ کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! اس کا دودھ میں نے چھڑوا دیا ہے، اور اب یہ کھانا کھاتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے بچہ ایک مسلمان کے حوالے کر دیا۔ پھر آپ ﷺ کے حکم سے اس کے لیے سینہ تک گڑھا کھودا گیا، اور آپ کے حکم سے لوگوں نے اسے سنگسار کر دیا۔ سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک پتھر غامدیہ کے سر پر مارا، تو خون کے چھینٹے سیّدنا خالد رضی اللہ عنہ کے چہرے پر آ پڑے، اس پر سیّدنا خالد رضی اللہ عنہ نے اس خاتون کو بُرا بھلا کہا، نبی اکرم ﷺ نے ان کے الفاظ سنے تو فرمایا:

((مَهْلًا يَا خَالِدُ! فَوَ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهُ .)) [2]

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنى، رقم: ٤٤٣١ .

[2] صحيح مسلم، كتاب الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنى، رقم: ٤٤٣٢ .

''خالد ذرا رُک کر! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس عورت نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر لوگوں سے غنڈہ ٹیکس لینے والا بھی ایسی توبہ کرتا تو اس کی بخشش ہو جاتی۔''

پھر آپ ﷺ کے حکم سے اس کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی اور اسے دفن کر دیا گیا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اسے رجم کیا ہے اور اس کی نمازِ جنازہ بھی ادا کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَو قُسِّمَتْ بَيْنَ سَبْعِيْنَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَوْ سِعَتْهُمْ، وَهَلْ وَجَدْتَ شَيْئًا اَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ)) [1]

''یقیناً اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر مدینہ کے ستر آدمیوں پر تقسیم کر دی جائے تو سب کی بخشش ہو جائے، کیا تم نے اس سے بھی افضل کوئی کام دیکھا ہے کہ اس نے اپنی جان اللہ کو راضی کرنے کی خاطر قربان کر دی۔''

✪✪✪✪

[1] صحيح مسلم، كتاب وباب أيضًا، رقم: ٤٤٣٣.

باب نمبر 13

گناہوں کو دھو دینے والے چند اعمال

اللہ رب العالمین کا ہم پر بڑا فضل ہے کہ اس نے ہمارے لیے بعض ایسے اعمال مشروع قرار دیے جو گناہوں اور خطاؤں کو مٹانے والے ہیں، ان میں سے بعض اعمال کا ذکر اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید میں، اور بعض کا احادیث صحیحہ میں آیا ہے۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں ''معرفة الخصال المكفرة للذنوب المقدمة والمؤخرة'' کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ ہم نے ان اعمال کو اس کتاب، اور اس موضوع کی دوسری کتاب ''مکفرات الذنوب، از شیخ سلیم الھلالی'' سے اخذ کیا ہے۔

1 ...... مسجد کی طرف چلنا:

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((أَلا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَاوَيَرْفَعُ بِهِ الْدَّرَجَاتِ قَالُوْا بَلَى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: إِسْبَاغُ الْوُضُوء عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ .)) [1]

''میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس سے اللہ تمام گناہ مٹا دیتا ہے، اور اس کے ذریعے درجات کو بلند کردیتا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے

[1] مؤطا مالك، رقم: ۷۷۔ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب فضل اسباغ الوضوء على المكاره، رقم: ۵۸۷۔ صحيح الترغيب والترهيب رقم: ۱۸۵۔ سنن ترمذی، ابواب الطهارة، باب فی اسباغ الوضوء، رقم: ۵۱۔ صحيح ابن حبان رقم: ۱۰۳۸۔ صحيح ابن خزيمه، رقم: ۵.

رسول! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ناپسندیدگی کے باوجود اچھی طرح وضو کرنا، اور مسجدوں کی طرف زیادہ قدم چلنا، اور ایک نماز کے بعد (آنے والی) دوسری نماز کا انتظار کرنا، پس (فرمایا) یہ تمہارے لیے رباط ہے، یہ رباط ہے، یہ رباط ہے۔''

2......ایک نماز کے بعد (آنے والی) دوسری نماز کا انتظار کرنا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَتَـانِـيَ اللَّيْلَةَ رَبِّىْ فِىْ أَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَقَالَ ، يَا مُحَمَّدُ! قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَبِّـيْ وَسَعْدَيْكَ ، قَالَ: فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰى؟ قُلْتُ: رَبِّـىْ لاَ أَدْرِيْ ، فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَىَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَابَيْنَ ثَدْيَىَّ فَـعَـلِـمْـتُ مَـا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ ، فَقُلْتُ لَبَّيْكَ وَسَـعْـدَيْكَ ، قَـالَ فِيْـمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰى؟ قُلْتُ! فِيْ الـدَّرَجَاتِ ، وَالْـكَـفَّـارَاتِ وَنَـقَـلِ الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ ، وَإِسْبَـاغِ الْـوُضُـوْءِ فِـيْ الْـمَـكْـرُوْهَاتِ ، وَانْتِظَارِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الـصَّلاَـةِ ، وَمَـنْ يُـحَـافِظُ عَلَيْهِمْ عَاشَ بِخَيْرٍ ، وَمَاتَ بِخَيْرٍ ، وَكَانَ مِنْ ذُنُوْبِهِ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ .)) [1]

''رات (خواب میں) میرے پاس میرا رب اچھی صورت میں آیا اور کہا: اے محمد! میں نے کہا: اے میرے رب! میں حاضر ہوں، فرمایا: (کیا آپ کو معلوم ہے) عالم بالا میں جھگڑا کس کے متعلق ہوتا ہے؟ میں نے کہا: اے میرے رب! مجھے معلوم نہیں۔ پس اس نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا

---

[1] صحيح الترمذي، رقم: ٢٥٨١ ـ مسند أبي يعلى، رقم: ٢٦١١ ـ صحيح الترغيب والترهيب، للألباني رقم: ٩٤.

جس کی ٹھنڈک میں نے اپنی چھاتی میں محسوس کی، پس مجھے مشرق اور مغرب کی چیزوں کے متعلق معلومات مل گئیں۔ پس کہا: اے محمد! میں نے کہا: میں حاضر ہوں، فرمایا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ عالم بالا میں جھگڑا کس چیز کے متعلق ہوتا ہے؟ میں نے کہا: ہاں! کفارات، درجات، نماز باجماعت کے لیے قدموں کے چلنے، ناچاہتے ہوئے وضو کرنے اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنے میں ہوتا ہے۔ اور جس نے ان (پانچوں نمازوں) کی حفاظت کی وہ خیر کے ساتھ رہے گا، اور خیر پر اس کی موت آئے گی، اور اپنے گناہوں سے (اس طرح) پاک وصاف ہوجائے گا، جیسے وہ اس دن تھا کہ جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔‘‘

3 ...... عاشوراء اور یوم عرفہ کا روزہ رکھنا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((وَصِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ إِنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِيْ بَعْدَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِيْ قَبْلَهُ، وَصَوْمُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ إِنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِيْ قَبْلَهُ .)) [1]

’’مجھے اللہ پر یقین ہے کہ جو شخص یوم عرفہ کا روزہ رکھے تو اللہ اس کے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔ اور جو آدمی یوم عاشوراء کا روزہ رکھے تو اللہ اس کے ایک سال پہلے کے گناہ معاف کردیتے ہیں۔‘‘

4 ...... رمضان کا قیام کرنا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

[1] سنن ابو داد، کتاب الصوم، باب فی صوم الدهر تطوعًا، رقم: ۲۴۲۵۔ سنن ترمذی، ابواب الصوم باب ماجاء فی فضل یوم عرفة رقم: ۷۴۹۔ صحیح الجامع الصغیر للألبانی: ۳۸۵۳.

((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) ❶

''جو آدمی حالت ایمان میں اور ثواب کی نیت سے رمضان (کی راتوں) میں قیام کرلے تو اللہ اس کے تمام سابقہ گناہ معاف کر دیتا ہے۔''

5......حج مبرور کرنا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ)) ❷

''جس نے اللہ کے لیے حج کیا، اور اس میں جماع اور کوئی فسق والا کام نہ کیا تو وہ ایسے ہی لوٹے گا جیسا کہ آج ہی اس کو اس کی ماں نے جنم دیا ہے۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

((حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةَ .)) ❸

''حج مبرور کی جزاء جنت ہی ہے۔''

6......تنگ دست کو مہلت دینا:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كَانَ تَاجِرٌ يُدَايِنُ النَّاسَ فَإِذَا رَأَى مُعْسِرًا قَالَ لِفِتْيَانِهِ ، تَجَاوَزُوْا عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنَّا .)) ❹

''ایک تاجر لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا، جب وہ کسی تنگ دست آدمی کو دیکھتا تو اپنے ساتھیوں کو کہتا کہ اسے مہلت دے دو، شاید کہ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں سے تجاوز فرمائے۔''

---

❶ صحیح بخاری، کتاب صلاة التراویح ، باب فضل من قام رمضان رقم: ٢٠٠٩۔ صحیح مسلم، کتاب صلاة التطوع باب الترغیب فی قیام رمضان و لیلة القدر، رقم: ١٧٧٩۔ صحیح الجامع الصغیر، للألبانی : ٦٤٤.

❷ صحیح بخاری، کتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، رقم: ١٥٢١.

❸ مسند احمد: ٣/ ٣٣٤۔ صحیح الجامع الصغیر للألبانی، رقم: ٣١٧٠.

❹ صحیح بخاری ،کتاب البیوع ،باب من أنظر معسراً، رقم: ٢٠٧٩.

7 ...... برائی کے فوراً بعد نیکی کرنا:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الْحَسَنَٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّـَٔاتِ﴾ (هود: ١١٤)

''بے شک نیکیاں برائیوں کو ہٹا دیتی ہیں۔''

اور نبی ﷺ نے سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ کرتے ہوئے وصیت فرمائی:

((يَا مُعَاذُ! اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ، وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ.)) [1]

''اے معاذ! جہاں بھی ہو اللہ سے ڈرتے رہنا، اور برائی کے (فوراً) بعد نیکی کرنا وہ اس (برائی) کو مٹا دے گی۔ اور لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا۔''

8 ......سلام کہنا اور اچھی کلام کرنا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ مَوْجِبَاتِ الْمَغْفِرَةِ بَذْلُ السَّلَامِ، وَحُسْنُ الْكَلَامِ.)) [2]

''بے شک مغفرت کو واجب کرنے والی اشیاء میں سے سلام کہنا اور اچھی گفتگو کرنا بھی ہے۔''

9 ......آزمائش پر صبر کرنا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُولُ: إِنِّي إِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدًا مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنًا فَحَمِدَنِي عَلَى مَا ابْتَلَيْتُهُ فَإِنَّهُ يَقُومُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذٰلِكَ

---

[1] مسند احمد: ١٥٣/٥۔ سنن ترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی معاشرة الناس رقم: ١٩٨٧۔ صحيح الجامع الصغير للألبانی، رقم: ٩٧

[2] مكارم الأخلاق ص: ٣٣۔ سلسة الأحاديث الصحيحة، رقم: ١٠٣٥.

كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ مِنَ الْخَطَايَا ، وَيَقُوْلُ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ: أَنَا قَيَّدْتُ عَبْدِيْ وَابْتَلَيْتُهُ ، وَأَجْرُوا لَهُ كَمَا كُنْتُمْ تُجْرُوْنَ لَهُ .)) [1]

''بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب میں اپنے مومن بندوں میں سے کسی کو آزماتا ہوں، اور وہ اس آزمائش پر میری تعریف کرتا ہے۔ تو بے شک وہ اپنی خوابگاہ سے ایسے اٹھے گا جیسا کہ اس کی ماں نے اسے آج جنم دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں نے اپنے بندے کو قید کیا اور اسے آزمایا بھی، تو آج تم اسے اجر دے دو۔ جس طرح تم اسے بحالت عافیت اُجر دیتے تھے۔''

10......نماز جمعہ اور رمضان کے روزوں پر محافظت کرنا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ ، وَالْجُمْعَةُ إِلَى الْجُمْعَةِ ، وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ .)) [2]

''پانچ نمازیں، اور ایک جمعہ، دوسرے جمعہ تک، اور رمضان دوسرے رمضان تک گناہوں کو مٹا دینے والے ہیں، جبکہ کبائر سے اجتناب کیا جائے۔''

11......اچھی طرح وضو کرنا:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوْ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ أَو مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ أَو نَحْوَ هٰذَا ، وَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَو مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتَّى

---

[1] مسند احمد: ٤/ ١٢٣ـ سلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم: ١٤٤.

[2] صحيح مسلم، كتاب الطهارة، رقم: ٥٥٢.

يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوْبِ .)) [1]

''جب کوئی مسلمان یا مومن بندہ وضو کرتے ہوئے اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے چہرے کے تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں، جو اس نے آنکھوں سے دیکھ کر کیے ہوتے ہیں۔ اور جب وہ اپنے ہاتھوں کو دھوتا ہے تو ہاتھوں کے گناہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ گر جاتے ہیں، جو اس نے اپنے ہاتھوں کے ساتھ کیے ہوتے ہیں، حتی کہ وہ گناہوں سے پاک وصاف ہو جاتا ہے۔''

12 ...... گناہوں کو مٹانے والے اذکار:

1۔ سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ، رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا ، غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ .)) [2]

''کوئی شخص موذن (کی اذان) سنے، اور وہ کہے:

"أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ . رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا"

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں، اور وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اور میں اللہ کے رب ہونے، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے،

---

[1] صحيح سنن الترمذى، ابواب الطهارة، باب ما جاء فى فضل الوضوء، رقم: ٢۔ مؤطا، رقم: ٧٥، مسند أحمد ٢/٣٠٣۔ سنن دارمى رقم: ٧٢٤.

[2] صحيح مسلم، كتاب الأذان، باب إذا سمع الأذان فليقل...... رقم: ٨٥١.

اوراسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں۔ تو اس کے سارے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔‘‘

2۔اور نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((مَـنْ قَـالَ سُبْـحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ ، فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ ، حُطَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبْدِ الْبَحْرِ .)) ❶

’’جو شخص دن میں سو مرتبہ (سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ) کہے، تو اس کی خطاؤں کو مٹادیا جاتا ہے، اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔‘‘

3۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ سَبَّحَ فِیْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ ، وَحَمِدَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْـنَ ، وَكَبَّرَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلٰثِيْنَ فَتِلْكَ تِسَعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ ، وَقَالَ تَـمَـامَ الْـمِائَةِ ، لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَئٍ قَدِيْرٌ ، غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحرِ .)) ❷

’’جو شخص ہر نماز کے بعد تینتیس (۳۳) مرتبہ ((سُبْحَـانَ الـلّٰـهِ)) تینتیس (۳۳) مرتبہ ((اَلْحَـمْدُ لِلّٰهِ)) اور تینتیس (۳۳) مرتبہ ((اَلـلّٰهُ اَكْبَرُ)) کہے، پس یہ (۹۹) پورے ہوئے۔ اور سو (۱۰۰) کا عدد پورا کرنے کے لیے کہے: ((لَا إِلٰـهَ اِلَّا الـلّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُـوَ عَـلٰـى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ.)) ’’اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اوراس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کے لیے بادشاہی ہے، اور اسی کے لیے

❶ صحيح بخاری ، كتاب الدعوات، باب فضل التسبيح، رقم : ٦٤٠٥.

❷ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة، وبيان صفته، رقم : ١٣٥٢.

حمد ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''
تو اس کے گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے اگر چہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔''

4۔ سیّدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:
((مَنْ أَكَلَ طَعَامًا ، ثُمَّ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنِيْ هٰذَا الطَّعَامَ ، وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّي وَلَا قُوَّةٍ ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .)) ❶
''جو شخص کھانا کھائے، اور پھر کہے: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنِيْ هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّي وَلَا قُوَّةٍ .))
''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا، اور میری کسی بھی کوشش اور طاقت کے بغیر مجھے کھانا عطا کیا۔''
تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

5۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور جو شخص کپڑے پہنتے ہوئے یہ دعائیہ الفاظ کہے، تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ (کلمات یہ ہیں):
((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِي هٰذَا الثَّوْبَ ، وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ .)) ❷
''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کپڑے پہنائے، اور میری کسی بھی کوشش اور طاقت کے بغیر مجھے یہ کپڑے عطا کیے۔''

13 ...... اذان دینا:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

---

❶ سنن ترمذی، کتاب الدعوات، باب ما یقول إذا فرغ من الطعام، رقم: ٣٤٥٦۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

❷ صحیح ابو داؤد، أول کتاب اللباس، باب ما یقول إذا لبس ثوبًا جدیداً، رقم: ٤٠٢٣.

((إِنَّ الْمُؤَذِّنَ يُغْفَرُ لَهُ مَدَى صَوْتِهِ......)) [1]

''بے شک مؤذن کے گناہ اس کی آواز کی مقدار برابر معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

14 ......نماز پنجگانہ:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرمارہے تھے:

((أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهَرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا، مَا تَقُوْلُ ذَلِكَ يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ؟ قَالُوْا لَا يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ شَيْئًا قَالَ فَذَلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ، يَمْحُوا اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا.)) [2]

''تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تم میں سے کسی کے دروازے کے سامنے نہر ہو، اور وہ اس میں ایک دن میں پانچ دفعہ غسل کرے، تو اس کے جسم پر کیا کوئی میل کچیل باقی رہے گی؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ پانچ نمازوں کی مثال ہے، اللہ ان کی وجہ سے اس آدمی کی تمام خطائیں معاف کر دیتا ہے۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا:

((اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ...... مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ.)) [3]

---

[1] مسند احمد: ۲/۲٦٦۔ صحيح الجامع الصغير، للألباني: ١٩٢٩.

[2] صحيح بخاری، كتاب مواقيت الصلاة، باب الصلوات الخمس كفارة، رقم: ٥٢٨۔ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب المشي إلى الصلاة تمحى به الخطايا وترفع به الدرجات، رقم: ١٥٢٢.

[3] صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب الصلوات الخمس والجمعة إلى الجمعة ورمضان إلى رمضان مكفرات لما بينهن ما اجتنبت الكبائر، رقم: ٥٥٢.

’’پانچ نمازیں، اپنے درمیان والے گناہوں کو مٹا دیتی ہیں، جب آدمی کبیرہ گناہوں سے بچے۔‘‘

ابن حجر رحمہ اللہ علیہ نے فتح الباری (۱۲/۲) میں پہلی حدیث کی یہ تشریح کی ہے کہ (پانچ نمازیں اپنے درمیان والے گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔یعنی پورے دن میں جب وہ کبیرہ گناہوں سے بچے۔...... واللہ أعلم۔

15 ...... کثرت سجود:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ لِلّٰهِ فَإِنَّكَ لا تَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً ، وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيْئَةً .)) [1]

’’تجھے اللہ کی رضا کی خاطر کثرت سے سجدے کرنے چاہئیں جب بھی تو سجدہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ اللہ تمہارا ایک درجہ بلند کرتا ہے، اور ایک غلطی معاف کر دیتا ہے۔‘‘

سیّدنا ربیعہ بن کعب الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات گزارا کرتا تھا، پس میں آپ کے لیے وضو اور قضائے حاجت کے لیے پانی لایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا:

((سَلْ . فَقُلْتُ: أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ ، قَالَ أَوْ غَيرَ ذٰلِكَ؟ قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ قَالَ: فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ .)) [2]

’’سوال کرو! میں نے کہا: میں جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے علاوہ کچھ اور بھی چاہیے؟ میں نے کہا: یہی

---

[1] صحيح مسلم ،كتاب الصلاة، باب فضل السجود والحث عليه، رقم : ١٠٩٣.

[2] صحيح مسلم ،كتاب الصلاة، رقم: ١٠٩٤.

چاہیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر کثرت سجود کے ساتھ میری مدد کرو۔''

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی وضاحت اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ .))

''بندہ اپنے رب کے زیادہ قریب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے۔''

اور اسی کے موافق اللہ کا فرمان بھی ہے:

﴿وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۩﴾ (العلق : ١٩)

''سجدہ کرو اور اللہ کے قریب ہو جاؤ۔''

کیونکہ سجدہ کرنا تواضع اور اللہ کی بندگی کا سبب ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

وہ سجدہ جس سے روح کانپ جاتی تھی
آج اسی کو ترستے ہیں زمین و آسمان

16......نماز کے لیے چلنا:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((...... وَذَلِكَ أَنَّهُ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لاَ يُخْرِجُهُ إِلاَّ الصَّلاَةُ ، لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً إِلاَّ رُفِعَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ ، وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةٌ .)) [1]

''اور یہ کہ بے شک جب بندہ وضو کرے، اور اچھا وضو کرے، پھر وہ مسجد کی طرف نکلے اور اس کو صرف نماز نے ہی گھر سے نکالا ہو، جب بھی کوئی قدم اٹھاتا ہے تو اس پر اس کا ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے، اور ایک خطا مٹا دی جاتی ہے۔''

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب فضل الصلاۃ رقم: ٦٤٧.

17 ......نماز میں آمین کا فرشتوں کی آمین سے ملنا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((إِذَا قَالَ الْإِمَامُ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّآلِّيْنَ ، فَقُوْلُوْا: آمِيْنَ ، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلاَئِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .)) [1]

''جب امام '' **غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّآلِّيْنَ** '' کہے تو تم کہو: **آمین۔** پس جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ مل گئی، تو اس کے تمام سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

18 ......رکوع سے اٹھنے کے بعد ''اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ'' پڑھنا:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا قَالَ الإِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ، فَقُوْلُوْا " اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ " فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلاَئِكَةِ غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .)) [2]

''جب امام '' **سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ** '' کہے تو تم '' **رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ** '' کہو، کیونکہ جس کا یہ کہنا فرشتوں کے کہنے کے ساتھ ہو گیا، اس کے پچھلے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔''

19 ......قیام اللیل:

سیّدنا ابو امامۃ الباھلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب التسميع والتحميد والتأمين، رقم: ٩٢٠ـ صحيح بخارى، كتاب الأذان، باب جهر المأموم بالتأمين، رقم: ٧٨٢.

[2] صحيح بخارى، كتاب الأذان، باب فضل اللهم ربنا لك الحمد، رقم: ٧٩٦.

((عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأَبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ وَهُوَ قُرْبَةٌ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ ، وَمُكَفِّرَةٌ لِلسَّيِّئَاتِ ، وَمَنْهَاةٌ لِلإِثْمِ .)) [1]

''تم پر قیام اللیل لازم ہے، کیونکہ وہ تم سے پہلے نیک لوگوں کی عادت ہے اور تمہارے لیے تمہارے پروردگار کے قرب کا ذریعہ ہے، اور برائیوں کو مٹانے والا اور گناہوں سے روکنے والا ہے۔''

20 ...... اللہ کی راہ میں جہاد کرنا:

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يُغْفَرُ لِلشَّهِيْدِ كُلُّ ذَنْبٍ إِلَّا الدَّيْنَ .)) [2]

''قرض کے علاوہ شہید کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ﴾ (توبہ: ۱۱۱)

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی، وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں پس وہ قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں۔''

امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تمہارے نفسوں کی قیمت جنت ہے، پس اسے کم پر نہ بیچنا۔

21 ...... حج وعمرہ میں متابعت:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((تَابِعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ ، فَإِنَّمَا الْمَتَابَعَةُ بَيْنَهُمَا تَنْفِيْ الْفَقْرَ

[1] مستدرك حاكم: ۳۰۸/۱۔ حاکم اور علامہ البانی نے ارواء الغلیل: ۱۹۹/۲ میں اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

[2] صحيح مسلم ، كتاب الجهاد، رقم: ٤٨٨٩ .

وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خُبْثَ الْحَدِيْدِ .)) ❶

''حج وعمرہ کے درمیان متابعت کرو، پس ان کے درمیان متابعت فقیری اور گناہوں کو مٹا دیتی ہے، جیسا کہ بھٹی لوہے سے زائد، لوہے اور زنگ کو اتار دیتی ہے۔''

نوٹ! متابعت کا مطلب یہ ہے کہ حج کے بعد ساتھ ہی عمرہ کر لینا۔

22 ......صدقہ دینا:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِن تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۖ وَإِن تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَيُكَفِّرُ عَنكُم مِّن سَيِّئَاتِكُمْ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿٢٧١﴾﴾ (البقرة : ٢٧١)

''اگر تم صدقہ کو ظاہر کرو تو وہ تمہارے لیے اچھی ہی بات ہے، اور اگر تم چھپا کر فقراء کو دو تو وہ تمہارے لیے بہتر ہے، اور وہ تمہارے گناہوں کو مٹا دے گا اور جو تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔''

اور نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ .))❷

''صدقہ یقیناً رب کے غصے کو بجھا دیتا ہے، اور برائی کو مٹاتا ہے۔''

23......حد کا قائم کیا جانا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((أَيَّمَا عَبْدٍ أَصَابَ شَيْئًا مِمَّا نَهَي اللّٰهُ ثُمَّ أُقِيمَ عَلَيْهِ حَدُّهُ، غُفِرَ لَهُ ذٰلِكَ الذَّنْبُ .)) ❸

---

❶ سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب فضل الحج والعمرة، رقم: ٢٨٨٧ـ مسند أحمد: ٣٨٧/١، رقم: ٣٦٩٣ـ صحيح الجامع الصغير، للألبانی، رقم: ٢٨٩٩.

❷ سنن ترمذي، ابواب الزكاة، رقم: ٦٦٤ـ تخريج مشكلة الفقر رقم: ١١، رقم: ٣٣٠٩ـ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ مستدرك حاكم ٣٢٨٨/٤ـ صحيح الجامع الصغير للألبانی: ٢٧٣٢.

''جو بندہ بھی اللہ کے منع کردہ کام کا ارتکاب کر بیٹھا، اور پھر اس پر حد قائم کردی گئی تو اس کا یہ گناہ اس حد کی وجہ سے مٹا دیا جائے گا۔''

24......اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے اچھی مجالس میں حاضر ہونا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((مَامِنْ قَوْمٍ اجْتَمَعُوْا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ لا یُرِیْدُوْنَ بِذٰلِكَ إِلَّا وَجْهَهُ إِلَّانَـادَاهُـمْ مُـنَـادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنْ قُومُوا مَغْفُورًا لَکُمْ قَدْ بُدِّلَتْ سَیِّئَاتُکُمْ حَسَنَاتٍ .)) [1]

''کوئی بھی ایسی قوم جو اللہ کا ذکر کرنے اور اس کی رضا مندی کی خاطر جمع ہوتی ہے تو آسمان سے منادی کرنے والا ندا دیتا ہے: آج تم اس طرح کھڑے ہو کہ تمہیں معاف کردیا گیا ہے، اور تحقیق تمہاری خطائیں بھی نیکیوں میں تبدیل کردی گئی ہیں۔''

25......اتباع رسول ﷺ:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۱﴾ (آل عمران : ۳۱)

''فرما دیجئے! اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو مجھ (محمد) کی اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہوں کو معاف کردے گا، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

کسی نے کیا خوب کہا: ؎

مصور کھینچ وہ نقشہ جس میں یہ صفائی ہو
ادھر فرمانِ محمدؐ ہو اِدھر گردن جھکائی ہو

---

[1] مسند احمد: ۱۴۲/۳۔ مجمع الزوائد: ۷۶/۱۰۔ مسند ابی یعلی، رقم: ۴۱۴۱۔ معجم اوسط للطبرانی، رقم: ۱۵۷۹.

باب نمبر 14

چند مسنون اذکار

وہ کلمات جو اللہ تعالیٰ نے سیّدنا آدم علیہ السلام کو سکھائے تا کہ ان کے ذریعہ اپنی توبہ کا اعلان کریں۔ وہ یہ تھے:

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝﴾ (الأعراف: ٢٣)

''اے ہمارے رب! ہم نے اپنے اوپر بہت ظلم کیا، اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہمارے حال پر رحم نہ کیا تو ہم بے شک خسارہ پانے والوں میں سے ہوں گے۔''

اللہ تعالیٰ کے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے استغفار کیا کرتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((وَاللّٰهِ! إِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ فِی الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً.)) [1]

''اللہ کی قسم! میں ایک دن میں ستر سے زیادہ مرتبہ اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں، اور اس سے توبہ کرتا ہوں۔''

اور ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو توبہ کرنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! تُوبُوْا إِلَی اللّٰهِ، فَإِنِّیْ أَتُوْبُ إِلَی اللّٰهِ فِی الْيَوْمِ مِأَةَ مَرَّةً.)) [2]

''اے لوگو! تم سب اللہ کے ہاں توبہ کرو، پس یقیناً میں ایک دن میں اللہ سے

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب استغفار النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الیوم واللیلة، رقم: ٦٣٠٧.
[2] صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب استحباب الإستغفار، والإستکثار منه، رقم: ٦٨٥٩.

سو(۱۰۰) مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔''

چنانچہ ہم ذیل کی سطور میں چندان ادعیہ کا ذکر کرتے ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے بخشش طلب کرنے کا حکم فرمایا ہے، یا جن کے ذریعہ سے رسول اللہ ﷺ اپنے رب سے مغفرت طلب فرمایا کرتے تھے۔

1۔ سیّدنا شداد بن اوس سے روایت ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بندے کا یہ کہنا سید الاستغفار (استغفار کا سردار) ہے۔ جو شخص یہ دن میں دل کے یقین کے ساتھ پڑھے، اور شام ہونے سے پہلے اسے موت آ جائے، تو وہ جنتی ہے۔ اور جو اسے یقین کے ساتھ رات کو پڑھے، اور صبح ہونے سے پہلے اسے موت آ جائے، تو وہ جنتی ہے۔

((اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ ، أَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلٰی عَھْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ ، اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ ، اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ ، فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا أَنْتَ .)) [1]

''اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں۔ اور میں جہاں تک طاقت رکھتا ہوں تیرے عہد اور تیرے وعدے پر قائم ہوں۔ اور میں اپنے کیے ہوئے عمل کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، میں ان نعمتوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں جو تو نے مجھ پر کیں اور میں اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں۔ پس تو مجھے معاف کر دے۔ بے شک تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں۔''

2۔ اللہ تعالیٰ نے مومنین کے متعلق خبر دی ہے کہ وہ میری جناب میں گریہ زاری اور مغفرت کی دعا یوں کرتے ہیں:

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب افضل الإستغفار، رقم: ٦٣٠٢.

﴿غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ﴿٢٨٥﴾﴾ (البقرة : ٢٨٥)

''اے ہمارے رب! ہم تیری مغفرت چاہتے ہیں، اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔''

3۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو سکھایا کہ وہ ہر حال میں اپنے رب کی حمد وثنا بیان کرتے رہیں، اور اس سے مغفرت ورحمت کی دعا کرتے رہیں۔

﴿رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ﴿١١٨﴾﴾ (المؤمنون : ١١٨)

''(آپ کہیے) میرے رب! میری مغفرت فرمادے اور مجھ پر رحم کردے، اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔''

4۔ اللہ عزوجل نے مومنوں کی علامات بیان کرتے وقت فرمایا کہ مومن وہ ہیں جو دعا کرتے ہیں:

﴿رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿٦٥﴾ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ﴿٦٦﴾﴾ (الفرقان : ٦٥-٦٦)

''اے ہمارے رب! ہم سے جہنم کے عذاب کو ٹال دے، بے شک اس کا عذاب ہمیشہ کے لیے جان کو لگ جانے والا ہے۔ یقیناً وہ بڑا ہی برا ٹھکانا اور جائے قیام ہے۔''

5۔ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے ایسی دعاء سکھایئے جسے میں اپنی نماز (کے تشہد) میں پڑھا کروں، تو آپ ﷺ نے فرمایا (یہ) دعا پڑھا کرو۔

((اَللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْلِي مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ)) [1]

[1] صحيح بخاری، کتاب التوحيد، باب قول الله تعالیٰ: وكان الله سميعا بصيرا، ٧٣٨٧.

''اے اللہ! میں نے اپنے آپ پر بہت ظلم کیا، میرے گناہوں کو تیرے علاوہ کوئی معاف نہیں کرسکتا، لہٰذا اپنی خاص مغفرت سے مجھے بخش دے، اور مجھ پر رحم فرما۔ بلاشبہ تو بخشنے والا اور نہایت رحم فرمانے والا ہے۔''

6۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تشہد سے سلام پھیرنا چاہتے تو سلام سے پہلے یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ .)) [1]

''اے اللہ! میرے اگلے اور پچھلے، خفیہ اور اعلانیہ گناہوں کو معاف فرما دے اور جو میں نے (اپنی حیثیت سے) تجاوز کیا کہ جن کے بارے میں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، تو ہی مقدم ہے تو ہی مؤخر ہے، تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔''

7۔ اللہ تعالیٰ کے ناموں کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرنا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو شخص ان کو یاد کرکے گنتا رہے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' [2]

اللہ تعالیٰ کے ناموں میں (اَلْغَفَّارُ) بخشنے والا۔ (اَلتَّوَّابُ) توبہ قبول کرنے والا۔ (اَلْعَفُوُّ) معاف کرنے والا۔ (اَلْغَفُوْرُ) بار بار بخشنے والا بھی شامل ہیں۔

8۔ سیّدنا اُبوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سجود میں یہ دعا پڑھتے تھے:

---

[1] صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب صلاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ودعائه باللیل، رقم: ١٨١٢.

[2] صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب للّٰه مائة اسم غیر واحدة، رقم: ٦٤١٠.

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهٗ، دِقَّهٗ وَجِلَّهٗ، وَأَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ، وَعَلَانِيَتَهٗ وَسِرَّهٗ.)) ❶

''اے اللہ! میرے چھوٹے، بڑے، اگلے، پچھلے، ظاہر اور خفیہ تمام گناہ معاف فرمادے۔''

9۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بستر پر نہیں دیکھا، میں آپ کو ڈھونڈنے لگی تو میرا ہاتھ آپ کے تلوے پر پڑا، اور درآنحالیکہ آپ سجدہ میں تھے، اور آپ کے دونوں پیر کھڑے تھے اور آپ اس وقت یہ پڑھ رہے تھے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ، لا أُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ.)) ❷

''اے اللہ! میں تیری خوشنودی کے ذریعے تیرے غصے سے پناہ طلب کرتا ہوں، تیری پکڑ سے تیری معافی کی پناہ میں آتا ہوں، اور تجھ سے تیری ہی پناہ کا طلب گار ہوں۔ اے اللہ! میں تیری تعریفیں بیان کرنے کا صحیح حق ادا نہیں کرسکتا۔ تو بالکل ویسا ہے جس طرح تو نے اپنی تعریف کی ہے۔''

10۔ سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب دو سجدوں کے درمیان بیٹھتے تو یہ پڑھتے:

﴿ رَبِّ اغْفِرْلِیْ، رَبِّ اغْفِرْلِیْ ﴾ ❸

''اے میرے پروردگار! مجھے بخش دے۔ اے میرے پروردگار! مجھے بخش دے۔''

❶ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب ما يقال فى الركوع والسجود، رقم: ١٠٨٤.
❷ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب ما يقال فى الركوع والسجود، رقم: ١٠٩٠.
❸ صحيح ابو داؤد، كتاب الصلاة، باب الدعاء فى الركوع والسجود، رقم: ٨٧٤.

11۔ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ دو سجدوں کے درمیان (یہ) دعا پڑھتے تھے:

﴿ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ. ﴾ [1]

''اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت دے، میرے نقصانات کا تدارک فرما، مجھے عافیت عطا فرما، اور مجھے رزق دے۔''

12۔ سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ کلمات صبح و شام پڑھنا نہیں بھولتے تھے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ أَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَأَهْلِیْ وَمَالِیْ. اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِیْ وَاٰمِنْ رَّوْعَاتِیْ، وَاحْفَظْنِیْ مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ وَمِنْ خَلْفِیْ، وَعَنْ یَّمِیْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ، وَمِنْ فَوْقِیْ وَأَعُوْذُبِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِیْ.)) [2]

''اے اللہ! میں دنیا اور آخرت میں تجھ سے عافیت اور درگزری کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ! میں تجھ سے اپنے دین، دنیا اور اپنے اہل و مال میں معافی اور عافیت کا خواستگار ہوں۔ اے اللہ! میرے رازوں کی پردہ پوشی فرما اور میری گھبراہٹوں (خوف) کو امن دے۔ اور مجھے آگے، پیچھے، دائیں، بائیں اور اوپر سے اپنی حفاظت میں رکھ اور میں تیری (عظمت کے ذریعے) پناہ طلب کرتا ہوں کہ نیچے سے اچانک ہلاک کر دیا جاؤں۔''

13۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی وفات سے قبل یہ کلمات

---

[1] صحیح الترمذی، کتاب الصلاۃ باب ما یقول بین السجدتین، رقم: ۲۸۴.

[2] صحیح سنن ابن ماجه، کتاب الدعاء، رقم: ۳۸۷۱.

کثرت سے پڑھتے تھے:

((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ، وَأَتُوْبُ اِلَيْهِ .)) ❶

''اے اللہ! میں تیری خوبیوں کے ساتھ تیری پاکیزگی بیان کرتا ہوں، میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں، اور اسی کی طرف توبہ کرتا ہوں۔''

14۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو یہ (کلمات) کہے، تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اگرچہ اس نے جہاد سے بھاگنے کا ارتکاب کیا ہو۔

((اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ إِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ .))❷

''میں اس اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ زندہ جاوید ہے، اور قائم رکھنے والا، اور پوری کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے۔ اور میں اس کے حضور اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔''

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ
وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَىٰ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ .

✪✪✪✪

❶ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب تفسیر سورة إذا جاء نصر اللّٰه......، رقم: ٤٩٦٧۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب ما یقال في الرکوع والسجود، رقم: ٤٨٤.

❷ صحیح سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، باب الإستغفار، رقم: ١٥١٧۔ مستدرك حاكم: ١/ ٥١١.

انصار السنہ پبلیکیشنز۔لاہور

اسلامی اکادمی، الفضل مارکیٹ، 17-اردو بازار لاہور

فون: 042-7357587

WWW.IRCPK.COM